

جلد اول

﴿مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ﴾

(جو رسول (ﷺ) کی اطاعت کرے، اس نے اللہ کی اطاعت کی)

مکملہ سنیت

اسلامی نیلیات

حافظ محمد ابراہیم
مفتی اعظم
پشاور

جلد اول

حضرت مولانا حافظ پیر ذوالفقار احمد
مفتی اعظم
پشاور

جلد دوم

حضرت مولانا حافظ جنیب اللہ احمد
مفتی اعظم
پشاور

16A شاہ عالم مارکیٹ، اسلام آباد، پاکستان

0092 42 37632902

مکتبہ عشق الہی

﴿مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ﴾
(جو رسول (ﷺ) کی اطاعت کرے، اس نے اللہ کی اطاعت کی)

گلدستہ سنت ①



حافظ محمد ابراہیم
مجدی نقشبندی

مکتبہ عشق الہی

مکتبہ عشقِ الہی

www.ishqeilahi.com

Email: info.ishqeilahi@gmail.com

فیس بک پر براہ راست بیانات کے کلپس اور احادیث حاصل کریں۔

fb.com/ishqeilahi1

لایو بیانات کے اوقات کے متعلق جاننے اور روزانہ ایک حدیث پاک اپنے موبائل پر حاصل کرنے کے لیے اپنے موبائل سے یہ میسج سینڈ (Message Send) کریں۔ ہر بیان شروع ہونے سے قبل آپ کو اطلاع دے دی جائے گی۔ ان شاء اللہ

Twitter: F_ishqeilahi Send 40404

نوٹ: مذکورہ کوڈ صرف پاکستان کے لیے ہے۔ بیرون ممالک والے حضرات ہمیں ای میل کر کے یا واٹس ایپ پر میسج کر کے اپنے ملک کا کوڈ حاصل کر سکتے ہیں۔

whatsapp کے کلپس حاصل کرنے کے لیے ان نمبروں پر رابطہ کریں۔
0321-4706047, 0300-9406489

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب

گلدستہ سنت

از افادات

شاہنشاہ محمد اظہار الحق

پروفیسر یونگ و تخریج

مولانا عبدالرحمن صاحب

مرتب

مولانا قاری محمد عمران خان صاحب
(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

کمپوزنگ

حافظ عبدالوحید اعوان

اشاعت اول

© 2015

تعداد

2200



انتساب



اپنے شیخ حضرت مولانا پیر حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی دامت برکاتہم
کے نام جن کی بے پناہ محبتوں اور شفقتوں نے اس بندے کے دل
میں ایمان کی شمع کو روشن کر دیا۔

حافظ محمد رفیع الرحمن

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ

الْأُمِّيِّ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ





فہرست مضامین

20	پیش لفظ
23	عرض مرتب
25	کھانا کم کھانے کے فائدے
26	صحت کے اصول قرآن اور حدیث سے
26	قرآن مجید کے اندر صحت کے بارے میں حکم
27	تین اہم باتیں
27	مدینہ شریف کے ایک حکیم کا واقعہ
28	ہماری بیماریوں کی بڑی وجہ
28	زیادہ کھانا آپ سلیٹینڈیم کی نظر میں
28	آپ سلیٹینڈیم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا معمول
29	ہمیں کیا کرنا چاہیے؟
29	بھوک لگنے کا ثبوت
30	کم کھانے کے چند مزید فائدے
30	پیٹ بھر کے کھانے کے نقصانات
31	کھانے میں کمی کیسے کی جائے؟



33

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی نصیحت

33

بہترین ترتیب

35

پینے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتیں

36

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن کنوؤں سے پانی نوش فرمایا

37

پانی ٹھنڈا کر کے پینا بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے

38

رات کا باسی پانی

39

مشروبات کا سردار

39

وہ پانی جس کا پینا مکروہ ہے

40

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص عادت مبارکہ

40

شہد ما پانی پینے کے چند فائدے

41

شہد کے بہترین فوائد

41

بڑی بیماریوں سے محفوظ رہنے کا نسخہ

42

دودھ

42

غذائے کامل

43

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دودھ میں پانی ملا کر نوش فرمانا

44

دودھ پینے کے بعد کلی کرنا

44

نہید

45

نہید کیسے جتا ہے؟

46

چند مزید پسندیدہ مشروبات

46

ایک اہم بات

47

پانی پینے کا مسنون طریقہ

47

پینے کے دوران برتن میں سانس مت لیں

48

پلانے والا خود آخر میں پیے

49

بچے ہوئے پانی کو کیا کریں؟



49	پیلے کس کو پلا یا جائے؟
49	کھڑے ہو کر پانی پینا منع ہے
50	آب زمزم اور وضو کے باقی ماندہ پانی کا حکم
51	پانی پینے کے لیے برتن

53

سنت برتن اور مسنون دعائیں

54	نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری کا مقصد
54	ذریعہ نجات
54	سنتوں کے چھوڑنے کا بڑا نقصان
55	موجودہ حالات اور راسخنت
56	فطرتی کا ازالہ
56	آپ ﷺ کے پینے کے برتن
58	واٹن گلاس کا حکم
59	چار قسم کے پیالوں کا ثبوت
60	پیالوں کے نام
61	دعاؤں کا بیان
61	جب کھانا پیش کیا جائے تو کیا پڑھے؟
62	پہلے لقمہ کی دعا
63	اللہ تعالیٰ کو زیادہ خوش کرنے والا عمل
63	شروع میں بسم اللہ بھول جائے تو کیا پڑھے؟
64	کھانے کے بعد کی دعائیں
65	مغفرت کروانے والا عمل
66	کوئی اور کھلائے تو کیا دعا پڑھے؟
67	کسی بیمار کے ساتھ کھانا کھانے تو کیا پڑھے؟
68	خطرات و نقصان سے بچنے کی دعا



68	دودھ پینے کی دعا
69	نکتہ کی بات
69	حضرت عمرؓ کا عمل
70	کھانے کے آداب پر طائرانہ نظر
70	عبادات و اطاعت
71	حلال اور پاک صاف

77

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پسندیدہ پھل اور میوے

78	سنتوں کو بیان کرنے کا مقصد
79	مجبوری اور اتباع میں فرق
80	پھل اور میوے
80	کھجور
81	کھجور کی پیدائش
81	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پسندیدہ کھجور ”عجوة“
81	جادو سے حفاظت
82	آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی پسند کا اظہار
82	دستر خوان پر موجود ہر چیز کھانا ضروری نہیں
83	خواتین کے لیے کھجور
84	بچے کو کھجور کی گھٹی
84	کھجور اور مکھن
85	اہم نکتہ
85	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گھر والوں سے برتاؤ
86	ایک صاحب کا واقعہ
87	گھر والوں سے خوش اخلاقی کا خوشگوار اثر
87	کھجور دودھ کے ساتھ



88	کھانے کے ساتھ کھجوریں
88	کھجور اور خر بوزہ
88	کھجور ککڑی کے ساتھ
89	کھجور تر بوزہ کے ساتھ
90	کھجور کو ککڑی کے ساتھ ملانے کا ایک فائدہ
90	آپ ﷺ کے اعلیٰ اخلاق کا ایک نمونہ
91	روٹیوں کی تقسیم
91	کھانے میں آپ ﷺ کی سادگی
91	سنت کو زندہ کرنے کا ثواب
92	آپ ﷺ کیسے کھانا کھاتے تھے؟
92	کھجور کھانے کا ناپسندیدہ انداز
93	پرانی کھجوروں میں آپ ﷺ کی احتیاط
94	محبت کی بہترین تعریف
94	کھجور کی گھٹلی سے متعلق آپ ﷺ کا طریقہ
95	صفائی پسندی
95	میزبان کے لیے دعا
96	اہم نکات
97	پیلو کا درخت
97	زیتون
97	زیتون کے متعلق آپ ﷺ کے ارشادات
98	زیتون کے فوائد
99	کولیسرول میں کمی
100	انجیر
100	ذاتی تجربہ
102	انگور
102	سکشمش



103	انار
103	سوٹھ
103	شہوت
104	ایک بڑی حکمت کی بات
104	مؤم کا پہلا پھل اور آپ ﷺ کا عمل
105	محبت کی ایک تعریف

107

کھانے پینے میں میانہ روی کا بیان

107	سنت کو زندہ کرنے کا بڑا ثواب
108	اتباع سنت دخول جنت
108	آج کل کا ایک بہت ہی برا جملہ
109	ایک غلط سوچ اور اس کا جواب
110	عیش پرستی سے بچنا
110	امت کے بدترین لوگ
111	حضرت جی کا ملفوظ
111	آپ ﷺ کی ہمارے بارے میں فکر
111	مقصدِ حیات کو یاد رکھنا
112	سادگی ایمان کی نشانی ہے
112	نفس کو لذتوں سے روکنا
113	قیامت کے دن کے بھوکے لوگ
114	ڈکار آنے پر آپ ﷺ کی تنبیہ
115	ہمیں کیا کرنا چاہیے؟
116	جائز خواہشات پر کنٹرول
117	نبی ﷺ کا طریقہ کیا تھا؟
117	علامہ عینی کا قول



118

مولے آدمی کے بارے میں آپ ﷺ کے ارشادات

118

غفلت میں ڈالنے والی چیز

119

امت کے بدترین لوگ

119

مسلمان کم کھاتا ہے

121

مریض کی دیکھ بھال

121

دوشفا دینے والی چیزیں

122

عافیت کی دعا

123

بیماروں کے لیے آسانیاں

123

قرآن وحدیث کی حقانیت کی ایک مثال

125

آپ ﷺ کے زمانہ کے ایک حکیم کا واقعہ

125

نرسوں سے خاص بات

125

صحابیات رضی اللہ عنہن کا عمل

126

ڈیوٹی بھی اور درجات کی بلندی بھی

127

نیت کیا ہو؟

127

مریض کے لیے عبادت کرنا آسان بنائیے!

127

پاکی ناپاکی کا خیال رکھیں

127

باوضو ہونے کا اہتمام

129

عیادت کے فضائل

129

ڈیوٹی کی ڈیوٹی ثواب کا ثواب

130

نیت کا ٹھیک رکھنا لازم ہے

130

عیادت سے جنت

131

حکالیف کا اجر

132

دعائیں کروانے اور دعائیں لینے میں فرق

132

ڈیوٹی امانت ہے



133	مناقش کی ایک نشانی
134	خیانت کے لفظ کی وسعت
134	خیانت کی تعریف
135	اللہ کے نزدیک پسندیدہ عمل
136	خواتین کے لیے بہت ہی اہم نصیحت
136	مردوں کی موقع پرستی
137	باہیا بننے کی نیت

139

میزبانی اور مہمانی کے آداب

140	وقت کا خیال رکھنا
140	جہاں بے تکلفی ہو وہاں بے رعایت ضروری نہیں
140	آپ ﷺ کا عمل
141	امام شافعی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> کا واقعہ
142	بے تکلفی سے متعلق ایک اور حکم
142	بے تکلفی کے دو واقعات
143	کھانا کھانے (دعوت) کے آداب
143	کھانا کس کو کھلا یا جائے؟
144	بدترین دعوت
144	عزیز و اقارب کا زیادہ خیال کرنا
144	مہمان کی آسانی کو دیکھنا
145	خدمت کسے کہتے ہیں؟
145	دعوت کا مقصد
146	دعوت قبول کرنے کے آداب
146	کن دعوتوں سے اجتناب کرنا چاہیے؟
147	دوری کی وجہ سے دعوت سے انکار



147	خلاف شرع امور والی دعوت
148	قرآنی واقعہ
149	دور نبوت میں احتیاط کا ایک انداز
150	ایک صحابیہ کی خواہش
150	عورتوں کے لیے حج و عمرہ میں بھی احتیاط
151	دعوت قبول کرنے میں انسان کیا نیت کرے؟
152	پابندی وقت
152	اجازت طلب کرنا
152	سلام کرنا
153	بیٹھنے میں احتیاط
153	حیلے بہانے سے گریز
154	بات چیت میں احتیاط
154	بڑوں کا ادب
154	انتشار سے بچنا
154	کھانے کی مجلس کے آداب
156	میزبانی کے آداب
156	حضرت علیؑ کی شرطیں
157	مہمان کے ہاتھ دھلانا
157	انتظار کروانے سے گریز
158	پانچ چیزوں میں جلدی کرنا سنت ہے
158	کھانا لانے میں احتیاط
158	اہل خانہ کی رعایت کرے
159	حالت کا اندازہ لگانا
160	مختلف آداب
162	مہمان کا رات میں قیام کا ارادہ
163	مہمان کو رخصت کیسے کریں؟



164

فقہی مسائل

165

برتنوں میں کفار کی مشابہت سے بچنا

167

لباس

168

لباس کی اہمیت

169

انسانوں کے لیے تحفہ

170

ایک بہت بڑی غلطی کی اصلاح

170

لباس کے دو بڑے قاعدے

170

شیطان کی دشمنی

171

حضرت آدم اور اماں علیہما السلام اور شیطان

171

وسو سے کیوں ڈالے؟

172

انسان پر شیطان کا سب سے پہلا وار

172

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حیا

173

نام نہاد ترقی

173

ایمان لانے کے بعد سب سے پہلا فرض

173

نیا لباس پہننے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا

174

اصل لباس

174

تقویٰ کا لباس کیا ہے؟

175

تسبی اور برائی کا اثر

176

ہمارا ظاہری لباس کیسا ہو؟

177

مردوں اور عورتوں کی آپس میں مشابہت

177

کفار کی نقلی جائز نہیں

177

مثال

178

اولاد آدم کو تشبیہ

178

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا عمل



178	ایک نیک خاتون کا واقعہ
179	سنے لباس کی ابتدا
179	پہلی بات
179	دوسری بات
180	تیسری بات
180	مکر وہ لباس
180	عمدہ کپڑے پہننا
181	ایک ہزار روہم کی چادر
181	امام اعظم <small>ؑ</small> کا عمل
181	امام مالک <small>ؑ</small> کا لباس
182	پرانے لباس کو ہدیہ کرنے کا ثواب
182	ضروری بات
183	دو سوالات اور انکے جوابات
184	نفس کا علاج
184	لباس میں صحابہ <small>ؓ</small> اور تابعین <small>ؒ</small> کا عمل
185	لباس کے متعلق کچھ تجربات
185	حضرت بی بی فاطمہ <small>ؑ</small> کا لباس
185	حضرت حسین <small>ؑ</small> کا لباس
185	مقتداؤں کا لباس
186	مسلمان بادشاہوں کا لباس
187	سلطنت عثمانیہ کے زوال کی ایک وجہ
187	برائی چھیلانے کے چار طریقے
188	نبی کریم <small>ؐ</small> کا اپنی چادر کا فرہ عورت کو دینا
189	حضرت مفتی شفیع <small>ؒ</small> کا جواب
189	ہر شبے کا یونفارم
190	بچوں کے لباس سے متعلق احتیاط



191	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے زمانے کا ایک واقعہ
192	خیر خواہی کے روپ میں دھوکا
193	نوجوانوں کا فریب
193	جہنم کا لباس
194	میاں بیوی کا لباس ہونے کا مطلب
195	بھوک اور خوف کا لباس

197

سنت اور سائنس

197	محبوب گل جہاں علیہ السلام کی زندگی
198	ایک اٹل حقیقت
199	صرف ایک ہستی
200	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور سائنس
201	دو درخشاں باب
202	سونے کا مستون طریقہ اور میڈیکل سائنس
202	پہلا انداز
203	دوسرا انداز
203	تیسرا انداز
203	چوتھا انداز
203	سونے کی پہلی صورت
204	سونے کی دوسری صورت
205	سونے کی تیسری صورت
206	پہلا نقصان
206	دوسرا نقصان
207	سونے کی چوتھی صورت
208	دائیں طرف سونے کے تین فائدے



208	کلی بات
208	دوسری بات
208	تیسری بات
209	سورج کی شعاعوں سے متعلق آپ ﷺ کا ارشاد اور سائنس
210	موٹاپے کا علاج بذریعہ سنت
215	سونے سے اٹھتے ہی نماز کا ایک فائدہ
215	رات کو سوتے ہوئے مسواک کا ایک فائدہ
217	وضو کے ہماری صحت پر بہترین اثرات
219	وضو میں پاؤں دھونے کا ایک طبی فائدہ
220	اطمینان سے سجدہ کرنے کا ایک طبی فائدہ
222	سر کے کا استعمال سنت بھی صحت بھی
224	زیتون اور اس کا تیل
226	دل کا علاج جگہ جگہ سے حدیث کی روشنی میں
229	چلنے میں نبی ﷺ کی سنت اور موجودہ سائنس
230	نمازوں کا مختلف اوقات میں فرض ہونے کا ہماری صحت پر اثر
232	رویت بلال کے بارے میں نبی ﷺ کے فرمان کی سائنسی تصدیق
239	مختلف اوقات کی نمازوں کی رکعات کی تعداد میں فرق کا ایک فائدہ
241	حدیث پر عمل کرنے کا واقعہ

245

کھانے میں نبی ﷺ کی پسند

245	اللہ کا محبوب بننے کا نسخہ
246	آپ ﷺ کی پسند سب سے بہتر
247	شہد اور میتھا
248	ہریسہ
249	مقوی غذاؤں کا استعمال



249	حیس
250	خزیرہ
251	حدیث مبارکہ سے حاصل ہونے والے اسباق
252	خدیص
253	ستو
254	دشیشہ
254	کالی مرچ
255	برکہ
256	آپ ﷺ کا مہمان کو گھرانے کا انداز
257	سرکے کے فوائد
257	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی آپ ﷺ سے محبت
258	ثرید
258	سحری میں برکت ہے
259	ثرید بنانے کا طریقہ
259	جلدی تیار ہونے والی چیزیں
260	پنیر اور دودھ
261	مشروب بھی غذا بھی
262	روٹی کا بیان
262	روٹی کے اکرام کا مطلب
263	جو کی روٹی
264	گیہوں
265	روٹی اور کھجور
265	گوشت اور روٹی
266	روٹی کتنی بڑی ہونی چاہیے؟
266	اجتماعیت میں برکت
267	گھیا



267

لوہی کے فوائد

268

چتندر

269

پرہیز کرنا توکل کے منافی نہیں

270

تکلف کرنا خلاف سنت ہے

270

آروی

270

پیاز





پیش لفظ

﴿مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ﴾ (النساء: 80)

”جس نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کی تحقیق اس نے اللہ کی اطاعت کی۔“

ہمارے حضرت جی فرماتے ہیں، کہ آج کل کے مشینی دور کا عام انسان خود بھی ایک مشین کی طرح زندگی گزار رہا ہے، کام کاج کی زیادتی اور معاشی و معاشرتی پریشانیوں نے اسے خوب الجھا رکھا ہے۔ پر آسائش زندگیوں کے باوجود اسے وسائل اور اطمینانِ قلب کی کمی کا شکوہ رہتا ہے۔ ایک طرف مادی ترقی نے اسے اپنی ذات کے خول میں بند کر دیا ہے، تو دوسری طرف سائنسی علوم نے عقل کو اس قدر مسحور کر رکھا ہے کہ دینی علوم کی اہمیت دلوں سے نکلتی جا رہی ہے۔ اپنی زبان سے ’دین و دنیا برابر‘ کا نعرہ لگانے والے بھی عملاً دنیا دار نہ زندگی بسر کر رہے ہیں۔ رسم و رواج ٹوٹنے پر تڑپتے ہیں اور سنت نبوی ﷺ کے چھوٹنے پر ٹس سے مس نہیں ہوتے۔ مسلمان نوجوان فرنگی تہذیب کے اس قدر دلدادہ بن چکے ہیں کہ لباس و طعام اور نشست و برخاست میں فرنگی طور طریقوں کو اپنا ناروشن خیالی کی علامت سمجھتے ہیں، کفر و الحاد نے مسلمان معاشرے پر اپنے مکروہ



سائے ڈالنے شروع کر دیے ہیں۔

ان حالات میں جب کہ مسلمانوں میں دین و ایمان کی کمزوری بہت ہو چکی ہے اور ان کے لیے ایمان کو بچانا مشکل ہو رہا ہے تو ایمان کو بچانے اور مضبوط کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے اور وہ ہے سنت کا راستہ۔ سنت کو اپنائیں گے، اپنی زندگی کو سنت سے سجائیں گے تو ایمان میں ترقی ہوگی۔ اور سنت پر استقامت کی ایک بہترین صورت یہ ہے کہ کسی عامل بالنتہ شیخ کی مسلسل صحبت اختیار کی جائے تو زندگی میں سنت کا نور آسکتا ہے۔ الحمد للہ! ہمارے شیخ محبوب العلماء والصلحاء حضرت مولانا پیر حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم العالیہ ان چند ہستیوں میں سے ہیں جو پوری استقامت کے ساتھ نہ صرف خود سنت پر چلنے والے ہیں بلکہ کروڑوں سالکین کو سنت پر چلانا سکھا چکے ہیں۔

الحمد للہ! حضرت جی کی اجازت، دعاؤں اور توجہات کی بدولت اس عاجز نے ”گلدستہ سنت“ کے عنوان سے مستقل بیانات شروع کیے، جن میں تفصیل کے ساتھ حضور ﷺ کی سنتوں کو مستند احادیث کی روشنی میں بیان کیا گیا۔ الحمد للہ! علماء و دینی طلباء و طالبات کے ساتھ ساتھ ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگوں نے اس سلسلہ کو بہت سراہا۔ اس کے ساتھ انٹرنیٹ اور واٹس ایپ پر بھی گلدستہ سنت کے بیانات کے کلپس لوگوں کو بھیجے جا رہے ہیں، (بیانات کا سلسلہ تا حال جاری ہے۔) پھر دوست احباب نے بہت اصرار کیا کہ اس گلدستہ سنت کے بیانات کو کتابی شکل میں شائع کیا جائے۔ اس عاجز نے حضرت جی دامت برکاتہم کی اجازت اور دعاؤں سے اس کام کا آغاز کیا۔ الحمد للہ! دوست و احباب نے بڑی محنت سے بیانات کو کتابی شکل میں لکھا اور خصوصی بات یہ کہ اس کتاب کا مسودہ تیار کر کے اس کو حضرت جی دامت برکاتہم کی



خدمت میں حرمین شریفین کے مبارک سفر کے دوران پیش کیا۔ الحمد للہ! حضرت جی دامت برکاتہم نے انتہائی پسندیدگی کا اظہار فرمایا اور دعاؤں سے نوازا۔ احباب جو عمرہ پر ساتھ تھے، وہ لوگ اس مسودہ کو لے جاتے اور اٹھا کر بیت اللہ شریف کا طواف کرتے، اور ساتھ ساتھ بارگاہ الہی میں اس کی قبولیت کی دعائیں کرتے۔

الحمد للہ! تمام مخلص ساتھیوں کی محنت و کوشش سے گلدستہ سنت کی پہلی جلد شائع کی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کتاب کو شرف قبولیت سے نوازے اور مزید استقامت کے ساتھ اس سلسلہ کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ جتنے احباب نے اس گلدستہ سنت کتاب میں محنت کی ہے، اللہ تعالیٰ ان سب کو سنت کا نور عطا فرمائے اور قیامت کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب فرمائے۔

دعا گو و دعا جو!

فقیر محمد ابراہیم نقشبندی

کان اللہ له عوضا عن کل شیء

مہتمم جامعہ رقیۃ للبنات ٹاؤن شپ لاہور





عرض مرتب

گلدستہ سنت حضرت حافظ ابراہیم صاحب دامت برکاتہم کے ان بیانات کا مجموعہ ہے، جو نبی علیہ السلام کی مبارک سنتوں کے بارے میں ہیں۔ اور بلاشبہ سنت کی تعلیم و تبلیغ، نشر و اشاعت اتنا بڑا کام ہے کہ ایسے لوگوں کو رسول خدا ﷺ نے اپنا خلیفہ قرار دیا۔ چنانچہ اس ضمن میں ارشادِ نبوی ملاحظہ فرمائیں:

اے اللہ! میرے خلفاء پہ رحم فرما دیجیے! صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا: اے اللہ کے نبی! آپ کے خلفاء کون ہیں؟ ارشاد فرمایا کہ وہ لوگ جو دوسروں کو میری احادیث و سنت کی تعلیم دیتے ہیں۔ (مسند احمد) اور علماء کرام فرماتے ہیں کہ اللہ ایسے لوگوں کو ایمان نصیب فرمائیں گے۔ کیونکہ جو لوگ حدیث و سنت کی تعلیم دیتے ہیں، ان کے لیے اللہ کے نبی ﷺ کی دعا ہے، کہ اے اللہ! ان لوگوں پر رحم فرما اور نبی ﷺ کی ہر دعا مقبول ہے، جس پر اللہ رحم فرمائیں گے اسے بھلا کیونکہ ایمان سے محروم کریں گے؟ یقیناً انہیں ایمان نصیب ہوگا۔ اس کے علاوہ ایک روایت میں آتا ہے، کہ جس نے دو حدیثیں پڑھ لیں تا کہ وہ خود بھی ان سے نفع اٹھائے یا دوسرے لوگوں کو ان کی تعلیم دے، تو ان دو احادیث کا سیکھنا اس کے لیے ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ (مفتاح الجنۃ، ص 47)

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ حدیث کے علوم حاصل کرنے اور پڑھنے پڑھانے والوں



کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ ”سیکھنے سکھانے والے آپ ﷺ کے خاندان سے ہیں، بے شک وہ آپ کی خدمت کی صحبت تو نہیں حاصل کر سکے لیکن آپ ﷺ کے الفاظ سے فائدہ تو اٹھاتے ہیں“۔ آج ہم لوگوں نے سنت کے مبارک طریقے چھوڑے، کفار کے اپنائے، ہم نے پھول چھوڑے، کانٹے لیے یقیناً یہ بہت گھاٹے کا سودا ہے۔

گنوا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی

ثریا نے زمین پر آسمان سے ہم کو دے مارا

آج اسی لیے ذلتوں کے شکار ہیں، عزت والے نبی ﷺ کے طریقوں کو چھوڑ کر ہمیں عزت کہاں مل سکتی ہے۔ آج فتنوں کا دور ہے، یعنی ایسا دور جس میں سنتوں پر چلنا، دین پر چلنا مشکل ہے، لیکن بقول حضرت مولانا عبدالرحمن اشرفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کہ، نیکیاں لوٹنے کا دور بھی یہی ہے، کیونکہ ایسے دور میں جب سنت پر چلنا مشکل ہو، کوئی سنت کو عمل میں لائے، تو اسے ایک سنت پر عمل کرنے کا ثواب ایک سوشیڈوں کے برابر ملے گا، تو بتائیں! کہ یہ نیکیاں کمانے کا دور ہوا یا نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات سے پورا یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو امت مسلمہ کے لیے نافع بنائیں گے۔

بندہ عاجز حضرت شیخ حافظ محمد ابراہیم صاحب دامت برکاتہم کا ممنون ہے، جنہوں نے ان بیانات کو مرتب کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی اور اس طرح دین کے اس عظیم الشان کام میں میرا بھی حصہ پڑ گیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کتاب کی نشر و اشاعت میں جس جس ساتھی نے جتنا بھی حصہ ڈالا ہے، اسے اپنی بارگاہ میں قبول فرمائیں اور اسے ہم سب کی مغفرت کا ملہ کا ذریعہ بنائیں، آمین یارب العالمین۔

مولانا قاری محمد عمران خان

ایڈووکیٹ ہائی کورٹ



کھانا کم کھانے کے فائدے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفَى وَسَلَّمَ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى. اَمَّا بَعْدُ:
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

﴿كَلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا﴾ (سورة الاعراف: 31)

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلٰى الْمُرْسَلِيْنَ ۝
وَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَتَبَارَكَ وَتَسَلَّمَ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَتَبَارَكَ وَتَسَلَّمَ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَتَبَارَكَ وَتَسَلَّمَ

کھانے پینے میں اعتدال کی راہ کیا ہے اور ہمارے لیے صحیح طریقہ کیا ہے، اس سلسلے میں ایک واقعہ سن لیجیے ان شاء اللہ بات پوری طرح سمجھ میں آجائے گی۔ اس کے بعد پھر کچھ بھوکے رہنے کے فضائل جو علمائے امت نے لکھے ہیں بہت ہی اختصار کے ساتھ ذکر کیے جائیں گے۔



صحت کے اصول قرآن اور حدیث سے:

واقعہ کچھ ایسا ہے کہ خلیفہ ہارون رشید کے دربار میں ایک مرتبہ ایک عیسائی آیا جو پادری بھی تھا اور حکیم بھی تھا اور وہ زمانہ ایسا تھا کہ وقت کے بادشاہوں اور خلفاء کے پاس علماء کرام بھی ہوتے تھے اور اس وقت کے لوگ اہل علم کی قدر دانی کیا کرتے تھے۔ علم دین کے قدر دان ہوا کرتے تھے۔ وہ عیسائی پادری آیا اور کہنے لگا: دیکھو تم لوگ یہ کہتے ہو کہ تمہارے رب نے تمہیں سب کچھ بتا دیا ہے تو کیا قرآن مجید جس کو تم اللہ کی کتاب کہتے ہو، اس میں صحت کے متعلق بھی کوئی اصول ہے؟ تو خلیفہ ہارون رشید نے علماء کی طرف دیکھا تو ایک عالم کھڑے ہوئے، کہنے لگے: میں جواب دوں؟ کہا: ہاں جی آپ جواب دے دیجیے۔ تو انہوں نے جواب دیا۔

قرآن مجید کے اندر صحت کے بارے میں حکم:

قرآن پاک میں صحت سے متعلق یوں بیان کیا گیا ہے:

﴿كُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا﴾ (سورۃ الاعراف: 31)

”کھاؤ اور پیو اور اسراف نہ کرو“۔

اوور ایٹنگ (Overeating) نہ کرو، ضرورت کے درجے میں ضرور کھاؤ لیکن غیر ضروری چیزیں نہ کھاؤ، اسراف نہ کرو۔ اس نے یہ بات سنی تو خاموش ہو گیا۔ پھر کہنے لگا کہ تم کہتے ہو کہ حضور پاک ﷺ تمہارے نبی ہیں اور تمہیں انہوں نے ہر چیز کے بارے میں رہنمائی دی ہے تو کیا صحت کے بارے میں بھی کوئی رہنمائی ہے؟ تو ہارون رشید نے پھر علماء کی طرف دیکھا وہی عالم دوبارہ کھڑے ہوئے کہنے لگے کہ میں جواب



دوں؟ جی جواب دیں۔ تو انہوں نے بتایا کہ دیکھو حضور پاک ﷺ نے صحت کے متعلق ہمیں تین باتیں سمجھائی ہیں۔ آج آپ کسی بھی ڈاکٹر کو یہ اصول بتادیں ان شاء اللہ وہ اس کی تائید ہی کرے گا اور قیامت تک اس کی تائید ہوتی رہے گی۔

تین اہم باتیں:

پہلی بات: یہ فرمائی ”کہ معدہ تمام بیماریوں کی جڑ ہے“۔

دوسری بات: یہ فرمائی ”تم معدہ کو وہی دو جس کی معدہ کو ضرورت ہے“ اور

تیسری بات: ارشاد فرمائی ”کہ پرہیز علاج سے بہتر ہے“۔

یہ تین اصول ایسے بیان فرمائے کہ اگر ہم ان کو اپنالیں تو ہمارے لیے آسانی ہو جائے گی۔ اس عیسائی پادری نے جب یہ بات سنی تو سر جھکا یا پھر کہنے لگا کہ تمہارے خدا اور تمہارے نبی نے جالینوس کے لیے کچھ نہیں چھوڑا۔ یعنی اب حکمت کے پاس کچھ نہیں رہا، حکیم کے پاس کچھ نہیں رہا، اور واقعی ایسا ہی تھا۔

مدینہ شریف کے ایک حکیم کا واقعہ:

نبی کریم ﷺ کے دور مبارک میں ایک حکیم صاحب مدینہ آگئے۔ ان کو معلوم ہوا کہ اس علاقے میں کوئی ڈاکٹر نہیں، کوئی کلینک نہیں، کوئی طبیب نہیں، کوئی حکیم نہیں۔ چلو ہماری دوکانداری چلے گی، تو آ کے بیٹھ گئے اور اپنی دکان کھول لی۔ اللہ کی شان کوئی مریض نہ آیا۔ یہ بات تو واضح ہے کہ اگر دکان پر سیل نہ ہو، آمد و رفت نہ ہو دکاندار تو پریشان ہو جائے گا۔ اب وہ تو حکیم تھے کوئی بیمار آیا ہی نہیں تو ایک دن نبی ﷺ کے پاس انہوں نے ذکر کیا تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ یہ لوگ بیمار نہیں ہوتے کیونکہ یہ لوگ اس وقت کھانا کھاتے ہیں جب انہیں بھوک لگتی ہے اور اس وقت چھوڑ دیتے ہیں جب تھوڑی سی بھوک باقی



ہو۔ یہ ایک ایسا پیار اور سنہرا اصول ہے کہ انسان اگر اس کو اپنالے تو بہت کم بیمار ہوگا۔

ہماری بیماریوں کی بڑی وجہ:

آج کل ہماری بیماریاں اور اینٹنگ (Overeating) کی وجہ سے ہیں بلکہ یوں کہیے ڈائی اینٹنگ (Die Eating) کی وجہ سے ہیں۔ کچھ لوگ ڈائی اینٹنگ کرتے ہیں اور کچھ لوگ ڈائی اینٹنگ کرتے ہیں اور بے تحاشا کھا لیتے ہیں۔ اور یہ بھی یاد رکھیں کہ جتنی بھی بیماریاں ہیں زیادہ کھانے کی وجہ سے ہیں۔ کولیسٹرول (Cholesterol) اور اینٹنگ کی وجہ سے ہے۔ شوگر (Sugar) اور اینٹنگ کی وجہ سے ہے۔ تو جتنی بھی بیماریاں ہیں زیادہ تر اور اینٹنگ کی وجہ سے ہیں۔ اگر ہم اپنی غذا کو کنٹرول کر لیں مقدار کو کم کر لیں تو صحت کا معاملہ آسان ہو جائے گا۔ اور اگر اپنی چوائس (Choice) کو نبی ﷺ کی چوائس کے مطابق بنانے کی کوشش کریں، تو پھر معاملہ اور آسان ہو جائے گا۔

زیادہ کھانا آپ ﷺ کی نظر میں:

نبی ﷺ نے فرمایا کہ آدمی کو بھرنے کے لیے سب سے جو بری چیز ملی ہے وہ اس کا پیٹ ہے پس اس کو ضرورت کے درجے میں رکھا جائے۔

آپ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا معمول:

باقی رہی بات نبی ﷺ کی، حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی، اور اللہ والوں کی کہ وہ دو دو دن تین تین دن بلکہ کتنے کتنے دن کھانا ہی نہیں کھاتے تھے، تو ہم ایسا نہیں کر سکتے۔ ہم نے جو کرنا ہے اپنی قوت اور جسمانی صلاحیت کے اعتبار سے کرنا ہے۔



ہمیں کیا کرنا چاہیے؟

ہمیں چاہیے کہ اتنا کھائیں کہ ہمارے جسم کی جو قوت ہے باقی رہے، تاکہ ہم عبادات اور دوسرے کام کا ج آسانی سے کر سکیں۔ ہماری اور بلکہ میری اپنی حالت تو یہ ہے کہ اگر میں ایک وقت کا کھانا نہ کھاؤں تو دوسرے وقت سر میں درد ہونے لگتا ہے اور کچھ بھی اچھا نہیں لگتا۔ بس کھانے کی طلب ہوتی ہے کہ کسی طرح کھانا کھالوں۔ ہم کمزور لوگ ہیں ہمارے ضعف کو سامنے رکھتے ہوئے آج ہمیں مشائخِ قلتِ طعام کا مشورہ نہیں دیتے کہ دو دو دن نہ کھاؤ لیکن ہمیں پتہ تو ہونا چاہیے کہ اصل بات کیا ہے۔ لہذا ہم اس وقت کھائیں جب بھوک لگ رہی ہو اور اس وقت چھوڑ دیں جب تھوڑی سی بھوک باقی ہو۔ اتنا تو ہم کر ہی سکتے ہیں۔

بھوک لگنے کا ثبوت:

اور جب بھوک لگ رہی ہو اس وقت اس کی دلیل کیا ہوگی؟ کہ واقعی بھوک لگ رہی ہے۔ یہ بات بھی علماء نے لکھی ہے کہ ہم کہیں ہمیں بھوک لگ رہی ہے تو اس کی سچائی کی دلیل کیا ہے؟ سبحان اللہ! اور پھر بڑی پیاری دلیل دیتے ہوئے فرمایا کہ واقعاً بھوک لگنے کی دلیل یہ ہے کہ جو سامنے آجائے کھالے۔ آپ کہہ رہے ہیں کہ مجھے بھوک لگ رہی ہے۔ بیگم صاحبہ نے کھانا سامنے لا کر رکھا۔ ”مجھے یہ نہیں چاہیے مجھے وہ نہیں چاہیے“ کا مطلب یہ ہے ابھی نفس کے اندر بھوک کی خواہش کم اور لذتوں کی خواہش زیادہ ہے۔ جس وقت بھوک لگ رہی ہو جو سامنے آجائے انسان کھا لیتا ہے کہ ابھی تو جو آ گیا ہے ٹھیک ہے الحمد للہ۔ بسم اللہ پڑھی اور کھالیا۔ تو بھوک لگنے کی سچائی کی دلیل بھی علماء نے لکھ دی تاکہ ہمارا نفس ہمارے ساتھ مکر نہ کرے اور ہمیں تمام باتیں کھل کر معلوم ہو جائیں۔



کم کھانے کے چند مزید فائدے:

اب بہت مزید اختصار کے ساتھ چند بھوک کے بڑے فائدے نقل کیے جاتے ہیں جو علماء نے لکھے ہیں۔ تفسیریں تو اس کی بہت ہیں، بہت کتابیں بھی لکھی ہوئی ہیں لیکن مختصر کر کے عرض کر رہا ہوں۔

پہلا فائدہ: تو یہ ہے کہ دل میں صفائی حاصل ہوتی ہے، باطن کی بصیرت حاصل ہوتی ہے یہ پیٹ بھرے کو نہیں ملتی۔

دوسرا فائدہ: یہ کہ دل نرم ہوتا ہے۔ مناجات میں مزہ آتا ہے۔ تہجد میں رونے کا دل کرتا ہے۔

تیسرا فائدہ: یہ کہ نفس قابو میں آجاتا ہے، مغلوب ہو جاتا ہے۔

چوتھا فائدہ: دنیا اور آخرت کی تکلیفوں کا استحضار رہتا ہے (یعنی سامنے رہتی ہیں) کسی پیٹ بھرے کو دنیا میں بھوکے کی تکلیف کا احساس نہیں ہو سکتا۔ اسے لگتا ہے سارے لوگوں کے ہی پیٹ بھرے ہوئے ہیں۔

پانچواں فائدہ: یہ کہ تمام شہوتیں اور خواہشات کمزور پڑ جاتی ہیں اور جب پیٹ میں بھوک ہو تو انسان مستیاں نہیں کر سکتا کہ ”کرو بات ساری رات“ یہ ممکن نہیں۔ پھر انسان اللہ کی نافرمانیوں میں زیادہ آگے نہیں جاسکتا۔ بچ جائے گا رک جائے گا۔ حرام اور ناجائز آشنائیاں تعلقات چھوڑ دے گا۔ علماء نے یہ باتیں لکھی ہیں جو چاہے کر کے دیکھ لے۔

پیٹ بھر کے کھانے کے نقصانات:

حضرت ابوسلیمان دارانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنہوں نے ہمیشہ پیٹ بھر کر کھانا کھایا



ان کے اندر چھ باتیں پیدا ہو گئیں:

اول: یہ کہ عبادت کی حلاوت اور مٹھاس جاتی رہی۔ عبادت کا مزہ ان کو نہیں ملتا، وہ بے چارے مراقبہ کی فکر اور لذتوں سے محروم ہوتے ہیں۔

دوسری بات: حکمت، فراست اور ذکاوت اور نورِ معرفت کا حصول ان کے لیے مشکل ہو گیا۔

تیسری بات: مخلوق پر شفقت اور ہمدردی سے محروم ہو گئے، کیونکہ ان کا پیٹ بھرا ہوتا ہے وہ سمجھتے ہیں کہ سبھی کا پیٹ بھرا ہوا ہے۔

چوتھی بات: معدہ بھاری ہو گیا۔

پانچویں بات: خواہشاتِ نفسانیہ، شیطانیہ، شہوانیہ بڑھ گئیں۔

چھٹی بات: لوگ مسجد کی طرف جاتے ہیں اور یہ بیت الخلاء کی طرف جاتا ہے۔ علماء نے

ایک فائدہ اور بھی لکھا کہ جب انسان بھوکا رہے گا تو دنیاوی تفکرات ختم ہو جائیں گے

اور آخرت کی فکر زیادہ ہو جائے گی۔ ایک مرتبہ ایک بزرگ بڑی تفصیل سے بھوک

کے فضائل بیان کر رہے تھے تو وہاں ایک آدمی آیا کہنے لگا: ”بھوک کے بھی کوئی

فضائل ہوتے ہیں کیا؟ کہنے لگے: ہاں! فرعون کو اگر بھوک لگتی تو

﴿أَنَارَ بُكْمِ الْأَعْلَى﴾ ”میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں“

کا دعویٰ نہ کرتا، یہ سب پیٹ بھرے کی باتیں ہوتی ہیں۔ اور واقعی ایسا ہے تو اب کیا

کرنا ہے۔

کھانے میں کمی کیسے کی جائے؟

اگر ہمیں اور اوور ایٹنگ (Overeating) کی بلکہ ڈائی ایٹنگ (Die Eating)



کی عادت ہے تو ہم کوشش کر کے روزانہ ایک نوالہ کم کرنا شروع کریں۔ ایک مہینہ میں دو مہینوں میں ہماری غذا اعتدال پر آجائے گی۔ ایک دم چھوڑ دینا ممکن نہیں۔ یہ جذبات کی بات ہوتی ہے۔ انسان ایک دن چھوڑ دے گا، دو دن چھوڑ دے گا، تیسرے دن پھر اسی عادت پر آجائے گا اس لیے آہستہ آہستہ کم کر لے، ان شاء اللہ ضرور اللہ کی مدد شامل حال ہوگی اور انسان کی اپنی صحت بھی باقی رہے گی۔ اتنا ضرور کھائے کہ جس سے صحت باقی رہے۔ اس کے اندر کیا طریقہ کار اور ترتیب بنائیں؟ دیکھیں کہ نبی ﷺ کی جتنی سنتیں پہلے تفصیل سے گزریں ان میں ایک بات ہمیں کامن (Common) ملی ہے کہ نبی ﷺ نے غذا کے طور پر اس چیز کو اختیار فرمایا جو صحت کے لیے اچھی ہے اور جو چیز صحت کے لیے مفید نہیں، نبی ﷺ نے وہ چیز استعمال کرنے سے اپنے آپ کو بچایا، روکا۔ ہم بھی یہ عادت بنائیں۔ جنک فوڈ (Junk Food) نہ کھائیں، بازار کے کھانے نہ کھائیں اور ایسی چیزیں جن کا ہمیں معلوم ہے کہ نقصان ہی نقصان ہے یا نقصان زیادہ ہے نفع کم ہے ان کو چھوڑ دیں۔ اب عقل کو استعمال کرنا تو ضروری ہے۔ اب ہم عقل کو استعمال نہ کریں اور جو لہد اے کھا جاؤ، (جو ملے کھالیں) جو سامنے آ گیا کھا لو تو بھی یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔ ہم عقل کو استعمال کرتے ہوئے اور سنت کے مطابق اپنے آپ کو رکھیں، دیکھیں اللہ کی رحمت ہمارے پاس آئے گی ان شاء اللہ۔

اب علماء نے جو باتیں لکھی ہیں وہ تو ایسی ہیں کہ اگر وہ کھول کر بیان کر دی جائیں تو ہم ان چیزوں کو اختیار کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتے، وہ تو کہتے ہیں کہ تین دن بعد کھانا کھایا کرو اچھا زیادہ بھوک لگی ہے تو دو دن بعد کھا لو، نہیں تو ایک دن بعد کھاؤ! لیکن خیر یہ پرانے وقت کی باتیں ہیں جب قوتیں زیادہ ہوتی تھیں۔ اب ہم کیا کریں؟



فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی نصیحت:

اس کے بارے میں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی نصیحت سن لیں جو انہوں نے اپنے بیٹے کو کی تھی۔ فرمایا کہ بیٹا! کبھی گوشت اور روٹی کھایا کرو، کبھی روٹی اور گھی کھایا کرو، کبھی روٹی اور دودھ کھایا کرو، کبھی سرکہ اور روٹی کھایا کرو، کبھی زیتون کو روٹی کے ساتھ کھایا کرو اور کبھی نمک کے ساتھ روٹی کھایا کرو اور کبھی فقط روٹی کے اوپر قناعت کیا کرو۔ کیا مطلب کہ ہر وقت اپنی مرضی کے کھانے نہ ہوں بلکہ کبھی باربی کیو بھی کھالے، کبھی چائیز کھالے، کبھی پاکستانی سادہ کھانے بھی کھالیں، کبھی گوشت بھی کھالیں اور کبھی کبھی دال سبزی بھی کھالیں اور کبھی کبھی انسان بہت ہی ہلکا کام کر لے کہ بس زیتون کا تیل ہو اور روٹی ہو اور تھوڑی سی کوئی اور ہلکی پھلکی چیز ہو، تو اپنے آپ کو کنٹرول کرنے کی عادت ڈالیں۔ کبھی ایسا بھی ہونا چاہیے کہ انسان ایک وقت کا نانہ کرے۔ دیکھو تو سہی کہ لوگوں کے ساتھ بھوک میں ہوتا کیا ہے، تو اس سے لوگوں کے لیے ہمدردی پیدا ہوگی۔ دل نرم ہوگا اور اس کے اپنے ہی بے شمار فائدے ہیں۔ علماء نے بھوک کے بارے میں جو کتابیں لکھی ہیں وہ ایسے ہی نہیں لکھ دیں۔

بہترین ترتیب:

اس کا بہترین طریقہ اس عاجز کے انداز سے تو یوں بنے گا کہ رمضان کے روزے تو ہر ہر مسلمان کے لیے رکھنا فرض ہیں یہ تو ہم لازمی رکھیں گے، اس کے علاوہ ہم کوشش کریں پیر اور جمعرات کا روزہ رکھ لیں۔ سردیوں میں تو یہ آسان ہے بلکہ بونس کے روزے ہیں۔ ثواب کا ثواب، دن بھی چھوٹے اور بھوک پیاس کا اتنا مسئلہ بھی نہیں ہوتا۔ ہم سردیوں میں نفلی روزے رکھنے کی عادت بنائیں۔ گرمیوں میں چلو مشکل ہے تو گرمیوں میں مہینے میں ایک دفعہ رکھ لیں۔ یہ سب ہماری صحت کے لیے ہی ہے اور فائدے الگ ہیں۔ ہم سنت کی نیت



سے پیر اور جمعرات کا روزہ رکھنا شروع کریں یا جتنے آسانی سے رکھ سکیں۔ کبھی پیر کا رکھ لیا اور کبھی جمعرات کا رکھ لیا، یا ایام بیض کے روزے بھی رکھ سکتے ہیں جو کہ چاند کی تیرہ، چودہ اور پندرہ کو رکھے جاتے ہیں اور پھر سردیوں کے اندر ہم زیادہ کی ترتیب بنالیں۔ یہ روزے فرض نہیں ہیں لیکن یہ جو صحت کے فائدے اور برکتیں ہیں یہ اللہ ہمیں ضرور عطا فرمائیں گے۔ اور ہم اپنی ضرورت کے مطابق کھائیں اور اپنے روزوں کا اہتمام کر لیں۔

اسی طرح بہت سارے لوگ ایسے ہیں جن کے فرائض باقی ہیں۔ فرض روزے ابھی باقی ہیں، تو پہلے وہ لوگ ان روزوں کو پورا کریں۔ عورتوں کے اندر تو یہ معاملہ بہت ہی زیادہ چوہٹ ہے، الاما شاء اللہ کوئی خاتون ہوگی جس کے فرض روزے باقی نہ ہوں۔ نہ ہی ان کو خیال ہے، نہ ان کے والدین، خاوند، بھائی کو خیال ہے۔ عورتوں کو تو خاص طور پر اس بات کی توجہ دلانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ پوچھنے کی ذمہ داری خاوند کی ہے کہ وہ پوچھے، یاد دلائے اور بہت حکمت و بصیرت سے، بہت اچھے انداز سے، ان کو ترغیب دلائے کہ دیکھو یہ فرض ہیں ان کو پورا کرو۔ تو عورتوں کو بھی چاہیے کہ جتنا ان کے لیے آسانی کے ساتھ ممکن ہو، قضا روزے رکھنے شروع کریں۔ پہلے تو قضا مکمل کریں اس کے بعد نفلی روزوں کی ترتیب رکھیں۔ اگر ہم نے یہ ترتیب رکھ لی تو میرے خیال کے مطابق کہ ان شاء اللہ ہمیں کسی نہ کسی درجہ میں بھوک کی فضیلت بھی حاصل ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اتباع سنت کی توفیق عطا فرمائیں اور گلدستہ سنت کے بیانات کو اللہ رب العزت اپنی رحمت سے ان کو قبول فرمائیں اور ان کو پوری امت کے لیے نافع بنائے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ



پینے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتیں

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَلَّمَ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى. آمَّا بَعْدُ:

فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

﴿كُلُوا وَاشْرَبُوا﴾ (الاعراف: 31)

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى فِي مَقَامٍ آخَرَ:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب: 21)

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ ۝ وَسَلَّمَ عَلَى الْمُرْسَلِينَ ۝

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

الحمد لله! اللہ کے فضل سے اور اس کے احسان سے سنت کے مطابق کھانے کی باتیں



کچھ تفصیل سے ہو گئیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آج جو باب شروع ہو رہا ہے، وہ پینے کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک طریقے ہیں اور آپ ﷺ کا اسوہ حسنہ اور آپ ﷺ کی مبارک سنتیں ہیں۔ امی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو پینے کی دو چیزوں میں ٹھنڈی اور میٹھی چیز زیادہ پسند تھی۔
(ترمذی، جلد دوم صفحہ 11)

پینے میں نبی کریم ﷺ کی پسند کیا تھی؟ کہ چیز ٹھنڈی بھی ہو اور میٹھی بھی ہو۔ اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ شہد کا شربت یا کھجور کا نبیزد مراد ہو، لیکن ایک بات بہت خاص اور اہم ہے کہ کھانے پینے میں بالخصوص کھانے کے اندر نبی کریم ﷺ کسی قسم کا اہتمام نہ فرماتے۔ ہاں! اگر کوئی مہمان ہوتا تو اور بات تھی۔ اپنے لیے، گھر والوں کے لیے کسی قسم کا اہتمام نہ فرماتے جو حاضر ہوتا اللہ کا شکر ادا کرتے اور اس کو نوش فرما لیتے۔ لیکن پینے کے بارے میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے دربار میں میٹھے اور ٹھنڈے پانی کا خاص اہتمام تھا۔ اسی لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ٹھنڈا اور میٹھا پانی مدینہ شریف سے 36 میل دور سقیانامی جگہ سے لایا جاتا تھا، تو گو یا ٹھنڈے پانی کا اہتمام کرنا بھی سنت ہے۔ (مدارج)

نبی کریم ﷺ نے جن کنوؤں سے پانی نوش فرمایا:

امی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے مقام سقیانامی سے ٹھنڈا پانی منگوایا جاتا جو مدینہ طیبہ سے دودن کی مسافت پر تھا۔ (مشکوٰۃ صفحہ 371)
یعنی دودن پیدل چلیں تو انسان وہاں پہنچتا ہے، پھر پانی وہاں سے لے کر واپس آتا ہے تو اس میں دودن اور لگتے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ مدینہ طیبہ کے اندر ٹھنڈا پانی



دستیاب نہیں تھا، وہاں کھاری پانی ہوتا تھا۔ (مواب جلد 7 صفحہ 357)

آپ ﷺ کی پسند ٹھنڈا پانی تھا۔ حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ کی بیوی کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے ہاں قیام کیا تو آپ ﷺ کے لیے مالک بن نضر کے کنوئیں سے میٹھا پانی لایا جاتا، پھر اس کے علاوہ ازواج مطہرات کے لیے بئر سقیا سے پانی لایا جاتا اور رباح اسود جو حضور ﷺ کے غلام تھے اور خادم بھی تھے وہ کبھی بئر سقیا سے پانی لاتے اور کبھی بئر غرس سے پانی لاتے۔ (شمائل کبریٰ)

یہ مختلف کنوئیں تھے۔ حضرت ہشیم بن نضر نے کہا کہ میں آپ ﷺ کے لیے بئر تہبان سے پانی لایا کرتا تھا۔ اس کا پانی بہت میٹھا اور شاندار تھا۔

(سیرت الشامی جلد 7 صفحہ 346)

عمر بن حاکم کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے لیے ٹھنڈا پانی بئر غرس سے لایا جاتا اور آپ ﷺ اسی کنوئیں کے پانی سے غسل فرمایا کرتے تھے۔ اس کا پانی نہایت عمدہ تھا، اور آپ ﷺ نے اس کے متعلق ارشاد فرمایا کہ بئر غرس بہترین کنواں ہے اور اس کا تعلق جنت کے چشموں سے ہے۔ (سیرت الشامی جلد 7 صفحہ 357)

انس بن مالک رضی اللہ عنہ جو کہ خادم رسول ہیں، فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ بئر غرس پر تشریف لائے اور پانی سے کلی کی اور وہ پانی کنوئیں میں برکت کے لیے ڈال دیا اور فرمایا کہ یہ جنت کے چشموں میں سے ہے۔ (سیرت الشامی جلد 7 صفحہ 371)

پانی ٹھنڈا کر کے پینا بھی آپ ﷺ سے ثابت ہے:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کے لیے پرانے مشکیزے میں پانی کو ٹھنڈا کیا جاتا۔ (سیرت الشامی جلد 7 صفحہ 371)



یعنی پہلے تو میٹھے پانی کا اہتمام ہوتا پھر ٹھنڈا کرنے کے لیے اس کو خاص چیزوں میں رکھا جاتا، تو اس سے معلوم ہوا کہ ٹھنڈے پانی کے اہتمام کے لیے برف کا انتظام کرنا، صراحی کا انتظام کرنا، واٹر کولر کا انتظام کرنا یہ سب خلاف سنت نہیں بلکہ یہ سب سنت میں شامل ہے اور یہ زہد کے خلاف بھی نہیں ورنہ نبی ﷺ اس کو استعمال نہ فرماتے۔ تو پانی کے لیے واٹر کولر کا انتظام کرنا سنت ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شاگردوں سے فرمایا کہ اے بیٹو! پانی کو ٹھنڈا کر کے پیو! کیونکہ ٹھنڈا پانی پینے کی وجہ سے دل کی گہرائیوں سے شکر ادا ہوتا ہے۔ (مدارج جلد 5 صفحہ 15)

انسان کو پیاس لگی ہو، گرمی لگی ہو، اس وقت سادہ پانی پی لے تو شکر کی وہ کیفیت نہیں نکلے گی۔ اس وقت ٹھنڈا پانی ہو، میٹھا پانی جس سے طبیعت سیراب ہو جائے، اس کی رگ رگ اللہ کا شکر ادا کر رہی ہوتی ہے۔

رات کا باسی پانی:

بخاری شریف میں ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک صحابی اور بھی تھے۔ جو باغ والے انصاری صحابی تھے وہ باغ کو پانی دے رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں پہنچے تو ان سے پوچھا کہ کیا تمہارے پاس رات کا بچا ہوا باسی پانی موجود ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو لے آؤ ورنہ پھر اسی تازہ کیاری والے پانی کو ہی میں استعمال کروں۔ تو انہوں نے کہا: اے اللہ کے نبی! رات کا باسی پانی مشکیزے میں موجود ہے۔ چنانچہ وہ گئے اور پانی لے آئے۔ اور وہیں ایک بکری بھی تھی بکری کا دودھ دوہا، دودھ نکالا اور پھر پانی اور



کبری کا دودھ ملا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش فرمایا۔ (بخاری جلد 2 صفحہ 840)

اس سے معلوم یہ ہوا کہ رات کا باسی پانی پینا بمقابلہ تازہ پانی کے بہتر ہے کہ باسی پانی سنت ہے۔ اور اسی طرح دودھ میں پانی ملا کر پینا بھی سنت ہے۔ جو دوکاندار لوگ ہیں ان کو اجازت نہیں کہ پانی ملا دودھ فروخت کریں، لیکن گھر کے اندر دودھ آجائے تو اس کو اپنی مرضی سے، اپنے شوق سے پانی میں ملا کر پی لینا سنت ہے۔

مشروبات کا سردار:

حدیث کے اندر آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دنیا اور آخرت میں مشروبات کا سردار پانی ہے۔ (کنز العمال جلد 19 صفحہ 211)

کھانے کے سردار کے بارے میں کیا فرمایا تھا؟ شدید، سرکہ، کھجور اور کئی چیزیں تھیں، لیکن پینے کے بارے میں فرمایا کہ پانی ہے اور واقعی بات سچی ہے کہ انسان دودھ پینے سے Fed up ہو سکتا ہے، مشروبات پینے سے Fed up ہو سکتا ہے لیکن پانی پینے سے کبھی Fed up نہیں ہو سکتا، سو سال کا بھی ہو جائے۔ اتنا ضرور ہوگا کہ یوں کہہ دے کہ اس وقت مجھے پیاس نہیں لیکن تھوڑی دیر کے بعد پھر طلب ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کے جسم کے اندر پانی کی طلب ہی ایسی رکھ دی کہ انسان کبھی پانی سے Fed up ہو ہی نہیں سکتا۔

وہ پانی جس کا پینا مکروہ ہے:

اسی طرح علماء کرام نے لکھا ہے کہ پانی کو مٹشک، گلاب، یا کیوڑہ وغیرہ سے خوشبودار بنا کے پینا مکروہ ہے۔ (مدارج، فتح الباری جلد 10 صفحہ 74)



کیونکہ پانی ویسے ہی عمدہ خالص اور بہترین چیز ہے۔ اس کو کسی چیز سے مزید سے خوشبودار بنانے کی ضرورت نہیں، علماء نے اس کو منع کیا ہے۔ اور فرمایا کہ یہ امیر لوگوں کی عادت ہو کرتی ہے کہ بعض دفعہ شادی یا دیگر موقعوں پر ایسا کر لیتے ہیں لیکن بہر حال پانی کو خوشبودار بنانا فضول خرچی میں داخل ہے۔

(سیرت شامی صفحہ 360، فتح الباری جلد 10 صفحہ 74)

نبی کریم ﷺ کی خاص عادت مبارکہ:

یہ تو سادہ پانی کی بات ہوگئی، اس کے علاوہ ایک اور چیز ہے شہد ملا پانی، رسول اکرم ﷺ شہد میں پانی ملا کر نوش فرماتے تھے۔ (مدارج النبوة جلد 15 صفحہ 65)

یہ سنت ہے اور نبی ﷺ کی ایک اور عادت مبارکہ تھی کہ نہار منہ شہد اور پانی استعمال فرماتے اور جب اس پر آدھا گھنٹہ تقریباً گزر جاتا پھر ناشتہ کرتے، شہد اور پانی پہلے پی لیا 20، 25 منٹ آدھا گھنٹہ انتظار ہوا پھر بھوک لگنے لگتی پھر کھانا کھاتے۔ روایت میں آتا ہے کہ نبی ﷺ شہد ملے پانی کو نوش جان فرماتے جب کچھ وقت گزر جاتا اور بھوک معلوم ہوتی تو جو کچھ کھانے کو موجود ہوتا تناول فرماتے۔

شہد ملا پانی پینے کے چند فائدے:

ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اس میں صحت کی حفاظت ہے۔ شہد کا شربت ناشتے میں استعمال کرنا بلغم کو دور کرتا ہے، معدے کے لیے کئی حالات میں مفید ہے، معدے کی چکنائی کو زائل کرتا ہے اور فضلات کو دور کرتا ہے اور معدے کو اعتدال کے ساتھ گرم رکھتا ہے اور جوڑوں کو کھولتا ہے۔ (مدارج صفحہ 15)



شہد کے بہترین فوائد:

اور فقط شہد کے بارے میں امی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حلوہ اور شہد بہت پسند تھا۔ (بخاری جلد 2 صفحہ 840)

امی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لاتے اور شہد نوش فرماتے۔ (ابوداؤد جلد 2 صفحہ 522)

ایک اور صحابی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تم اپنے اوپر دوشفا کر دینے والی چیزوں کو لازم کر دو: ایک قرآن مجید اور ایک شہد۔ (مشکوٰۃ صفحہ 391)

بڑی بیماریوں سے محفوظ رہنے کا نسخہ:

ویسے تو ساری باتیں ہی مبارک ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ہر مہینے میں تین دن صبح کے وقت شہد چاٹ لیا کرے گا، وہ بڑی بڑی بیماریوں سے محفوظ رہے گا۔ (مشکوٰۃ صفحہ 391)

مہینے کے تیس دن ہو گئے اور تین دن اگر صبح، صبح شہد چاٹ لے نہا منہ تو فرمایا کہ یہ انسان بڑی بڑی بیماریوں سے محفوظ رہے گا۔ یہ چھوٹے بچے سے لے کر بوڑھے تک سب کے لیے مفید ہے۔ قرآن کریم میں اسے شفا قرار دیا گیا۔ جنت میں شہد کی نہریں ہوں گی۔ یہ رگوں کے لیے مفید ہے، معدے کے لیے مفید ہے، غذا اور دوا دونوں کی اس کے اندر شان موجود ہے۔ (فتح الباری جلد 10 صفحہ 140)

تو بہر حال شہد کے بہت سے فائدے ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں استعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔



دودھ:

اب کچھ دودھ کا تذکرہ بھی کر لیتے ہیں۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جسے دودھ پلائے اس کو چاہیے کہ وہ یہ دعا کیا کرے:

اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَزِدْنَا مِنْهُ (السنن لابی داؤد)

”اے اللہ! ہمیں اس میں برکت عطا فرما اور اس میں زیادتی عطا فرما۔“

نبی ﷺ نے فرمایا کہ میں خوب جانتا ہوں کہ کوئی ایسی چیز نہیں جو کھانے اور پینے دونوں کی طرف سے کافی ہو جائے سوائے دودھ کے۔ (ابن ماجہ جلد 2 صفحہ 243)

غذائے کامل:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں اور حضرت خالد حضرت میمونہ رضی اللہ عنہما کے یہاں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا ایک برتن میں دودھ لائیں، رسول اکرم ﷺ نے اسے نوش فرمایا۔ (شائل مختصر صفحہ 14)

اور ایک حدیث میں نبی ﷺ نے فرمایا کہ شب معراج میں میرے سامنے تین قسم کے پیالے پیش کیے گئے:

① دودھ کا پیالہ

② شہد کا پیالہ

③ شراب کا پیالہ

میں نے دودھ کا پیالہ لیا اور اسے پیا تو مجھے کہا گیا کہ آپ نے فطرت کو اختیار کیا اور آپ کی امت نے بھی۔ (بخاری جلد 2 صفحہ 840)



براء بن اللہؤ فرماتے ہیں کہ جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہما دونوں مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کے موقع پر تشریف لے جا رہے تھے، تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیاس لگی ہوئی تھی اور ہم چرواہوں کے پاس سے گزر رہے تھے تو میں نے ایک پیالہ دودھ حاصل کیا اور آپ کی خدمت میں پیش کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نوش فرمایا۔ (بخاری جلد 1 صفحہ 555)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دودھ میں پانی ملا کر نوش فرمانا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی تو خالص دودھ پی لیتے اور کبھی اس میں پانی ملا کر نوش فرماتے۔ بخاری شریف کی حدیث ابھی سامنے آئی جس میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے، ایک صحابی ساتھ تھے، آپ نے سلام کیا انہوں نے جواب دیا۔ وہ انصاری باغ میں پانی دے رہے تھے، پوچھا! آپ کے مشکیزے میں رات کا باسی پانی ہے تو لے آئیں ورنہ ہم کیاری سے ہی پی لیں؟ انہوں نے کہا کہ بالکل ہے۔ وہ جھونپڑے میں گئے پانی لائے اور دودھ بکری کا دوا اور آپ نے پانی ملا کر دودھ کو نوش فرمایا۔

(مشکوٰۃ صفحہ 370، بخاری صفحہ 841)

دودھ میں پانی ملا کر پینا گرم علاقے والوں کے لیے بہت مفید ہے کہ اس سے دودھ کی تاثیر معتدل ہو جاتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا ہے کہ دودھ میں ٹھنڈا پانی ملا کر پینا سنت ہے۔ بخاری شریف میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ انہوں نے دودھ میں کنوئیں کا پانی ملا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوش فرمایا۔ خیال رہے کہ پینے کے لیے اپنی مرضی سے دودھ میں پانی ملانا مسنون عمل ہے۔ دوکانداروں کا پانی ملا کر فروخت کرنا الگ بات ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے حضرت



عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مشروبات میں دودھ آپ ﷺ کو بہت مرغوب تھا۔
(سیرت خیر العباد جلد 7 صفحہ 380)

دودھ پینے کے بعد کلی کرنا:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے دودھ پیا اور دودھ پینے کے بعد کلی فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ اس میں چکنائی ہوتی ہے۔ (بخاری جلد 2 صفحہ 839)

نبی ﷺ نے ہر ہر موقع پر صحت کا بھرپور خیال رکھا ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب تم دودھ پیتو تو کلی کر لیا کرو کہ اس میں چکنائی ہوتی ہے۔ دودھ کے بارے میں یہاں تک فرمایا کہ اگر آپ کو کوئی دودھ کا ہدیہ پیش کرے۔ تو واپس نہ کرو۔ کیونکہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ تین چیزوں کا ہدیہ واپس نہیں کیا جاتا:

(بخاری جلد 2 صفحہ 839)

1 دودھ

2 تکیہ

3 تیل

یہ چیزیں اگر کوئی دے تو ضرور ان کو قبول کیا کرو۔

(ترمذی جلد 2 صفحہ 102، مجمع جلد 5 صفحہ 45)

نبیذ:

پینے کی چیزوں میں ایک اور بہت ہی عمدہ چیز ہے، جسے نبیذ کہتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے لیے نبیذ بناتی تھی۔

(ابن ماجہ، مسلم، مشکوٰۃ، صفحہ 372)



نبیذ کیسے بنتا ہے؟

امی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں تھوڑی سی کھجور اور تھوڑی سی کشمش لے لیتی اور اسے پانی میں ڈال دیتی، اگر صبح ڈالتی تو آپ ﷺ شام کو نوش فرما لیتے اور اگر شام کو ڈالتی تو آپ ﷺ اس کو صبح نوش فرما لیتے، تاخیر نہ فرماتے کہ کہیں اس کے اندر نشہ پیدا نہ ہو جائے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پتھر کے برتن میں آپ کے لیے نبیذ بنایا جاتا۔
(ابن ماجہ جلد 2 صفحہ 358)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے وہ پیالہ کسی کو دکھایا اور فرمایا کہ یہ وہ پیالہ ہے کہ جس میں، میں نے نبی ﷺ کو شہد، نبیذ، پانی اور دوھ پلایا ہے۔ (عمدہ جلد 21 صفحہ 206)

نبیذ عرب کے محبوب مشروبات میں سے ہے، آپ ﷺ کو کبھی بہت مرغوب تھا، چھوڑے یا کشمش وغیرہ کو پانی میں ڈال دیا جاتا اور اس کی مٹھاس اور ہلکا سا مزہ پانی میں آجاتا آپ ﷺ اس کو نوش فرما لیتے گویا کہ ہلکا میٹھا شربت ہو جاتا صبح کا ڈالا ہو شام کو اور شام کا ڈالا ہو صبح میں پی لیتے، لیکن پانی میں اتنی دیر تک چھوڑے رکھنا کہ گاڑہ پن آجائے نشہ آجائے یا جھاگ آجائے تو اس صورت میں استعمال کرنا حرام ہے۔ نبی ﷺ نے کبھی اس صورت میں استعمال نہیں کیا جس سے نشہ پیدا ہو جاتا اور نشہ کو آپ نے حرام قرار دیا۔ چنانچہ اگر کبھی استعمال کرنے سے رہ جاتا یا دیر زیادہ ہو جاتی اور شبہ ہو جاتا کہ شاید اس کی کیفیت بدل گئی ہو تو اس کو پھر ضائع کر دیا جاتا یا نہیں جاتا تھا۔

نبیذ کے بارے میں ایک ذاتی تجربہ بھی ہے اور کئی لوگوں کو بتایا بھی، ایک نہیں کتنے لوگوں کو بتایا جنہوں نے اپنی جسمانی کمزوری کی شکایت کی۔ روحانی کمزوری کی شکایت تو لوگ کم ہی کرتے ہیں جسمانی کمزوری ہوئی تو فوراً فون آ گیا کہ حضرت فلاں



مسئلہ ہو گیا۔ تو ایک نہیں کئی لوگوں کو بتایا مردوں کو بھی اور عورتوں کو بھی، شادی شدہ کو بھی غیر شادی شدہ کو بھی، جوانوں کو اور بوڑھوں کو بھی کہ نبیذ کا استعمال کریں۔ پانچ یا ساتھ کھجوریں لے لیں اور کشمش اگر ممکن ہو تو وہ بھی ڈال لیں۔ رات کو ڈالیں صبح پی لیں صبح ڈال لیں شام کو پی لیں۔ یہ بہت بڑا ٹانک ہے جس کا کوئی سائیڈ ایفیکٹ Sid effect نہیں، کوئی ری ایکشن Reaction نہیں اور پورے جسم کے اعصاب کے لیے بہترین چیز ہے۔ جسمانی کمزوریوں کے لیے بہت بڑی نعمت ہے۔ اگر ہم اس کو استعمال کریں اور گیارہ دن کا کورس کر لیں اگر چہ گیارہ دن حدیث میں نہیں ہیں۔ لیکن اب کمزوری ہے تو ایک وقت میں تو نہیں چلے جائے گی تو گیارہ دن یا پندرہ دن طاق عدد کی رعایت اللہ کو محبوب ہے۔ اس کی رعایت رکھتے ہوئے ایک چھوٹا سا ہم کورس کر لیں تو ان شاء اللہ بہت ساری دواؤں سے ہماری جان چھوٹ سکتی ہے۔ یہ ایسی چیز ہے کہ جو نعمت بھی اور سنت بھی اور صحت بھی ہے۔

چند مزید پسندیدہ مشروبات:

نبی ﷺ کے مزید کچھ پسندیدہ مشروبات کا ذکر کرتے ہوئے علامہ ابن قیم نے زاد المعاد میں لکھا کہ حضور پاک ﷺ نے جو کاستویا۔ شہد پانی ملا ہوا، نبیذ تمر اور حریرہ جو دودھ اور آٹے سے بنایا جاتا ہے، اس کو آپ نے نوش فرمایا ہے۔ (زاد المعاد جلد 1 صفحہ 54) اور ایک حدیث کے اندر آتا ہے آپ نے کھجور اور کشمش کا نبیذ بھی پیا ہے۔ (فتح الباری جلد 10 صفحہ 100)

ایک اہم بات:

اب ایک چیز بہت امپورٹنٹ ہے اور وہ ہے کھانا کھانے کے فوراً بعد پانی پینا،



آپ ﷺ کی عادت مبارکہ تھی اور معمول تھا کہ کھانے کے فوراً بعد پانی نوش نہیں فرماتے تھے۔ (مدارج صفحہ 17)

پانی پینے کا مسنون طریقہ:

نبی کریم ﷺ کی عادت طیبہ یہ تھی کہ پانی کو چوس کر پیتے تھے انڈیلتے نہیں تھے۔ جیسے کہ کہا جاتا ہے کہ فلاں آدمی انجوائے کر رہا ہے اور آرام آرام سے پی رہا ہے۔ تو نبی ﷺ چوس کر پیتے تھے انڈیلتے نہیں تھے۔ اور تین سانس میں پیتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ زیادہ خوش گوار مزیدار اور بہتر ہے۔

(مجمع الزوائد جلد 5 صفحہ 83، سیرت شامی جلد 7 صفحہ 375)

مطلب یہ ہے کہ لبوں اور ہونٹوں سے پانی چوستے ہوئے پیتے تھے، اور یہ بات گلاس اور کٹورے میں تو پائی جائے گی مگر بڑے برتن جگ وغیرہ میں تو ایسا کرنا مشکل ہوگا۔ اسی طرح پانی کو غٹ غٹ پینا فوراً سے پی لینا بھی ٹھیک نہیں، نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب پانی پیو تو چوس کر پیو غٹ غٹ مت پیو۔ (مجمع الوسائل صفحہ 253)

علماء نے لکھا کہ اس سے جگر کی بیماری پیدا ہو جاتی ہے۔ (احیاء العلوم جلد 2 صفحہ 11)
انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ تین سانس میں پانی پیتے تھے۔
(ترمذی جلد 2 صفحہ 10)

فرماتے تھے کہ اس طرح پینا زیادہ خوش گوار ہے اور بدن کو خوب سیراب کرنے والا ہے۔ (ترمذی جلد 2 صفحہ 10)

پینے کے دوران برتن میں سانس مت لیں:

ابوقادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا کہ انسان برتن میں سانس



لے۔ (بخاری جلد 2 صفحہ 841)

برتن میں سانس نہیں لینا چاہیے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے پینے کی چیزوں میں سانس لینے سے منع کیا۔ (مجمع الزوائد)

اسی طرح ایک سانس میں پینے سے منع کیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ایک ہی مرتبہ میں پانی نہ پیو جیسا کہ اُونٹ پیتا ہے، جب پینے لگو تو تین سانس میں پیو، **بسم اللہ** پڑھو، پی لو تو **الحمد لله** کہو۔

(جمع الوسائل صفحہ 253، ترمذی جلد 2 صفحہ 11)

ایک تو یہ ہے کہ شروع کرنے لگے تو **بسم اللہ الرحمن الرحیم** پڑھے اور ختم کرنے کے بعد **الحمد لله** کہے تو یہ بھی قبول ہے، سنت ہے، لیکن اس میں ایک اور بات بھی فرمائی جیسا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ پانی تین سانس میں پیتے اور برتن کو منہ لگاتے تو **بسم اللہ** کہتے اور جب دور کرتے تو **الحمد لله** کہتے اسی طرح تین مرتبہ کرتے۔ (جمع الوسائل جلد 2 صفحہ 253، مجمع جلد 5 صفحہ 84)

چنانچہ یہ طریقہ بھی مسنون ہے گویا کہ دونوں طرح سے مسنون ہے، شروع میں **بسم اللہ** اور آخر میں **الحمد لله** یہ بھی مسنون اور ہر سانس سے پہلے **بسم اللہ** اور ہر سانس کے بعد **الحمد لله** یہ بھی مسنون ہے۔

پلانے والا خود آخر میں پیے:

اگر کوئی پانی پلا رہا ہو لوگ آئے ہوئے ہوں، مہمان آئے ہوئے ہوں، تو ایک آدمی پانی پلا رہا ہے تو پلانے والے کے بارے میں نبی ﷺ نے فرمایا کہ اس کا نمبر آخری ہوتا ہے۔ (ترمذی جلد 2 صفحہ 11)



پہلے دوسروں کو پلائے سب سے آخر میں خود پیے جب سارے لوگ فارغ ہو جائیں۔

بچے ہوئے پانی کو کیا کریں؟

اگر پینے والا پانی پی لے اور پیالہ بڑا ہے پانی زیادہ ہے پورا نہیں کر سکتا تو پھر کیا کرے، نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی پیا پھر جو آپ کی دائیں جانب تھا اسے دے دیا۔ (بخاری صفحہ 840، ترمذی جلد 2 صفحہ 11، مجمع جلد 5 صفحہ 85) یعنی اگر پانی پینے والا کسی کو دینا چاہے تو پینے کے بعد دائیں طرف والے کو دے دے چاہے وہ بڑا ہو یا چھوٹا۔

پہلے کس کو پلایا جائے؟

پلانے کی ابتدا بڑے سے ہو۔ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب پلاتے تو فرماتے: بڑوں سے شروع کرو۔ (مجمع جلد 5 صفحہ 84) جیسے والد ہیں، کوئی بزرگ ہیں، کوئی عالم ہیں، جو لوگ موجود ہیں ان میں سے انسان بڑوں سے شروع کرے۔ اگر مجلس میں لوگ زیادہ ہوں تو دو طرح کی ترتیب سنت ہے۔ گویا اول تو یہ کہ انسان کسی بڑے سے شروع کرے تو اس کا احترام ادب کیا گیا، اگر بڑے سے شروع نہیں کرنا تو دوسری سنت یہ ہے کہ انسان دائیں طرف سے شروع کرے۔ یہ دونوں چیزیں مسنون ہیں۔

کھڑے ہو کر پانی پینا منع ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ آدمی کھڑا ہو کر پانی پیے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کھانا کھڑے ہو کر کھانا کیسا ہے؟



تو انہوں نے فرمایا کہ یہ تو اور بھی زیادہ بُرا ہے۔ (مسلم جلد 2 صفحہ 173)

جانوروں کا طریقہ ہے کہ کھڑے ہو کر کھانا، کھڑے ہو کر پانی پینا اور آج ان بازاروں میں، شادیوں میں ادھر ادھر کھڑے ہو کر کھاتے بھی ہیں اور پیتے ہیں۔ آپ نے کسی گھوڑے کو تو نہیں دیکھا ہوگا کہ وہ بیٹھ کر کھانا کھائے اور پانی پیے۔ ہمیں جو آقا نے سنت سکھائی وہ بیٹھ کر کھانے پینے کی ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک آدمی آیا جو کھڑے ہو کر پانی پی رہا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قے کر دو اٹھی کر دو۔ اس نے پوچھا: اللہ کے نبی! کیوں؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تمہارے ساتھ بلی پانی پیے گی تو کیا تم پسند کرو گے؟ کہا: بالکل بھی نہیں۔ تو فرمایا کہ اس سے زیادہ برے یعنی شیطان نے تمہارے ساتھ پانی پیا ہے۔

(سیرت خیر العباد جلد 7 صفحہ 369)

آب زمزم اور وضو کے باقی ماندہ پانی کا حکم:

یعنی جب کھڑے ہو کر انسان پانی پیتا ہے تو شیطان اس کا ساتھی ہو جاتا ہے، لیکن آب زمزم کے متعلق روایت میں آتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آب زمزم کو کھڑے ہو کر نوش فرمایا۔ (مسلم جلد 2 صفحہ 174، ترمذی جلد 2 صفحہ 10)

یہ تو زمزم کی خصوصیت ہے، اسی لیے زمزم کو کھڑے ہو کر پینا افضل اور مسنون ہے۔ اور زمزم پیتے ہوئے ہر دعا قبول ہوتی ہے اور یہ دعا زمزم پینے سے پہلے مانگنی ہے:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَرِزْقًا وَاسِعًا وَشِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ

(سنن الدارقطنی)

پہلے دعا پھر آب زمزم کو کھڑے ہو کر پینا ہے۔ ایک اور بات یاد رکھنے کی ہے کہ پینے



کی چیزوں میں پھونک مار کر پینا بھی مکروہ ہے۔ (سیرت الشامی جلد 7 صفحہ 77)
وضو کا باقی ماندہ پانی پینا سنت ہے۔ جس برتن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم وضو فرماتے تھے لوٹا یا ایسا کوئی پاک صاف برتن ہوتا آپ اس میں وضو فرماتے اور وضو کرنے کے بعد اس برتن کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پیتے تھے۔ (شامل صفحہ 14)

اور بعض علماء نے لکھا ہے کہ یہ بڑی بڑی بیماریوں کے لیے مجربات میں سے ہے۔ اب تو نلکے وغیرہ ہوتے ہیں، پہلے تو ایسا نلکوں کا رواج نہیں تھا، تو انسان جس برتن میں وضو کرے وضو کرنے کے بعد بچا ہوا پانی سنت کی نیت سے کھڑے ہو کر پیے گا تو بڑی بڑی بیماریوں سے اللہ تعالیٰ اس کو نجات عطا فرمادیں گے۔ اور باقاعدہ اس کا تجربہ بھی کیا گیا ہے اور یہ مسنون عمل ہے اور قبلہ رخ ہو جائے تو اور اچھا ہے۔
(شامی جلد 1 صفحہ 87)

پانی پینے کے لیے برتن:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے سونے اور چاندی کے برتن میں پانی پیا اس نے اپنے پیٹ میں جہنم کو ڈالا۔ (مسلم جلد 2 صفحہ 187)

سونے چاندی کے برتنوں کا استعمال خواہ کسی انسان کے لیے ہو مرد ہو یا عورت دونوں کے لیے حرام ہے، عورتوں کو صرف زیورات کی اجازت ہے۔ لیکن اس کے علاوہ سونے چاندی کے پاندان، سرمہ دانی، چمچ، پلیٹ، ڈشیں بنانے سے منع کیا گیا ہے۔ باقی چیزوں کے اندر جو کٹڑی کا پیالہ، شیشے کا پیالہ ہے ان کی اجازت ہے۔ ان شاء اللہ اس کا آگے بیان آئے گا جس میں یہ ذکر ہوگا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کون کون سے پیالوں میں پانی



پیتے تھے؟ اللہ تعالیٰ ہمیں نبی علیہ السلام کی سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَأَخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ





سنت برتن اور مسنون دعائیں

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَلَّمَ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى. آمَّا بَعْدُ:

فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ﴾ (سورة النساء: 64)

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ ۝ وَسَلَّمَ عَلَى الْمُرْسَلِينَ ۝

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ﴾ (سورة النساء: 64)

”اور ہم نے رسول بھیجا مگر اس لیے کہ ان کی اتباع کی جائے۔“

(سورة النساء: 64)



نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری کا مقصد:

قرآن مجید کی اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے دنیا میں تشریف لانے کا مقصد بیان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو بھیجا ہی اس لیے تھا کہ لوگ میرے محبوب کے طریقوں پر عمل کریں، ان کی زندگی کا اتباع کریں۔ آپ ﷺ کے تمام احوال میں آپ ﷺ کے اتباع کی جائے بے شک وہ آپ ﷺ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ ہوں یا آپ ﷺ کے بدن مبارک سے کیا ہوا کوئی عمل ہو۔ یہ قرآن مجید میں اللہ نے حکم دیا۔ لوگ کہتے ہیں کہ سنت پر عمل کرنا کون سا ضروری ہے؟ اور اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرما رہے ہیں کہ ہم نے بھیجا ہی اسی لیے ہے کہ لوگ سنت پر عمل کریں۔

ذریعہ نجات:

﴿مَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا﴾ (الاحزاب: 71)

جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے گا وہ بڑی کامیابی کو پہنچے گا۔ اللہ کی بات بھی ماننی ہے رسول اللہ ﷺ کی بات بھی ماننی ہے کامیابی تب ملے گی اس کے علاوہ نہیں ملے گی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ سنتوں کو مضبوط پکڑ لینا ہی نجات کا ذریعہ ہے۔

سنتوں کے چھوڑنے کا بڑا نقصان:

بخاری شریف کی روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا کہ جس نے میری سنت سے اعراض کیا، چھوڑ دیا، غفلت برتی وہ ہم میں سے نہیں۔ آج لوگ کہتے ہیں کہ جی سنت ہی تو ہے۔ پھر نبی ﷺ نے ایک جگہ فرمایا: جو شخص مجھ سے محبت کرے گا وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔ اور ایک جگہ فرمایا: جس نے میری سنت کو زندہ کیا اس نے مجھ سے محبت کی اور



جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔ نبی ﷺ کی محبت کا کیسے پتا چلے گا؟ صرف اور صرف اتباع سنت کے ذریعے ہی پتا چل سکتا ہے۔ لوگ پوچھتے ہیں پتا نہیں اللہ ہم سے راضی ہیں کہ نہیں؟ یہ جانچنا بہت آسان ہے۔ ہم یہ دیکھیں کہ ہماری زندگی سنت کے مطابق ہے یا سنت کے مخالف، اگر سنت کے مطابق ہے، تو یہ دلیل ہے اس بات کی کہ اللہ راضی ہیں اور اگر ہماری زندگی سنت کے خلاف ہے تو یہ دلیل ہے اس بات کی کہ اللہ تعالیٰ ہم سے ناراض ہیں۔ تو بہ کر کے، اتباع سنت پر دوبارہ واپس آ کے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی ضرورت ہے۔ پھر نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دیکھو! تمہارے اندر میں دو چیزوں کو چھوڑ کر جا رہا ہوں جس کی وجہ سے تم میرے بعد گمراہ نہیں ہو گے۔ ایک فرمایا کہ اللہ کی کتاب یعنی قرآن مجید اور دوسرا فرمایا میری سنت۔ سنت کے بغیر انسان کامیاب ہو ہی نہیں سکتا۔

موجودہ حالات اور راہ سنت:

اور آجکل جو حالات ہیں اس کے مطابق بھی نبی ﷺ نے بات فرمادی۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امت میں اختلافات کے وقت میری سنتوں پر عمل کرنے والا ایسے ہوگا جیسا کہ کوئی ہاتھ میں چنگاری لینے والا ہو۔ یہ وہ حالات ہیں کہ لوگ دینی امور میں اختلاف پیدا کر رہے ہیں، اپنی اپنی خواہشات کے تابع ہیں۔ اور سنت کو چھوڑ کر، دینی امور کو چھوڑ کر نفسانی خواہشات، رواج اور رسموں کو پورا کر رہے ہیں، تو ایسے وقت میں سنتوں پر عمل کرنے میں مشکل تو ہوگی۔ بہر حال جس گھر میں آج پردے کا ماحول نہیں بے پردگی رائج ہے وہاں کسی بچی کا پردہ اختیار کر لینا ایسا ہی ہے جیسا ہاتھ میں انگارہ لے لینا، لیکن جو آج یہ محنت کر لے گا کل قیامت کے دن جہنم کی آگ کے انگاروں سے بچ جائے گا۔



غلط فہمی کا ازالہ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ یہ گلدستہ سنت کا سلسلہ چل رہا ہے جس میں کھانے پینے کی بات چل رہی تھی۔ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ یہ بیانات (www.ishqeilahi.com) web site پر بھی جارہے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ فیس بک پر بھی (Upload) کیے جارہے ہیں اور Whatsapp پر بھی جارہے ہیں۔ رات کو مجھے ایک خاتون کا پیغام آیا کہ Facebook تو اچھی چیز نہیں ہے وہاں تو اچھی چیز بھی اگر کوئی دیکھنا چاہے تو ساتھ بہت سی خراب غلیظ چیزیں بھی ساتھ ساتھ آتی رہتی ہیں۔ تو میں نے انکو کہا کہ جی آپ نے بالکل بجا فرمایا اور ایک دفعہ نہیں کتنی ہی دفعہ یہ وضاحت کر چکا ہوں کہ یہ Facebook اور یہ باقی چیزیں فقط ان لوگوں کے لیے ہیں جو امت کے پیچارے، پیچارا اس لیے کہہ رہا ہوں اپنے حال سے مجبور ہیں وہ پیچارے Facebook پر اور ان چیزوں کے اوپر اپنا وقت لگا رہے ہیں ان کو بھی یہ بات پہنچ جائے۔ باقی یہ بات وضاحت سے کئی دفعہ کی کہ جن کے گھر میں Internet نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں اور انکو میرے بیانات کی وجہ سے گھر میں Internet لگانے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں کہ جی حضرت کا بیان آتا ہے Internet سے سننا ہے۔ ایسا نہ کریں۔ بیان تو آئے گا ہفتے میں دو دفعہ تو باقی پانچ دن روز چوبیس گھنٹے ہر وقت کا Internet، میں تو اس بات سے خوش نہیں ہوں گا۔

آپ ﷺ کے پینے کے برتن:

بہر حال ہمارا پانی پینے کا موضوع چل رہا تھا، اس میں ایک اور بڑی پیاری بات آج کرنی ہے کہ نبی کریم ﷺ کن چیزوں میں پانی پیا کرتے تھے؟ پانی تو میں بھی پیتا ہوں آپ بھی پیتے ہیں سب پیتے ہیں تو کون سی چیز سنت کے قریب ہے۔



ایک تابعی عاصم بن احول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس دیکھا وہ لکڑی کا پیالہ تھا۔ ابن سیرین رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس میں لوہے کا پترا لگا ہوا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ لوہے کی جگہ اس کو سونے یا چاندی کا پترا لگا دیں تو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ اس پیالے کو بدل لو نہیں جیسا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھا ویسا ہی رہنے دو۔“
(بخاری جلد 2 صفحہ 842)

اور امی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ایک الگ روایت میں موجود ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک پیالہ تھا جس میں چاندی کے پترے لگے ہوئے تھے۔
(سیرت الشامی جلد 7 صفحہ 574)

اور یہ پیالہ خالص لکڑی کا تھا، پیلے رنگ کا تھا اور درخت کا نام شمشاد تھا۔
(حاشیہ بخاری صفحہ 842)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آقا سے کتنی محبت تھی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک بات کو نقل کر کے دکھایا۔ اگر لکڑی کا پیالہ ہم بھی استعمال کر لیں یا گھر میں لے آئیں تو یقیناً ہمارے لیے باعث نجات بن سکتا ہے۔ تو لکڑی کا پیالہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے استعمال کیا، اس کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شیشے کا پیالہ بھی استعمال کیا۔ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شیشے کا پیالہ تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے پانی پیتے تھے۔
(ابن ماجہ جلد 2 صفحہ 264)

اور ایک بادشاہ گزرا تھا مقوقس، اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شیشے کا پیالہ بطور ہدیہ بھیجا تھا۔
(ابن ماجہ، سیرت صفحہ 362)

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں پانی پیا کرتے تھے تو شیشے کا پیالہ بھی سنت ہو گیا۔ اسی طرح شیشے کے گلاس میں بھی پینے کی اجازت ہے لیکن لکڑی کا پیالہ ہے ہی سنت کے قریب ترین ہے۔



| وائن گلاس کا حکم:

ایک چیز آج کل متعارف ہوئی ہے اس کو کہتے ہیں وائن گلاس (Wine glass)۔ ہم سب کو معلوم ہے کہ وائن شراب کو کہتے ہیں، تو مشابہت بالکفار (کفار کی مشابہت) اور مشابہت بالفاسق (گنہگاروں کی مشابہت) کی وجہ سے وائن گلاس میں پانی پینا گناہ ہوگا۔ اس میں احتیاط کرنے کی ضرورت ہے۔ آج کسی شادی ہال میں چلے جائیں، کلب میں چلے جائیں یا شادی کے فنکشن میں چلے جائیں وہاں وائن گلاس رکھے ہوتے ہیں اب اس کو زیادہ تر لوگ اسٹیٹس سمبل (Status Symbol) سمجھتے ہیں، زیادہ اچھی چیز سمجھتے ہیں حالانکہ یہ سنت کے خلاف ہے اس میں پانی پینا مناسب نہیں۔ اگر ہم غور کریں تو کفار کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے یہ منع بھی ہو سکتا ہے، باقی فتویٰ تو مفتی حضرات ہی بتا سکتے ہیں میں نہیں بتا سکتا۔ لیکن ہم سادہ گلاس استعمال کریں اور پیالہ اگر پانی پینے کے لیے استعمال کریں تو اتباع سنت کی وجہ سے یقیناً ہمارے لیے فائدہ مند ہے۔ لکڑی اور شیشے کے علاوہ تانبے کا پیالہ بھی آپ ﷺ نے استعمال فرمایا۔ ایک صحابی ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے پاس ایک تانبے کا پیالہ تھا جس پر چاندی کا پانی چڑھا ہوا تھا، یعنی چاندی کی قلعی کی ہوئی تھی اور آپ ﷺ اس میں پانی پیتے بھی تھے اور وضو بھی فرماتے تھے۔ (مجمع الزوائد جلد 5 صفحہ 80)

تانبے یا پیتل کا پیالہ ہو تو بغیر قلعی کے استعمال کرنا مشکل ہے، صحت کے لیے نقصان دہ ہے۔ برتن پر چاندی کا پانی چڑھا کر استعمال کرنا سنت ہے، ہاں سونا اور چاندی کا برتن استعمال کرنا حرام ہے اور منع ہے۔ اس کے علاوہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک پیالہ مٹی کا بھی تھا ایک صحابی خواب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو شور بہ دار گوشت پیالے



میں نوش فرماتے ہوئے دیکھا اور وہ کچی مٹی سے بنا ہوا تھا تو پیالے کتنے ہو گئے ایک لکڑی کا، ایک شیشے کا، ایک تانبے کا اور ایک مٹی کا۔

چار قسم کے پیالوں کا ثبوت:

ہم میں سے بھی جس کو اللہ نے وسعت دی ہو، چار قسم کے پیالے رکھ لے تو اتباع سنت کی وجہ سے تو نور علی نور ہوگا اور نبی ﷺ سے محبت کی ایک دلیل بھی ہوگی۔ ایک پیالہ آپ ﷺ کے پاس بہت بڑا تھا، چار آدمی مل کر اس کو اٹھاتے تھے۔

(سیرت خیر العباد جلد 7 صفحہ 264)

امی عائشہ رضی اللہ عنہا یا باقی ازواج مطہرات کا ایک ہودج ہوتا تھا جب وہ سفر پر جاتی تھیں تو اسے اونٹنی پہ رکھتے تھے جسے نوجوان اٹھاتے تھے، تو وہ پیالہ کتنا بڑا ہوگا جسے چار آدمی مل کر اٹھاتے ہوں۔ آپ ﷺ کے پاس ایک اور اتنا بڑا پیالہ تھا کہ آپ ﷺ پورا اونٹ ذبح کرواتے تو پکوا کے اس میں ڈال دیتے تھے اور صحابہ آتے اور اس میں باجماعت کھانا کھاتے۔ اب وہ کتنا گہرا ہوگا؟ روایت میں آتا ہے کہ پیالہ خاصا اونچا بھی تھا اس لیے صحابہ رضی اللہ عنہم گھٹنوں کے بل بیٹھا کرتے تھے۔ اب اس قسم کے بڑے پیالے کو آپ گھر میں لے آئیں یہ تو میں نہیں کہتا کیونکہ اس کے لیے تو پورا کمرہ وقف کرنا ہوگا، لیکن کم از کم باقی چار قسم کے پیالے تو ہم گھر میں رکھ ہی سکتے ہیں۔ ایک صحابی فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کے پاس لکڑی کا ایک پیالہ دیکھا آپ ﷺ اس سے پانی بھی پیتے تھے اور وضو بھی فرماتے تھے۔ (مطالب العالیہ جلد 1 صفحہ 12)

ایک صحابی حضرت خباب رضی اللہ عنہ نقل فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ مٹی کے پیالے میں پانی پیتے تھے اور آپ ﷺ کے پاس پتھر کا بنا ہوا ایک تسلسہ بھی تھا۔ ایک پیتل کا برتن ایسا



بھی تھا جس سے آپ ﷺ غسل فرماتے تھے۔ (سیرت الشامی جلد 7 صفحہ 574)

اب اگر کوئی اتباع سنت کی نیت سے اپنے ہاتھ روم میں بیتل کی بالٹی رکھ لے تو اس کو سنت کا مزہ آئے گا۔ اور یہ سب محبت کی باتیں ہیں محبت کرنے والے ہی اس کو سمجھ سکتے ہیں ویسے سمجھنا مشکل ہے۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کا ایک پیالہ تھا جسے خلیفہ راشد عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے ان سے مانگ لیا تھا، یہ پیالہ اس پیالہ کے علاوہ ہے جو حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔ تبر کا جس کے وارث آپ کے صاحبزادے حضرت نصر بن انس ہوئے اور یہ ان کی اولاد میں چلتا رہا، پھر ایک عاشق رسول آیا اور اس نے ان کی اولادوں سے 8 ہزار دینار کے عوض خرید لیا۔ پھر یہ پیالہ سفر کرتا ہوا بصرہ پہنچا اور بصرہ میں امام بخاری نے اس پیالے میں پانی نوش فرمایا۔

(شرح مواہب جلد 4 صفحہ 355)

اللہ کی شان ہے کہ جس گھر میں آپ ﷺ کی نسبت کی کوئی چیز ہو تو اس گھر کی برکتیں کیا ہوں گی تو آٹھ ہزار دینار کے عوض جو یہ پیالہ خریدا ہوگا تو وہ کتنی ہی برکتوں کو گھر میں لے آئے ہوں گے۔

پیالوں کے نام:

نبی ﷺ کا ایک پیالہ تھا جس کا نام رمال تھا۔ ایک پیالے کا نام مغیث تھا۔ (شرح مناوی صفحہ 238)

اور ایک پیالہ قمر تھا۔ (سیرت الشامی جلد 7 صفحہ 363)

ایک پیالہ ریان تھا۔ (سیرت الشامی جلد 7 صفحہ 574)

علامہ قسطلانی نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ کے پیالے کا رنگ زردی مائل تھا۔ اور ایک اور کتاب (شرح مواہب) میں لکھا کہ زرد لکڑی کا تھا جس کا رنگ سنہرا تھا۔ اللہ اکبر



تو لکڑی کا پیالہ سنت ہے، آپ ﷺ کی عادت طیبہ اسی لکڑی کے پیالے میں پینے کی تھی گوٹھی اور شیشے کا استعمال بھی کیا ہے لیکن لکڑی کا عام طور سے استعمال ہوتا تھا۔ تو اگر ایک ایک لکڑی کا پیالہ اہتمام سے اپنے اپنے گھروں میں رکھ لیں تو ہمیں اتباع سنت کا ثواب ہوگا۔ اتنی توجہ ہونی چاہیے کہ آقا ﷺ کے پیالے کے قریب ہمارا پیالہ پہنچ جائے۔

دعاؤں کا بیان:

اس کے علاوہ نبی ﷺ کی مبارک عادت تھی کہ ہر موقع پہ دعائیں مانگتے تھے اٹھتے بیٹھتے، کھاتے پیتے، چلتے پھرتے، سفر پہ جاتے آتے ہر وقت اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع رہتا تھا۔ ہمارے سلسلہ میں ایک عمل بتایا جاتا ہے وقوف قلبی یہ جو موقع محل کی دعائیں ہیں یہ بھی وقوف قلبی میں شامل ہیں اور وقوف قلبی کے اندر معاون بھی ہیں مدد دیتی ہیں۔

جب کھانا پیش کیا جائے تو کیا پڑھے؟

نبی ﷺ کے سامنے جب کھانا پیش کیا جاتا تو نبی کریم ﷺ یہ دعا پڑھتے:

اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي مَآرِزِ قِسْمَتِنَا وَفِتْنَةِ عَذَابِ النَّارِ بِسْمِ اللَّهِ (الدعاء: 888)

”اے اللہ! جو آپ نے ہمیں نوازا ہے اس میں ہمیں برکت عطا فرما، اور جہنم کے

عذاب سے بچا میں شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے۔“

جب کھانا کھانا شروع کرے تو کیا پڑھے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: جب تم کھانا کھانا

شروع کرو تو یہ دعا پڑھا کرو:

بِسْمِ اللَّهِ وَعَلَى بَرَكَاتِهِ (حاکم، حصن صفحہ 255)

”شروع اللہ کے نام سے اور اس کی برکت کے ساتھ۔“

ایک اور صحابی حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے مجھ سے فرمایا:



اے لڑکے! جب تم کھاؤ تو بسم اللہ کہو، دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے قریب سے کھاؤ۔
(صحیحین، الدعاء صفحہ 886)

اگر کوئی کسی کو کھانے پر بلائے جیسے گھر میں ماں ہے دسترخوان پہ بیٹھی بچوں کو بلائے بھی
آجاؤ آجاؤ سب بیٹھ جاؤ، یا کوئی گھر میں بڑا بیٹھا وہ سب کو بلا رہا ہے کہ آؤ بیٹھو میرے ساتھ
کھانا کھاؤ، اب یہ کیا کرے؟ اس سلسلے میں نبی ﷺ کا سنت طریقہ سمجھ لیجئے گھر میں مائیں
آسانی سے کر سکتی ہیں یا کوئی بھی مرد ہے کہ جب گھر والے بیٹھ کے کھانا کھا رہے ہیں شاگرد
موجود ہیں اس وقت اس کے لیے یہ سنت ہوگا۔ حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھانا رکھا تھا۔
آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: قریب ہو جاؤ، پھر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اُونچی آواز سے
پڑھی جو انہوں نے سنی اور خود بھی بِسْمِ اللّٰهِ پڑھی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دائیں
ہاتھ سے کھاؤ اور قریب سے کھاؤ۔ یعنی ماں اگر گھر میں بیٹھتی ہے اگر وہ یہ کام کر لے تو
اتباع سنت بھی ہو جائے گی اور کوئی مشکل بھی نہیں ہے، پیسے بھی نہیں لگتے، ٹائم بھی نہیں
لگتا، مختصر سی بات ہے اور سنت کا ثواب بھی ملے گا۔ یہی کہنا ہے کہ بھی آ کے بیٹھ جاؤ میں
ادھر بیٹھ گئی ہوں تم بھی آ کے بیٹھ جاؤ، پھر بِسْمِ اللّٰهِ ذرا اونچی آواز سے پڑھ دے کہ ان کو
یاد آ جائے، اور تیسرا ان کو کہے کہ بھی دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور قریب سے کھاؤ۔ ٹھیک
ہے ہر دفعہ ہر کھانے پر کہنا بھی ضروری نہیں لیکن گاہے گاہے اتباع سنت کی نیت سے
انسان کہتا رہے۔

پہلے لقمہ کی دعا:

پہلا لقمہ لیتے ہوئے نبی ﷺ یہ دعا مانگتے تھے:

يَا وَاسِعَ الْمَغْفِرَةِ (سیرت النبی جلد 7 صفحہ 261)



”اے وسیع مغفرت والے“

تو کبھی ہم یہ بھی کہہ لیں جب پہلا لقمہ لینے لگیں۔ تو اتنی سی بات پر الگ سے سنت کا ثواب ہوگا۔

يَا وَاسِعَ الْمَغْفِرَةِ

اور اس زمانے میں ایک سنت پر عمل کرنا 100 شہیدوں کے اجر کے برابر اجر ملے گا۔

اللہ تعالیٰ کو زیادہ خوش کرنے والا عمل:

ایک تو ہے شروع میں بسم اللہ پڑھنا اور آخر میں الحمد للہ کہنا جس نے یہ عمل کر لیا یہ بھی ٹھیک ہے اور مسنون ہے۔ ایک عمل اور بھی ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اس بندے سے خوش ہو جاتے ہیں جو ایک لقمہ کھائے تو

الْحَمْدُ لِلَّهِ

کہے اور ایک گھونٹ پیے تو

الْحَمْدُ لِلَّهِ کہے۔ (مسلم، زاد المعاد جلد 2 صفحہ 25)

یعنی ہر ہر لقمہ پہ اگر کوئی

الْحَمْدُ لِلَّهِ کہے اور اللہ کا زیادہ شکر ادا کرے تو اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ خوش

ہو جاتے ہیں۔

شروع میں بسم اللہ بھول جائے تو کیا پڑھے؟

اب انسان کھانا کھا رہا ہے شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول گیا تو اب شیطان اس کے



ساتھ شریک ہو گیا، اب کیا کرے؟ درمیان میں اگر یاد آئے تو بِسْمِ اللّٰهِ اَوْ لَهٗ وَاٰخِرَةُ
پڑھ لے شیطان چلا جائے گا اور اسکی جو پہلے غلطی ہوگی وہ ٹھیک ہو جائے گی۔
(ابوداؤد، ترمذی، حاکم جلد 4 صفحہ 108، ابن سنی نمبر 459)

کھانے کے بعد کی دعائیں:

جب کھانا کھالے تو بہت ساری دعائیں نبی ﷺ سے اس موقع پر مسنون کہی جاتی
ہیں۔ ایک دعا جو مشہور ہے جو سب کو یاد بھی ہوتی ہے وہ دعا یہ ہے:

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِيْنَ

تو ہر بات میں اللہ رب العزت کی تعریف کرنا یہ نبی ﷺ کا طریقہ تھا۔ ایک اور دعا
ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی کھانا کھا چکے تو یہ پڑھے:

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْمِهٖ وَاَبْدِلْنَا خَيْرًا مِنْهُ

”اے اللہ! ہمیں اس میں برکت عطا فرما اور اس سے بہتر بدل عطا فرما۔“

(کنز العمال جلد 9 صفحہ 174)

اب اس سے بہتر تو جنت کے کھانے ہی ہو سکتے ہیں۔ تو انسان جب یہاں کھانا
کھائے یہ بھی مانگے کہ اللہ! دنیا میں بھی اس سے بہتر اور بھی زیادہ عطا فرما اور اصل تو
بہتری جنت میں ہوگی اللہ! وہاں بھی عطا فرما۔

ایک اور بہت ہی پیاری دعا ہے نبی ﷺ نے فرمایا: کھانا کھانے کے بعد جو شخص اس
دعا کو پڑھے گا اس کے سارے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ کھانا بھی کھائیں، پیٹ بھی
اپنا بھریں اور اس کے بعد یہ چھوٹے سے کلمات پڑھ لیں، فرمایا: اس کے اگلے پچھلے
سارے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ دعا تو بہت ہی آسان ہے:



الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنِي هَذَا الطَّعَامَ وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةٍ

”تعریف اس پروردگار کی جس نے مجھے کھانا کھلایا اور مجھے رزق عطا فرمایا بغیر میری قوت اور طاقت کے۔ (الدعاء نمبر 900)

جس نے کھانا کھانے کے بعد یہ دعا پڑھ لی اس کے اگلے پچھلے سارے ہی گناہ معاف ہو گئے۔ انسان جب کھانا کھاتا ہے دسترخوان لگا ہوتا ہے لوگ بیٹھے ہوتے ہیں تو پھر وہ وقت آتا ہے کہ جب دسترخوان اٹھایا جاتا ہے تو وہاں سنت کیا ہے کہ انسان خود بعد میں اُٹھے اور کھانا پہلے اُٹھنا شروع ہو جائے۔

مغفرت کروانے والا عمل:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آدمی کے سامنے جب کھانا رکھا جاتا ہے تو اُٹھایا نہیں جاتا اور اس کی مغفرت ہو جاتی ہے۔ پوچھا: اے اللہ کے نبی! کیسے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس وقت کھانا رکھا جا رہا ہو اس وقت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پڑھے، اور جب کھانا اٹھایا جا رہا ہو اس وقت

الْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا

پڑھ لے۔ جو دسترخوان سے اُٹھنے سے پہلے پڑھنا ہے وہ الگ ہے اور ختم کرنے پر جو

الْحَمْدُ لِلَّهِ

پڑھنا ہے وہ الگ ہے۔ دسترخوان لگتے ہوئے انسان پڑھ لے:



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اور اٹھتے ہوئے پڑھ لے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِیْرًا

تو اللہ تعالیٰ اس شخص کی مغفرت فرمادیتے ہیں۔ دیکھیں چھوٹی چھوٹی سی باتیں ہیں اگر ہم اپنی زندگی میں لے آئیں تو ہمارے لیے آسانیاں ہو جائیں۔

کوئی اور کھلائے تو کیا دعا پڑھے؟

پھر بعض دفعہ انسان کسی کے گھر مہمان بن کے کھانا کھانے جاتا ہے۔ اب مہمان کو بھی چاہیے کہ کھانا تو کھائے لیکن صاحب خانہ کو کچھ دعائیں بھی دے، ان میں سے دو دعائیں سن لیجئے۔ ایک دعا تو بہت مشہور بھی ہے اور آسان بھی ہے۔ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت کے موقع پہ کہیں کھانا کھایا تو یہ دعا پڑھی:

اَللّٰهُمَّ اَطْعَمْنَا مِنْ اَطْعَمَتِكَ وَاشْقٰی مِنْ سَقَاتِكَ

”اے اللہ! جس نے مجھے کھلایا یا آپ اسے کھلایے جس نے مجھے پلایا یا آپ اسے پلایئے۔“

(مسلم جلد 2 صفحہ 184)

ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے یہاں تشریف لے گئے اور وہاں آپ کو روٹی اور زیتون پیش کیا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوش فرمایا اور یہ دعا پڑھی:

اَفْطَرْنَا عِنْدَكُمْ الصّٰیْمُوْنَ وَاَكَلْنَا طَعَامَكُمْ الْاَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَیْكُمْ الْمَلَائِكَةُ

(ابوداؤد)

اس میں تین باتیں ہیں کہ روزہ دار تمہارے پاس افطار کریں، تمہارا کھانا نیک لوگ کھائیں اور فرشتے تم پر دعائے مغفرت کرتے رہیں۔



کسی بیمار کے ساتھ کھانا کھائے تو کیا پڑھے؟

بعض دفعہ انسان کہیں جاتا ہے یا گھر میں کوئی ایسا مریض ہوتا ہے جس کا مرض دوسروں کو لگ سکتا ہے تو انسان اس کے ساتھ کھانا کھاتے ہوئے ڈر رہا ہوتا ہے کہ جی میں نے ان کے ساتھ کھانا کھایا تو میرے ساتھ بھی یہی کچھ ہو جائے گا، یا کچھ نرسیں ہوتی ہیں، انہوں نے ہسپتال میں کام کرنا ہوتا ہے اور چیزیں بھی دیکھنی ہیں ڈرتی ہیں کہ کیا کریں۔ دیکھیں نبی علیہ السلام نے اس کے بارے میں بھی واضح رہنمائی فرمائی ہے۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مجذوم کو اپنے ساتھ برتن میں شریک طعام کیا اور یہ دعا پڑھی:

بِسْمِ اللّٰهِ ثِقَّةً بِاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ

آسان ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ تَوْسَبٌ كُوِيَادٍ هِىَ صَفِىٌّ سَائِقَةٌ آگے پھروہی:

ثِقَّةً بِاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ بِسْمِ اللّٰهِ ثِقَّةً بِاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ

”اللہ عزوجل پر بھروسہ کرتے ہوئے اللہ کے نام سے میں شروع کرتا ہوں“۔

(ابن ماجہ جلد 2 نمبر 3587)

اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ انسان کو اس کا وہ مرض نہیں لگے گا اور انسان کو اس کا نقصان نہیں پہنچے گا، لیکن اگر کبھی طبخا ایسی کراہت ہو اور انسان وہاں کھانا نہ کھائے تو اس کی گنجائش ہے اس کو شریعت نے منع نہیں فرمایا، لیکن اگر کہیں ایسے انسان کر لے تو اس دعا کو پڑھ لے آسان ہے:

بِسْمِ اللّٰهِ ثِقَّةً بِاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ



اور اگر انسان کہیں کھانا کھائے اور اس کو کوئی وہاں پر یا خود کھانے سے نقصان پہنچنے کا خطرہ یا خدشہ ہو تو یہ دعا پڑھ لے۔ وہ دعا کون سی ہے؟

خطرات و نقصان سے بچنے کی دعا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم کھانا کھاؤ یا پانی پیو تو یہ دعا پڑھ لو تو تمہیں کوئی ضرر اور نقصان نہیں ہوگا اگرچہ اس میں زہر ہی کیوں نہ ہو۔ یہ حرام کے لیے نہیں ہے کہ انسان سود کی کمائی یا حرام کی کمائی کھائے اور یہ پڑھ لے کہ نقصان نہیں ہوگا۔ بات حلال کی ہو رہی ہے کہ باقی نقصانات نہیں ہوں گے۔ کچھ لوگ ہوتے ہیں جنہیں رشتے داروں کے گھر جاتے ہوئے ڈر لگتا ہے، ایسی ہی ایک خاتون آئیں کہ جی بارہ سال ہو گئے ہیں کہ میں اپنے بھائی کے گھر میں نہیں گئی۔ ان کو ڈر ہوتا ہے کچھ کر دیں گے۔ ایک تو یہ وہم ہوتا ہے، ہوتا کچھ بھی نہیں لیکن بہر حال یہ ایک دعا بتائی کہ دیکھو جب تم کھانا کھاؤ یا پانی پیو تو یہ دعا پڑھ لو تو تمہیں کوئی نقصان نہیں ہوگا اگرچہ زہر کیوں نہ ہو، وہ دعا کیا ہے وہ بھی بہت آسان:

بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ

”اللہ کے نام سے اس اللہ کے نام سے جس کے نام کی برکت سے زمیں و آسمان میں کوئی چیز ہمیں نقصان نہیں پہنچا سکتی، اے زندہ رہنے والے! اے قائم رہنے والے!“
ایک ہی دفعہ پڑھنی ہے۔ (کنز العمال جلد 19 صفحہ 181)

دودھ پینے کی دعا:

دودھ کے بارے میں فرمایا کہ جسے اللہ تعالیٰ دودھ پلائے تو دودھ پینے والا یہ دعا کرے:



اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَزِدْ نَامِنَهُ

”اے اللہ! اس میں ہمارے لیے برکت عطا فرما اور اس سے زیادہ عطا فرما۔“

(ترمذی نمبر 3455، ابن ماجہ)

تکتہ کی بات:

باقی چیزوں کے بارے میں جو دعا پہلے گزری وہاں فرمایا تھا کہ اے اللہ! اس میں برکت عطا فرما اور اس سے بہتر عطا فرما۔ دودھ کے بارے میں بہتر کا لفظ نہیں فرمایا زیادہ کا لفظ فرمایا۔ کل رات کو ایک جگہ کھانے پہ گیا کسی نے دعوت پہ بلایا، ماشاء اللہ خوب کھانا کھایا، تو وہاں ان کے والد صاحب بتانے لگے کہ وہ کھانا کھانے کے بعد بھی چار سے ساڑھے چار لیٹر دودھ پی لیتے ہیں، تو میں حیران ہوا اللہ اکبر۔ پھر میرے سامنے وہ دودھ کا پیالہ لے آئے۔ اب ہم تو تھوڑا پینے والے تھے دو سو ڈھائی سو گرام، ماشاء اللہ وہ جو پیالہ آیا وہ بھی میرا خیال ہے 3 پاؤ یعنی ساڑھے سات سو ML سے زیادہ کا ہوگا تو میں تو اس پیالے کو دیکھ کے ڈر گیا۔ کہنے لگے: جی کوئی بات نہیں میں تو چار لیٹر پیتا ہوں۔ پھر اگر کوئی پانی وغیرہ لایا ہے اور آپ پینا چاہتے ہیں لیکن اس میں کچھ تنکا وغیرہ ہے، اب کیا کریں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عمل:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے پانی مانگا، میں پیالے میں پانی لے کر حاضر ہوا۔ اس میں مجھے بال معلوم ہوا میں نے بال نکال دیا، میرے بال نکالنے کے عمل کو دیکھ کر آپ ﷺ نے مجھے یہ دعویٰ:

اَللّٰهُمَّ حَسْبُكَ (ابن سنی: 477)



”اے اللہ! اسے اچھا رکھیے!“

تو یہ دعا انسان پڑھ سکتا ہے اگر کوئی اس کے لیے خیر کا معاملہ کرے۔
الحمد للہ! کھانے پینے کی کافی تفصیلات بیان ہوئیں، اب ایک over view یعنی
کھانے کی سنت اور آداب پر ہم ایک طائرانہ نظر ڈالتے ہیں۔ اتنی تفصیلات جو ہم نے
سنیں جو کئی گھنٹوں پر محیط ہیں تو اب ہمیں ایک over view بھی کر لینا چاہیے۔

کھانے کے آداب پر طائرانہ نظر:

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے علماء حضرات نے
مختلف آداب مختلف کتابوں میں نقل کیے ہیں یہ ان سب کا خلاصہ پیش کیا جا رہا ہے۔
انفرادی طور پر سب سے پہلی بات یہ ہے کہ کھانا کھانے میں ہماری نیت کیا ہونی چاہیے؟

عبادات و اطاعت:

إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ (بخاری)

ہم کھانا کھانے میں نیت عبادت اور اطاعت کی کریں۔ لذتوں کی نہ کریں، ٹیسٹ
Taste کی نہ کریں کہ جی Tasty کھانا ہے۔ نیت کو ہم دیکھیں کہ یہ کھانا عبادت
کرنے کے لیے ہے کیونکہ انسان جب کھانا کھائے گا تو طاقت آئے گی تو ہی عبادت
کر سکے گا۔ کچھ ایسے بھی ہیں ایک رات کھانا کھا لیتے ہیں پھر 24,24 گھنٹے نہیں کھاتے
اور اپنے آپ کو بھوکا رکھتے ہیں اس کو بھی اللہ نے نہیں پسند فرمایا۔ تو انسان کھانا کھائے
اچھا کھائے اور شکر ادا کرے اور اس نیت کے ساتھ کھانا کھائے کہ میں نے عبادت کرنی
ہے، اطاعت کرنی ہے۔ جسم میں جان ہوگی، صحت ہوگی تو میں عبادت صحیح کر پاؤں گا۔
تو اب Over view میں جو پہلی بات آئی کھانا کھانے میں عبادت اور اطاعت کی



نیت کرنا کہ جو مجھے طاقت ملے گی، میں نیکی پہ استعمال کروں گا۔

حلال اور پاک صاف:

کھانا حلال بھی ہو، پاک بھی ہو اور صاف بھی۔ کیونکہ اللہ نے حلال کھانے کا حکم دیا، اور کھانا کھانے سے پہلے انسان ہاتھ دھوئے اور کھانا کھانے کے بعد بھی ہاتھ دھوئے۔ اور ہاتھ کہاں تک دھوئے؟ دونوں گٹوں تک دھوئے۔ جب کھانا شروع کرنے لگے تو ہاتھ دھونے کے بعد پونچھے نہیں۔ کھانا کھانے کے بعد جب ہاتھ دھوئے تو پھر انسان پونچھ لے۔ اب کھانے کے لیے جب بیٹھنا ہے تو مسنون حالت پر بیٹھنے کی کوشش کرے۔ یعنی جس طرح التحیات میں بیٹھتے ہیں اس طرح بیٹھیں یا ایک پاؤں بچھالیں ایک کھڑا کر لیں دونوں میں سے کوئی بھی یا پھر اُکڑوں بیٹھ جائیں۔ یہ مسنون طریقہ ہے۔ البتہ چارزانوں جس طرح ہم آج کل بیٹھتے ہیں یہ خلاف سنت ہے گوکہ جائز ہے اس میں گناہ تو نہیں ہوگا لیکن سنت کا ثواب نہیں ملے گا۔ اور ایک اور ادب بھی بتایا کہ جس طرح سے انسان کھانا کھانا شروع کرے کوشش کرے اسی پوزیشن پہ بیٹھا رہے زیادہ پہلو نہ بدلے، لیکن یہ اپنی اپنی حالت کے اوپر Depend کرتا ہے۔ اور بار بار نشست بھی نہ بدلے کہ ابھی یہاں بیٹھے اور تھوڑی دیر بعد جگہ بدل کے وہاں بیٹھ گئے۔

اسی طرح کھانا کھاتے ہوئے نہ ٹیک لگائے، نہ تکیہ لگائے، نہ کمر کرسی کی پشت کے ساتھ لگائے۔ ویسے تو کرسی پر بیٹھ کر کھانا سنت تو نہیں ہے لیکن اگر کہیں مجبوری میں کھانا پڑ بھی گیا تو اب کرسی کی پشت کے ساتھ ٹیک نہ لگائے۔ اور جب کھانا کھائے تو ذرا سا کھانے کی طرف جھک جائے، تو واضع اور عاجزی اختیار کرے۔ اور دسترخوان بچھا کے اور زمین پر بیٹھ کر کھانا کھائے، اور بالکل پیٹ بھر کر کھانا نہ کھائے، اور جو کھانا وقت پر میسر آ جائے اُسی کو رغبت سے کھالے، اور صرف روٹی بھی اگر ہو تو صبر اور شکر کے ساتھ



جو اللہ نے دیا ہے کھالے دال یا سالن کا انتظار نہ کرے۔ اور فرمایا کہ عمدہ اور لذیذ غذاؤں کے اہتمام میں نہ پڑیں ہاں مہمان کے لیے کرنا ہو تو یہ ایک الگ بات ہے، اپنے لیے عادتاً ہر وقت عمدہ اور لذیذ کھانے کھانا یہ ناپسندیدہ بات ہے گو اللہ نے خوب دیا ہے لیکن ساری نعمتوں کو کھائے۔ کبھی پچھلے دن کا سالن بچا ہوا ہوتا ہے، کبھی کوئی چیز۔ ہر وقت ہی اپنی پسند کے کھانے والی عادت کو اختیار نہ کرے۔ جو گھر میں بن جائے شکر کر کے کھائے۔

نماز سے قبل کھانے سے فارغ ہو جائیں تاکہ اچھے انداز سے نماز پڑھ سکیں۔ ہم کیا کہتے ہیں کہ جلدی جلدی نماز پڑھ لو پھر تسلی سے کھانا کھائیں گے۔ نہیں، جلدی جلدی کھانا کھا لو پھر تسلی سے عبادت کریں گے۔ کوشش کریں کہ کھانا اکیلے نہ کھائیں کسی کو شامل کر لیں۔ کھانے کی ابتدا نمکین اشیاء سے اگر ہو جائے تو اچھی بات ہے۔ نوالہ چھوٹا بھی لے اور صحیح چبائے بڑے بڑے نوالے نہیں لینے چاہئیں۔ یہ بچوں کو بھی سمجھانے کی ضرورت ہے اور ماؤں کی ڈیوٹی ہوتی ہے کہ وہ چھوٹے بچوں کو شروع سے ہی سمجھائیں کہ چھوٹے نوالے لیں اور چبا چبا کے کھائیں۔ جب ماں کو سنت معلوم ہوگی اور اپنے بچے کو چھوٹی عمر سے بتائے گی اور اس کو چبا چبا کے کھانے کی عادت پڑ گئی تو سنت بھی پوری ہوگی معدہ بھی ٹھیک رہے گا۔

اور کھانے کی برائی بیان نہ کرے۔ اب خاوند حضرات کو کھانا پسند نہ آئے تو صرف کھانے کی ہی برائی نہیں کرتے بلکہ بیوی کی بھی کردیتے ہیں اور بیوی کے میکے والوں کی بھی کردیتے ہیں۔ ساس سسر سب کو رگڑ دیتے ہیں یہ بہت بڑا گناہ ہے تو کھانے کی انسان برائی بیان نہ کرے۔ رغبت ہو تو کھائے پسند ہو تو کھائے، ناپسند ہو رغبت نہ ہو تو عیب بیان نہ کرے خاموشی سے چھوڑ دے۔ سنت سمجھ کے چھوڑے کیونکہ نبی ﷺ کو کوئی



چیز اگر پسند نہ ہوتی تو خاموش ہو جاتے، کبھی آپ نے کھانے میں عیب نہیں نکالا، کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی ہماری ماں (امہات المؤمنین) نے کھانا پکایا ہو اور نبی ﷺ نے ان کو برا کہا ہو یا ان کے ماں باپ کو برا بھلا کہا ہو یا اپنے سسرال والوں کو بیوی کے میکے والوں کو برا کہا ہو نبی ﷺ نے ایسا کبھی نہیں کیا۔

کھانا اپنے سامنے سے اور قریب سے کھائے۔ روٹی کے بارے میں فرمایا کہ روٹی اس طرح نہ کھائے کہ بیچ میں سے کھالے اور کنارہ چھوڑ دے صحیح انداز سے کھائے۔ تیز گرم کھانا نہ کھائے۔ گرم کھانے میں پھونکیں بھی نہ مارے، ٹھہر جائے انتظار کرے کہ کھانا اس قابل ہو جائے کہ انسان کھا سکے۔ تیز گرم کھانے سے منع کیا گیا ہے۔ اور کھانا کھانے میں اگر پھل یا میوہ پہلے آجائے تو اس سے شروع کر دے، کیونکہ قرآن مجید میں سورہ واقعہ کے اندر جو جنت کے کھانوں کی ترتیب ہے اس میں سب سے پہلے

وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُونَ (الواقعہ: 20)

پہلے پھل میوہ جات کا ذکر ہے:

وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُونَ (الواقعہ: 21)

اس کے بعد لحم یعنی گوشت کا ذکر ہے۔

یہ بات بھی سمجھنے کی ہے کہ پھل یا میوہ یا کھجور اس قسم کی چیز کھائے تو کوشش کرے کہ طاق عدد کی رعایت کر لے ایک تین پانچ اسکی رعایت کر لے۔ اور کھانے میں مختلف چیزیں آتی ہیں بعض چیزیں عمدہ ہوتی ہیں بعض چیزیں ذرا اس کی پسند سے مختلف ہوتی ہیں تو اس میں اجازت ہے کہ اپنی پسند کی عمدہ چیز پہلے کھالے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اور کھجور اگر انسان کھا رہا ہے تو گٹھلیاں اسی جگہ نہ ڈالیں الگ برتن میں رکھیں۔ عام طور سے ہم نے دیکھا کہ بعض دفعہ عورتیں بھی کر لیتی ہیں کہ ایک ہی پلیٹ میں پھل لا کے رکھ دیا اور



چھری ہاتھ میں پکڑ لی اسی میں ہی پھل کاٹ کے اور اسی میں ہی چھلکے رکھے جارہے ہوتے ہیں اور کھانے کے بعد گٹھلی وغیرہ بھی اسی میں ڈالی جا رہی ہے یہ ٹھیک نہیں۔ کچرے کے لیے الگ برتن ہو اور فروٹ کے لیے الگ برتن ہو۔ تو دو یا تین برتن استعمال کر لیں اس میں نظافت بھی ہے سنت بھی ہے اور صحت بھی ہے۔ تو ہر سنت کے اندر صحت کا خیال رکھا گیا ہے۔ اسی طرح جب کھجور کھائے تو سیدھے ہاتھ سے کھائے اور کھجور کی گٹھلی الٹے ہاتھ کی دو انگلیوں سببہ اور وسطی کے ساتھ پکڑ لے۔ (مسلم جلد 2 صفحہ 180)

یعنی شہادت کی انگلی اور اس کے ساتھ والی انگلی سے پکڑ کے باہر نکال دے یہ سنت ہے۔ اسی طرح انسان کھانا کھاتا ہے تو کھانا کھانے کے دوران اب ہڈی آرہی ہے، گوشت تو اس نے کھا لیا ہڈی کو چوس کے واپس اپنی ہی پلیٹ میں سائڈ پے ڈال دیا۔ مثلاً بریانی کھاتے جا رہے ہیں اور جو ہڈیاں ہیں وہ اپنی پلیٹ میں سائڈ پے جمع کرتے چلے جا رہے ہیں یہ ٹھیک نہیں ہے، الگ پلیٹ میں رکھیں۔ اور کھانا کھاتے وقت بالکل خاموش اور ساقط نہ رہے بلکہ حسب ضرورت چھوٹی موٹی گفتگو کرتا رہے۔ اور اگر مہمان آیا ہے تو میزبان کو چاہیے کہ مہمان کے ساتھ تھوڑی بہت گفتگو کرے کیونکہ جب وہ گفتگو کرے گا تو مہمان کی وحشت ختم ہو جائے گی، Frankness بڑھ جائے گی، بے تکلف ہو کر تسلی سے زیادہ کھانا کھا سکے گا تو بالکل خاموش ہو کے نہ بیٹھے۔ روٹی کے اوپر سالن کا برتن نہ رکھے۔ روٹی کے اوپر سالن اگر رکھ لیتا ہے یا دال ڈال دیتا ہے تو وہ اور بات ہے برتن نہ رکھے۔ اور روٹیوں سے انگلیوں کا سالن صاف نہ کرے کہ کھانا کھالیا اور انگلیوں کے اندر سالن لگا ہوا ہے تو اب اسے اب روٹی سے صاف کر رہا ہے دسترخوان سے صاف کر رہا ہے یہ ٹھیک نہیں ہے، انگلیوں کو چاٹ لے۔

پانی پینے لگے تو دائیں ہاتھ سے پیے۔ اگر کھانا کھاتے ہوئے گلاس پکڑنا ہے تو اب



کچھ لوگ کیا کرتے ہیں اُلٹے ہاتھ سے گلاس پکڑ لیتے ہیں اور سیدھے ہاتھ کی ٹیک دے دیتے ہیں، یہ ٹھیک نہیں ہے۔ اصل طریقہ یہ ہے کہ پہلے انگلیوں کو چاٹ لیں اور اس کے بعد سیدھے ہاتھ سے ہی گلاس پکڑے اور پھر پانی پیے۔ اُلٹے ہاتھ سے پکڑ لینا اور سیدھے ہاتھ سے ٹیک دے دینا یہ ہمارا عام رواج ہے اور یہ خلاف سنت ہے اس سے بچنے کی ضرورت ہے۔ پانی جب بھی پیے ٹھہر ٹھہر کے پیے، چوس چوس کہ پیے، تین سانس میں پیے، پانی پینے سے قبل ذرا سادیکھ لے اس کے اندر کوئی تنکا وغیرہ تو نہیں۔ اور کھانے سے جب فارغ ہو جائے تو انگلیاں چاٹ لے۔ انگلیاں چاٹنے کی ترتیب بھی لکھی پہلے بیچ کی انگلی، پھر شہادت کی انگلی پھر انگوٹھا یہ سنت ہے۔ تو تین انگلیوں سے کھانا کھانا زیادہ بہتر ہے، اگر چار سے کھائے پانچ سے کھائے تو ان کو بھی بعد میں چاٹ لے، یعنی پہلے درمیان کی اسکے بعد شہادت کی تیسرے نمبر پہ انگوٹھا چوتھے نمبر پر پھر ان دو انگلیوں سے چاٹ لے اگر استعمال کی ہیں۔

کھانا کھانے کے بعد خلال کرے، جب انسان کھانا کھاتا ہے تو کچھ چیزیں، ڈرے، اجزائے منہ میں بچ جاتے ہیں، رہ جاتے ہیں۔ اگر انسان دانتوں کو زبان کی مدد سے صاف کرتا ہے اور اندر ہی اندر اس کے منہ میں کوئی ٹکڑا آ جاتا ہے تو وہ کھاسکتا ہے اور اسکو کھا بھی لینا چاہیے، لیکن اگر اس نے خلال سے نکالا انگلی سے نکالا اس کو نہیں کھانا چاہیے، بلکہ باہر پھینک دے، لیکن کھانا کھانے کے بعد جو ریزے دسترخوان پر پڑے رہ جاتے ہیں ان کو اٹھا کر چن چن کے کھا لے۔ اور جب خلال کرے تو خلال کرنے کے بعد کلی بھی کرے۔ اور دسترخوان کی ہڈیاں وغیرہ راستے یا ایسی جگہ نہ ڈالیں کہ کسی کو تکلیف ہو، کوشش اور ہمت کر کے ایسی جگہ ڈالیں جہاں جانور وغیرہ کھالیں۔ الحمد للہ! ہمارے گھروں میں یہ رواج ہے کہ دسترخوان جب لگتا ہے تو نیچے چادر بچھائی جاتی ہے اس چادر کے بورے اور دسترخوان کو کسی کیاری میں کسی ایسی ہی جگہ جھاڑ لیا جاتا ہے۔



اور یہ جو چھوٹے چھوٹے ذرے ہوتے ہیں اور نظر بھی نہیں آتے وہ بھی چیونٹیاں اور اس قسم کی چیزیں کھالیتی ہیں۔ اور بعض گھروں میں یہ اہتمام ہوتا ہے کہ وہ ہڈیاں وغیرہ بھی ایک جگہ ڈال دیتے ہیں تو کوئی مٹی یا کوئی اور چیز آ کر کھالیتی ہے، تو انسان اپنی طرف سے کوشش کرے جتنی وہ کر سکتا ہے۔

اور دسترخوان جب لگا ہوا ہو تو بہتر اور سنت یہ ہے کہ دسترخوان پہلے اٹھائے، انسان بعد میں اٹھے۔ دوپہر کو جب انسان کھانا کھائے تو قیلولہ کر لے فرمایا، کہ شیطان قیلولہ نہیں کرتا دوپہر کو انسان کھانا کھائے تو قیلولہ کر لے۔ جب رات کا کھانا کھائے تو رات کا کھانا کھانے کے فوراً بعد لیٹنا بھی ٹھیک نہیں، چہل قدمی کر لے، تھوڑا سا چل لے۔ اور کھانے سے جب فارغ ہو جائے تو کھانا کھانے کے فوراً بعد پانی نہ پیے۔ اور پانی نہ کھڑے ہو کر پیے، نہ لیٹ کر پیے۔ اور دعاؤں کا اہتمام کرے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ہمیں ان تمام سنتوں پر عمل کی توفیق عطا فرمائے اور حضور پاک ﷺ کی ایک ایک سنت کو شوق اور محبت سے عمل میں لانے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے اس گلدستہ سنت کو بھی اللہ پاک اپنی بارگاہ میں قبول فرمائیں اور محبت رسول ﷺ ہمیں عطا فرمادیں، تاکہ قیامت کے دن جو نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے میری سنت کو زندہ کیا اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا اللہ تعالیٰ یہ نعمت ہمیں عطا فرمائے اور جنت میں نبی کریم ﷺ کا ساتھ اور پڑوس نصیب فرمائے ہر چیز کی کوئی دلیل ہوتی ہے محبت رسول ﷺ کی دلیل اتباع رسول ﷺ ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ



نبی کریم ﷺ کے پسندیدہ پھل اور میوے

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَلَّمَ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اضْطَفَى. آمَنَّا بَعْدَ:

فَاَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ﴾ (آل عمران: 31)

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلٰی الْمُرْسَلِیْنَ ۝

وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَتَبَارَكَ وَتَسَلَّمَ

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَتَبَارَكَ وَتَسَلَّمَ

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَتَبَارَكَ وَتَسَلَّمَ

سے کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں

یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

حضور پاک ﷺ سے محبت کرنا، آپ ﷺ کی سنتوں کو اپنانا، یہ اصل زندگی کی



کامیابی ہے۔ کسی کہنے والے نے کہا:

نبت مصطفیٰ بھی عجب چیز ہے
جسکو نبت نہیں اسکی عزت نہیں
یعنی ہماری عزت ہی فقط نبی ﷺ کے ساتھ نسبت سے ہے۔

خود خدا نے نبی ﷺ سے یہ فرما دیا:
اے نبی ﷺ! جو تمہارا نہیں وہ ہمارا نہیں۔

سنّتوں کو بیان کرنے کا مقصد:

نبی ﷺ کی سنّتوں کو بیان کرنے کا اصل مقصد یہ ہے کہ نبی ﷺ کی محبت ہمیں مل جائے۔ اور نبی ﷺ کی محبت کے حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ نبی ﷺ کے طریقوں پر عمل کرے۔ جو انسان نبی ﷺ کے طریقوں پر عمل کرتا ہے اس کے اندر نبی ﷺ کی محبت بڑھتی چلی جاتی ہے۔ قرآن میں فرمایا:

فَاتَّبِعُونِي

”تم میری اتباع کرو۔“

اتباع کسے کہتے ہیں؟ اتباع کو سمجھ لیجیے۔ اتباع کہتے ہیں کہ انسان حکم کی تعمیل کرے مجبوری سے نہیں بلکہ رغبت اور شوق کے ساتھ ہو۔ یہ اس وقت ہو سکتا ہے جب اتباع کرنے والے کو اپنے مقبوع کی مکمل محبت حاصل ہو، یعنی امتی کو حضور ﷺ کی کامل محبت حاصل ہو، جب یہ محبت حاصل ہوگی تو اس کے بعد اتباع کرنا Automatically آسان ہو جائے گا اور عمل کرنا بھی آسان ہو جائے گا۔ جیسے گائے کا بچہ یا اونٹنی کا بچہ، جہاں اونٹنی جاتی ہے بس وہیں جاتا ہے، اونٹنی تیز چلے گی تو تیز چلے گا، اونٹنی رک جائے گی



تو وہ رک جائے گا، اونٹنی اگر کسی گڑھے میں چھلانگ لگا دے تو وہ گڑھے میں بھی چھلانگ لگا دے گا، یہ نہیں دیکھے گا کہ ماں کہاں جا رہی ہے۔ اتباع یہ ہوتا ہے کہ ہمیں حضور ﷺ کی ہر سنت کو شوق اور محبت سے اپنی زندگی میں لانا ہے۔

مجبوری اور اتباع میں فرق:

ایک آدمی اپنے ملازم کو حکم دیتا ہے کہ تم میرے لیے یہ چیز بازار سے لے کر آؤ۔ اب وہ پیسے تو لے جاتا ہے لیکن اس نوکر کے دل میں غصہ آتا ہے کہ اس کے بغیر ان کا گذارا نہیں ہو سکتا تھا جو اتنی گرمی میں مجھے بھیج دیا، وہ دل کی خراب کیفیت کے ساتھ اس کا کام کر دیتا ہے اس کو اتباع نہیں کہتے مجبوری کہتے ہیں۔ اس کے بالمقابل کوئی عالم ہے، کوئی اللہ والے ہیں وہ اپنے کسی شاگرد کو مرید کو کہتے ہیں کہ بھی تم یہ کام کر لو، شام کے وقت کر لینا ذرا سورج ڈھل جائے، آسانی کے وقت کر لینا یہ میرا کام ہے اور مجھے اس سے خوشی ہوگی۔ اب وہ جو شاگرد ہوتا ہے بات کو سمجھ لیتا ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ آسانی کے وقت کر لینا، لیکن وہ اس لیے کہ میرے استاد خوش ہو جائیں گے وہ مجھ سے راضی ہو جائیں گے وہ اسی وقت دھوپ میں چلا جاتا ہے اس کو دھوپ کی پرواہ نہیں ہوتی اس کو کسی اور چیز کی پرواہ نہیں ہوتی، اتباع اسی کو کہتے ہیں۔ سعادت مند شاگرد کڑکتی اور چل چلاتی دھوپ اور جھلسا دینے والی گرمی کو خاطر میں نہیں لاتا اور وہ سعادت مند ہونے کی وجہ سے دوڑتا ہوا جاتا ہے، پورے قلبی اطمینان سے چیز لیکر آتا ہے اسے پسینے میں شرابور ہونے کی پرواہ نہیں ہوتی، بلکہ اسے استاد کے دل کی خوشی مطلوب ہوتی ہے۔

پہلی صورت میں جو خادم نے کام کیا وہ ناگواری سے کیا، اور دوسری صورت میں جو شاگرد نے کام کیا وہ خوشگوار سے کیا، تو پہلی صورت کا نام مجبوری ہے اور دوسری



صورت کا نام اتباع ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نبی ﷺ کی اتباع نصیب فرمائے کہ آپ ﷺ کی سنتوں کو ہم شوق اور محبت سے کرنے والے بن جائیں۔ کسی نے کہا:

عجب چیز ہے عشق شاہِ مدینہ
یہی تو ہے عشقِ حقیقی کا زینہ
ہے معمور اس عشق سے جس کا سینہ
اسی کا ہے مرنا اسی کا ہے جینا

جس کے دل میں نبی ﷺ کی محبت نہیں اس کا نہ جینا ہے اور نہ مرنا، اس کی زندگی تو نامکمل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نبی ﷺ کی سچی محبت عطا فرمائے۔

پھل اور میوے:

ہماری بات چیت چل رہی تھی کھانے پینے کے متعلق، تو آج پھلوں اور میوہ جات کا تذکرہ کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کا اس بارے میں کیا طریقہ تھا؟ اسوۂ حسنہ اس میں کیا تھا؟

کھجور:

امی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم لوگ یعنی حضور پاک ﷺ کے گھر والے آپ ﷺ کے اہل و عیال کے یہاں ایک ایک مہینے تک چولہے میں آگ نہیں جلتی تھی۔ پوچھا گیا کہ گزارا کیسے ہوتا تھا؟ بتایا کہ پانی اور کھجور پر۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ کے باغوں میں سے کسی باغ میں گیا، آپ ﷺ کچے ہی کھجور کے دانے نوش فرمانے لگے، اور مجھ سے کہا کہ اے ابن عمر! تم بھی کھاؤ۔ کھجور کے بارے میں آتا ہے کہ مکہ مکرمہ کی برکت کے بارے میں حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ نے دعا کی،



نبی کریم ﷺ کے پسندیدہ پھل اور میوے

اے اللہ! اس شہر کے پھل میں برکت عطا فرما۔ جب نبی کریم ﷺ نے مدینہ طیبہ کی کھجور اور پھلوں کے لیے برکت کی دعا کی تو قیامت تک مدینہ کی کھجور میں برکت ہوتی رہے گی۔

کھجور کی پیدائش:

ایک حدیث میں آتا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ کھجور کی پیدائش اس مٹی سے ہوئی جس سے حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے تھے۔

آپ ﷺ کی پسندیدہ کھجور ”عجوه“:

کھجوروں کے اندر بہت ساری نسلیں ہیں، پہلی بات تو یہ ہے کہ تمام کھجوریں باعثِ برکت ہیں اور وہ کھجوریں جو مکہ و مدینہ سے تعلق رکھتی ہوں اور بھی زیادہ باعثِ برکت ہیں۔ مدینہ کی کھجوروں میں ایک کھجور ہے اس کا نام ہے عجوه، نبی ﷺ کو بہت زیادہ پسند تھی۔ امی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کو سب سے زیادہ عجوه کھجور پسند تھی۔

جادو سے حفاظت:

بخاری شریف کی روایت ہے کہ اگر روزانہ صبح کے وقت سات دانے عجوه کے کھالے گا اس کو اس دن جادو یا زہر اثر نہیں کرے گا۔ اور ایک حدیث میں آتا ہے کہ عجوه جنت سے ہے یعنی جنت کے پھلوں میں سے ہے۔ اور کھجور کے بارے میں ذرا اہتمام دیکھیں کہ نبی کریم ﷺ آقا ﷺ نے فرمایا کہ جس گھر میں کھجور نہ ہو وہ گھر والے بھوکے ہیں، یعنی اگر گھر میں کھجور ہے تو کھانے کے لیے بہت بڑی نعمت ہے۔ یہ غذا بھی ہے اور میوہ بھی ہے، اور اہل عرب تو اسکو بہت ہی پسند کیا کرتے تھے اور ہمارے لیے تو سب سے بڑی بات یہ ہے کہ نبی ﷺ کی پسند ہے اور آقا ﷺ کی پسند کا اظہار ہے۔



آقا ﷺ کی پسند کا اظہار:

خادم رسول حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے امی عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تھا کہ جب تازہ کھجور آجائے تو اس کی بشارت خوش ہو کر سنایا کرو اور اس کی گھر والوں کو بھی اطلاع دیا کرو۔ عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس گھر میں کھجور نہ ہو گویا وہ گھر والے بھوکے ہیں، اور جس گھر میں سرکہ نہ ہو وہ گھر والے بنا سالن کے ہیں، اور جس گھر میں چھوٹا بچہ نہ ہو اس گھر میں برکت نہیں، اور سن لوتم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے بہتر ہے۔ مردوں کو خطاب کر کے کہہ رہے ہیں کہ دیکھو خاوندو! تم میں سے بہتر خاوندوہ ہے جو اپنی بیوی کے لیے زیادہ بہتر ہو اور یہ بھی یاد رکھو کہ میں اپنی بیویوں کے لیے بہت اچھا ہوں۔ یہاں نبی ﷺ نے اپنی مثال دی۔ امی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا پسندیدہ ترین میوہ تازہ کھجور اور خر بوزہ ہے۔ خر بوزے کو بھی آپ ﷺ شوق سے نوش فرماتے تھے، اور کھجور کو بھی بہت شوق سے کھاتے تھے۔ ایک صحابی فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس کھجوریں لائی گئیں تو آپ ﷺ انکو نوش فرما رہے تھے اور اس وقت بھوک کا اتنا عالم تھا کہ نبی ﷺ اپنے سہارے سے تشریف فرما نہیں تھے بلکہ اکڑوں بیٹھ کر کسی چیز سے سہارا لگائے ہوئے تھے، یعنی بھوک اتنی زیادہ تھی۔ کئی دن کا فاقہ ہوگا کہ نبی ﷺ صرف اپنے اوپر سہارا نہیں لے پارہے تھے کسی دوسری چیز کا سہارا لینا پڑا اور کھجور کو نوش بھی فرما رہے تھے۔

دستر خوان پر موجود ہر چیز کھانا ضروری نہیں:

ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ نبی ﷺ کے سامنے ایک برتن کے اندر کچھ کھجوریں لائی گئیں، ان میں کچی بھی تھیں اور پکی بھی تو آپ ﷺ نے پکی پکی کھجوروں کو تو کھا لیا اور کچی کو چھوڑ



دیا۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ دسترخوان پر جو بھی کچھ آئے ہر چیز کھانا ضروری نہیں ہوتا، جو چیز مناسب نہ ہو کچی ہو اسکو چھوڑا جاسکتا ہے۔ لیکن نہ رزق کو برا کہے، نہ لانے والوں کو برا کہے، نہ پکانے والوں کو برا کہے۔ اب پیچھے جو حدیث بیان کی کہ وہ گھر جس میں کھجور نہیں ہے ایسا ہے جیسے اس میں کھانا ہی نہیں، تو ہمیں چاہیے کہ ہم گھر کے اندر کھجور لازمی رکھا کریں اور اس کو کھانے کا اہتمام کریں۔ نبی ﷺ سے محبت کی علامت یہ ہے کہ آج سے ہمیں کھجور سے محبت ہو جائے۔

خواتین کے لیے کھجور:

ایک جگہ نبی ﷺ کا یہ قول نقل کیا گیا ہے کہ بچے والی عورت کو جس نے بچہ جنا ہو یا جس کا بچہ چھوٹا ہو کھجور کھلاؤ، اگر کھجور نہ پاسکو تو چھوہارا ہی کھلاؤ۔ اور آگے فرمایا: اس درخت سے بہتر کوئی درخت نہیں جس کے نیچے اللہ تعالیٰ نے بی بی مریم کو رکھا۔ حضرت مریم کے لیے اللہ رب العزت نے فرمایا تھا کہ

﴿فَكُلِي وَاشْرَبِي﴾

”پس تم کھاؤ بھی اور پیو بھی“۔ (مریم: 26)

تو وہ درخت کھجور کا تھا اور ان کو کھجور کھانے کا حکم دیا، یعنی کہ جب عورت ان دنوں کے اندر ہو یا ایسی حالت میں کہ پیدائش کا وقت قریب ہو، بچے چھوٹے ہوں اسکو خاص طور سے حضور پاک ﷺ نے تلقین فرمائی کہ یہ کھجور کا استعمال کرے۔ اس کے بیشمار جسمانی فوائد ملیں گے۔ اب ہم ڈاکٹر سے وٹامنز Vitamins تو لیتے ہیں اور بہت ساری چیزیں لیتے ہیں، لیکن یہ کھجور ایک ملٹی وٹامن Multivitamin چیز ہے، یہ ہمیں کھانی چاہیے اور آقا ﷺ کی سنت بھی ہے حکم بھی ہے۔



بچے کو کھجور کی گھٹی:

غور کیجیے کہ کھجور کے بارے میں اسلام میں کتنا اہتمام ہے۔ بخاری شریف کی روایت ہے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوا اور میں چھوٹے بچے کو حضور ﷺ کی خدمت میں لے کر آیا، آپ ﷺ نے اس کا نام ابراہیم رکھا اور آپ ﷺ نے کھجور چبا کر اس کے منہ میں ڈالی اور برکت کی دعا دی۔ تو یہاں پہ دو تین باتیں قابل غور ہیں۔ اس عمل کو ہمارے ہاں گھٹی کہتے ہیں اور عربی میں **تَحْنِیْحُ** کہتے ہیں۔ یہ حضور پاک ﷺ کی مبارک سنت ہے اور آج امت سے یہ ختم ہوتی چلی جا رہی ہے۔ بچہ پیدا ہوگا تو سب سے پہلے ٹیکے لگانے کی فکر کریں گے، گھٹی کی فکر نہیں کریں گے۔

گھٹی کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ کسی نیک صالح بزرگ، کسی اللہ والے کو کھجور دی جائے وہ اسکو اپنے منہ سے چبا کر نرم کر کے دے دیں اور بچے کو چٹا دی جائے۔ فرمایا کہ سب سے پہلا کھانا کوشش کر کے انسان اپنے بچے کو یہ گھٹی یعنی کھجور کی گھٹی دے۔ اس کی برکتیں ملیں گی، کیونکہ نبی ﷺ نے اس درخت کو مومن کے ساتھ تشبیہ دی ہے، اس لیے کسی صالح آدمی سے چبوا کر چٹانا چاہیے ان شاء اللہ اس کی برکت سے بچے میں نیکی آئے گی۔

کھجور اور مکھن:

بعض اوقات نبی ﷺ نے کھجور کے ساتھ مکھن کو بھی ملا یا ہے۔ روایت میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کسی کے یہاں تشریف لائے، ان لوگوں نے آپ ﷺ کے لیے چادر بچھا دی اور آپ ﷺ چادر پر تشریف فرما ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے وہاں پہ جہاں آپ ﷺ مہمان کے طور پہ موجود تھے وحی نازل ہوئی۔ اور اس کے بعد گھر والوں نے آپ ﷺ کی خدمت میں



کھجور اور مکھن پیش کیا، اور آپ ﷺ کو مکھن بہت مرغوب تھا۔

اہم نکتہ:

یہاں سے ایک بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ کسی کو جب ہم بطور مہمان گھر پہ بلائیں تو اگر میزبان اس کے لیے اہتمام کرے، اس کے لیے چادر بچھائے، گھر کو صاف کرے یا کسی بھی طریقے سے اس کی عزت کرے تو یہ توکل اور زہد کے خلاف نہیں بلکہ ایک اچھی بات ہے۔

آپ ﷺ کا گھر والوں سے برتاؤ:

اب کھجور اور مکھن سے ایک بڑا عجیب اور بہت پیارا قصہ یاد آیا۔ ہمارے آقا ﷺ اپنے گھر والوں کے ساتھ بہت دل لگی اور دل جوئی کی باتیں کیا کرتے تھے۔ اور یہ دین کا حصہ ہے سنت ہے اور بہت بڑا ثواب ہے۔ بعض لوگ جب دین میں لگ جاتے ہیں تو مرد حضرات اس کے بعد خشک مزاج ہو جاتے ہیں۔ لطافت اور ظرافت ختم ہو جاتی ہے، حالانکہ ایسا تو دین نے نہیں سکھایا ہے۔ ذرا غور کیجیے! کہ نبی ﷺ اپنے گھر والوں کے ساتھ کس طرح رہتے تھے۔ ایک حدیث پاک میں آتا ہے ایک مرتبہ حضور پاک ﷺ امی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھے۔ آپ ﷺ نے بہت محبت کی نظر سے اپنی بیوی کو مسکرا کے دیکھا تو امی عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: اے اللہ کے محبوب ﷺ! آپ ﷺ کیوں مسکرا رہے ہیں؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا: عائشہ! تم مجھے ایسے پسند ہو جیسے کھجور اور شہد کو ملا کر کھانا پسندیدہ ہوتا ہے۔ یہ بات سن کر امی عائشہ بہت خوش ہوئیں اور فوراً آگے سے کہنے لگیں: اے اللہ کے نبی ﷺ! آپ تو مجھے ایسے مرغوب



ہیں جیسے شہد اور مکھن کو کھانا مرغوب ہوتا ہے۔ نبی ﷺ مسکرائے اور فرمانے لگے: عائشہ! تیرا جواب بہت اچھا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ بیوی کے ساتھ اس طرح دل لگی کی باتیں کرنا گھر کے ماحول کو دین پر رکھنے کے لیے ضروری ہے۔ ورنہ کیا ضرورت تھی اللہ کے نبی ﷺ کو کہ بیوی کو ایسے الفاظ کہتے اور بیوی آگے سے یوں جواب دیتیں۔ یہ نبی ﷺ نے گھر والوں کے ساتھ محبت کا اظہار کیا، اور نبی ﷺ کا یہ طریقہ امت کے خاندانوں کے لیے سنت ہے کہ یہ اپنے گھر میں محبتیں دیں پھر محبتیں پائیں۔

ایک صاحب کا واقعہ:

ایک مرتبہ ایک صاحب حضرت جی کے پاس آئے بیعت ہوئے۔ نیکی تقویٰ پر کچھ زندگی آئی تو حضرت فرماتے ہیں کہ چند دنوں کے بعد بڑے غصے میں آئے ہوئے تھے اور انکی طبیعت کے اندر بڑا غصہ تھا۔ کہنے لگے کہ حضرت! یہ جو عورتیں ہوتی ہیں پوری شیطان کی چیلیاں ہوتی ہیں، سنت پر عمل نہیں کرتیں، یہ نہیں کرتیں وہ نہیں کرتیں۔ حضرت جی نے ان سے پوچھا کہ بھئی مسئلہ کیا ہے؟ کہنے لگے کہ جی میں اپنی بیوی کو کہتا ہوں کہ یہ نیکی کا کام کرو، وہ کرتی ہی نہیں ہے۔ تو حضرت نے اس سے پوچھا: بھئی آپ کو تو صحبت ملی تو آپ نے ذکر شروع کیا، اللہ کی یاد میں بیٹھنا شروع کیا، اس کو تو ابھی یہ ماحول نہیں ملا۔ ماشاء اللہ ویسے کیا آپ ساری سنتوں پر عمل کرتے ہیں؟ کہا: جی حضرت جی! میں تو بالکل ساری سنتوں پر عمل کرتا ہوں لیکن وہ نہیں کرتی۔ آپ مجھے بتائیں کہ میں اس کا کچھ کروں؟ حضرت نے فرمایا: ماشاء اللہ آپ ساری سنتوں پر عمل کرتے ہیں، کیا آپ نے محبت کے ساتھ اپنی بیوی کے منہ میں کبھی لقمہ ڈالا؟ اب وہ چپ۔ حضرت نے پوچھا کہ کیا آپ نے یہ سنت پوری کی؟ اب خاموش۔ حضرت نے فرمایا کہ دیکھو



بھی! گھرجاؤ اور جب کھانا کھانے لگو تو اپنی بیوی کے منہ میں اپنے ہاتھوں سے ایک لقمہ ڈال دینا۔ پھر بتانا، تو وہ نوجوان چلا گیا۔

گھروالوں سے خوش اخلاقی کا خوشگوار اثر:

اگلے وقت جب آیا تو بڑا خوش ہو کے کہنے لگا: حضرت! جب میں گھر گیا ہوں، کھانا لگ گیا، تو میں نے کھانا کھاتے کھاتے ایک لقمہ اٹھایا اور بیوی کے منہ کی طرف کیا تو حیران ہو گئی۔ میں نے کہا کہ تمہیں کھلانا ہے، تو اسنے منہ کھول دیا۔ اور اس کے بعد مجھے کہنے لگی کہ یہ طریقہ تم نے کہاں سے سیکھا؟ میں نے اس کو بتایا کہ بھی یہ حضور پاک ﷺ کی پیاری سنت ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ اس نوجوان نے بتایا کہ اس سنت کی برکت سے بیوی کا اتنا دین پر آنے کا ارادہ ہو گیا کہ کہنے لگی کہ اچھا اگر سنتیں ایسی ہیں تو اب میں سنت پر عمل کرنے کے لیے تیار ہوں۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ اس نوجوان نے بتایا کہ وقت کے ساتھ ساتھ چند مہینوں کے اندر وہ عورت تہجد گزار بن گئی۔ تو بیویوں سے کام کروانا محبت کے ذریعے آسان، تلوار کے ذریعے مشکل بات ہوتی ہے۔ بہر حال نبی ﷺ کے پسندیدہ ترین میوہ جات میں سے تازہ کھجور اور خر بوزہ بھی ہیں۔

کھجور دودھ کے ساتھ:

ایک حدیث کے اندر آتا ہے کہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے نقل کیا کہ آپ ﷺ دودھ اور کھجور کو ساتھ نوش فرماتے اور ارشاد فرماتے کہ دونوں خوشگوار چیزیں ہیں۔ دودھ اور کھجور یہ دونوں بہت اچھی چیزیں ہیں۔ دودھ میں اگر کھجور کو ڈال دیا جائے اور اسکو تھوڑا سا جوش دے دیا جائے گرم کر لیا جائے تو بہت اچھا نائک بن جاتا ہے اور صحت کے لیے



بہت اچھی چیز بن جاتی ہے اور خاص طور پر جسمانی قوت کے لیے بے حد نفع بخش ہے۔

کھانے کے ساتھ کھجوریں:

ایک صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے یہاں تشریف لائے ہم نے کھانا پیش کیا اور کھجوریں خدمتِ اقدس میں پیش کیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں چیزوں کو نوش فرمایا۔ کھانا بھی کھایا اور کھجور بھی نوش فرمائی۔

(مسلم، ترمذی، سیرت صفحہ 283)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر تشریف لائے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کھجور اور پانی پیش فرمایا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کھائی پانی پیا، اور فرمایا کہ یہ وہ نعمت ہے جس کا سوال کیا جائے گا، اللہ تعالیٰ ہمیں قیامت کے دن کی پریشانی سے محفوظ رکھے۔ آمین (مسند طیبی، سیرت صفحہ 323)

کھجور اور خر بوزہ:

اسی طرح خر بوزہ اور کھجور کے بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو خر بوزہ اور کھجور اکٹھے کھاتے دیکھا۔ علماء نے اس کی حکمت یہ لکھی ہے کہ کھجور گرم ہوتی ہے اور خر بوزہ ٹھنڈا، تو اس طرح دونوں چیزوں میں اعتدال ہو جاتا ہے۔ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاج کو دیکھیے کہ صحت کی رعایت ساتھ ساتھ رکھتے ہیں۔ ایک چیز گرم کھا رہے ہیں تو ایک ٹھنڈی تاکہ طبیعت میں اعتدال رہے۔

کھجور کلتری کے ساتھ:

اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک جوڑ اور بھی رکھا کرتے تھے۔ وہ جوڑ کون سا تھا؟ کلتری اور کھجور کا،



یعنی نبی ﷺ ککڑی کو کھجور کے ساتھ نوش فرماتے تھے، کیونکہ ککڑی ٹھنڈی ہوتی ہے اور کھجور گرم، تو یہاں بھی اعتدال بھی پیدا ہو جاتا ہے اور غذا نیت بھی ہو جاتی ہے۔

ایک صحابی فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کے پاس دیکھا کہ ایک ہاتھ میں ککڑی ہے اور ایک ہاتھ میں کھجور ہے اور کبھی نبی ﷺ ککڑی کو کھارہے تھے اور کبھی نبی ﷺ کھجور کو کھا رہے تھے۔ یعنی ایک وقت میں دونوں چیزوں کو کھاتے دیکھا، لیکن دائیں ہاتھ سے کھانا سنت ہے، ایک وقت میں دونوں چیزوں کا موجود ہونا یہاں مراد ہے۔ اسی طرح کبھی کبھی ایسا بھی ہوا کہ آپ ﷺ ککڑی کھانے لگتے تو ذرا نمک لگا لیا کرتے۔ ہمارے یہاں بھی بعض لوگ کالا نمک لگا لیا کرتے ہیں، تو ککڑی کھانا اور ساتھ میں نمک کا استعمال کرنا بھی سنت ہے۔

کھجور تریوز کے ساتھ:

امی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کو تریوز کے ساتھ تازہ کھجور کھاتے ہوئے دیکھا اور نبی ﷺ نے فرمایا کہ اس کی ٹھنڈک اس کی گرمی کو آپس میں معتدل کر دے گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ کھانے پینے میں اعتدال ہونا چاہیے۔ کھانے میں اعتدال مزاج کی رعایت بھی رکھنی چاہیے۔ حضرت ربیع رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ مجھے میرے چچا معاذ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے تازہ کھجور کا ایک طبق جن پر چھوٹی چھوٹی ککڑیاں موجود تھیں، دیا اور کہا کہ جاؤ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے جاؤ۔ آپ ﷺ کو ککڑیاں بہت مرغوب تھیں۔ حضرت ربیع رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ میں اس طبق میں کھجوریں اور ککڑیاں لیکر گئی، آقا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور میں نے پیش کیں۔ اس وقت آپ ﷺ کے پاس بحرین کے کچھ زیورات آئے ہوئے تھے، سونے چاندی وغیرہ کے ہونگے، تو



آپ ﷺ نے ان میں سے ایک مٹھی بھر کر وہ زیورات مجھے عطا فرمائے۔
(شامل صفحہ 14)

کھجور کو ککڑی کے ساتھ ملانے کا ایک فائدہ:

کھجور کو ککڑی کے ساتھ ملانے کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اس سے بدن موٹا ہوتا ہے۔ بدن کو موٹا کرتا ہے، ایک روایت ہے کہ امی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میری رخصتی کے وقت میری والدہ نے مجھے چاہا کہ میرا بدن موٹا ہو جائے، تو مجھے کھجور اور ککڑی کھلائی گئی تاکہ میرا وزن تھوڑا سا بڑھ جائے اور میں مناسب حد تک موٹی ہو گئی۔
(ابن ماجہ جلد 2 صفحہ 244)

آپ ﷺ کے اعلیٰ اخلاق کا ایک نمونہ:

ایک موقع پر حضور پاک ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ کھجوریں نوش فرما رہے تھے تو جو اچھی اچھی کھجوریں تھیں وہ تو پہلے کھائی گئیں، آخر میں جو خراب ردی کھجوریں آگئیں تو آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک روک لیا۔ کوئی ساتھی ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، کہا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ! یہ خراب والی مجھے دے دیجیے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس چیز کو میں اپنے لیے پسند نہیں کرتا وہ دوسرے کے لیے کیسے پسند کر لوں۔ سبحان اللہ!
(سیرت النبی جلد 7 صفحہ 318)

اگر آج یہ اخلاق ہمارے اندر آجائیں تو گھروں کے اندر محبتیں پیدا ہو جائیں۔ بعض گھروں میں سنا ہے کہ کوئی چیز آتی ہے تو ان باتوں کا خیال نہیں رکھا جاتا، اور اچھی چیز اپنی طرف کر لی جاتی ہے جبکہ خراب چیز دوسرے کی طرف کر دی جاتی ہے، یہ نبی ﷺ کی سنت نہیں ہے۔



روٹیوں کی تقسیم:

ایک صحابی فرماتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ ان کے گھر گیا، نبی ﷺ اپنے کسی گھر میں داخل ہوئے اور وہاں میری وجہ سے پردہ کرایا۔ اس کے بعد کھانے کو پوچھا تو بتایا گیا کہ تین روٹیاں ہیں۔ آپ ﷺ نے کہا: دسترخوان لگاؤ! دسترخوان بچھا دیا گیا، روٹیاں پیش کر دی گئیں تو ایک روٹی نبی ﷺ نے اپنے سامنے رکھی دوسری میرے سامنے رکھی، اور تیسری روٹی کے دو ٹکڑے آدھے، آدھے کیے آدھا اپنے سامنے رکھا آدھا میرے سامنے رکھا۔ یعنی نبی ﷺ ہر جگہ اچھے اخلاق کا مظاہرہ فرماتے تھے۔

کھانے میں آپ ﷺ کی سادگی:

اسی طرح ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے جو کی روٹی کا ایک ٹکڑا لیا اور اس پر کھجور رکھی اور فرمایا کہ یہ اس کا سالن ہے۔ سبحان اللہ

(ابوداؤد، بیروت جلد 7 صفحہ 318)

مطلب یہ کہ کھجور کو روٹی کا سالن بنایا جاسکتا ہے۔ تو اگر کبھی ہم اتباع سنت کی نیت سے جو کی روٹی پکائیں اور اس کے اوپر چند کھجوریں رکھ لیں اور کھجور کے ساتھ وہ روٹی کھائیں تو سنت کا ثواب ہمیں مل جائے گا۔

سنت کو زندہ کرنے کا ثواب:

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس وقت میری امت میں بگاڑ آجائے گا، اس وقت جو میری ایک سنت کو زندہ کرے گا اسکو سوشہیدوں کے برابر ثواب ملے گا۔ یہ نبی ﷺ کی بشارت ہے، اور آج بگاڑ کا وقت ہے، آج انسان کا دل فیشن کو کرتا ہے، آج رواج کے پیچھے چلنے کو دل کرتا



ہے لیکن رسول اللہ ﷺ کے طریقوں پر چلنے والے بہت تھوڑے ہیں۔

آپ ﷺ کیسے کھانا کھاتے تھے؟

امی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آپ ﷺ کھانا کھاتے تو اپنے سامنے سے ہی کھاتے، ادھر ادھر ہاتھ نہ ڈالتے، لیکن جب کھجور کسی چیز میں سامنے لائی جاتی تو آپ ﷺ کے دست مبارک چاروں طرف گھومتے۔ (بزار، سیرت صفحہ 272)

یعنی کھانا اگر ایک ہی قسم کا ہے تو نبی ﷺ فقط اپنے سامنے سے کھاتے لیکن اگر مختلف قسم کی کھجوریں ہیں، پھل ہیں یا اس قسم کی اور چیزیں ہیں تو پھر اس میں چناؤ کرنا یہ بھی نبی ﷺ کی سنت ہے۔ ایک صحابی عکراش رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک کافی بڑے پیالے میں بہت سا شید اور چربی لائی گئی، اور ہم لوگ کھانا کھا رہے تھے نبی ﷺ بھی ساتھ تھے تو میں کھانا کھاتے ہوئے ہاتھ چاروں طرف لے جا رہا تھا کبھی دائیں کبھی بائیں کبھی آگے کبھی پیچھے، تو آپ ﷺ نے اپنے بائیں ہاتھ سے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: اے عکراش! ایک ہی جگہ سے کھانا کھاؤ، کھانا ایک ہی قسم کا تو ہے۔ تو فرماتے ہیں کہ میں نے ایک ہی طرف سے کھانا شروع کر دیا۔ اس کے بعد فرماتے ہیں: ایک طبق میں یعنی ٹرے کے اندر مختلف قسم کی کھجوریں لائی گئیں تو اب میں صرف اپنے سامنے سے کھانے لگا اور آپ ﷺ کا مبارک ہاتھ چاروں طرف پھر رہا تھا۔ یعنی آپ ﷺ حسبِ منشا دیکھ کر پسند کر کے کھا رہے تھے۔ تو دسترخواں پر اگر مختلف چیزیں پھیلی ہوئی ہوں تو اپنی جانب کے علاوہ سے دائیں بائیں سے اٹھانے میں کوئی قباحت نہیں۔

کھجور کھانے کا ناپسندیدہ انداز:

کھجور کے بارے میں بتایا کہ ایک وقت میں ایک عدد کھانا مناسب ہے۔ عبد اللہ



بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا کہ آدمی ایک ساتھ دو کھجوریں کھائے۔ ہاں جو دسترخواں پر ساتھی بیٹھے ہوئے ہیں اگر ان کی اجازت ہو تو ایک ساتھ دو کھا سکتا ہے۔ اس کے اندر حکمت کیا ہے؟ یہی کہ سب ساتھی بیٹھے ہوئے ہیں اور کھجور کھائی جا رہی ہے یا کوئی بھی چیز کھائی جا رہی ہے، تو جس طرح سب کھا رہے ہیں ایک ایک کر کے اسی طرح یہ بھی کھائے، اگر سب ایک ایک کھا بیٹینگے اور یہ دو دو کھائے گا تو یہ طبیعت کے لالچ اور حرص کی دلیل ہوگی اور ہو سکتا ہے کہ کسی کو حصہ کم ملے یہ اوروں سے زیادہ کھا جائے۔ اس لیے بتایا کہ احتیاط رکھو جیسا سب کا مزاج ہے ویسا کرو، اگر سب دو دو کھا رہے ہیں تو ٹھیک ہے گنجائش ہوگی لیکن بہتر بتایا کہ ایک ایک کر کے ہی کھائی جائے۔

پرائی کھجوروں میں آپ ﷺ کی احتیاط:

بعض اوقات ہمارے پاس پرائی کھجوریں آجاتی ہیں۔ انسان حج پہ گیا عمرے پہ گیا تو وہاں جو کھجوریں انہوں نے رکھی ہوتی ہیں چھ، چھ مہینے پرائی بھی ہوتی ہیں مارکیٹ میں سیل کر رہے ہوتے ہیں۔ اور ہمارے یہاں بھی دیکھا گیا ہے کہ کئی لوگ مہینوں کے حساب سے کھجور کو سنبھال کے رکھ لیتے ہیں۔ اس بارے میں سنت کیا ہے؟ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کو دیکھا کہ پرائی کھجوریں لائی گئیں تو آپ ﷺ اس کی تفتیش کر رہے تھے دیکھ رہے تھے کہ کہیں اس کے اندر کوئی کیڑا یا کوئی ایسی چیز تو نہیں، یعنی چیز اگر پرائی ہو جائے اور اس بات کا احتمال پیدا ہو جائے گمان پیدا ہو جائے کہ ہو سکتا ہے کہ اس کے اندر کوئی خرابی پیدا ہوگئی ہو، کوئی کیڑا وغیرہ آگیا ہو تو اسکو بغیر دیکھے کھانا ٹھیک نہیں اسکو دیکھ کر کھانا سنت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں



نبی ﷺ کی ایک ایک سنت کو شوق اور محبت سے عمل میں لانے کی توفیق عطا فرمائے۔

محبت کی بہترین تعریف:

جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

”محبت یہ ہے کہ محب کی ساری صفات ختم ہو جائیں اور محبوب کی تمام صفات اس کے اندر آ جائیں۔“

محبت کیا ہوئی؟ کہ ہم اپنی باتوں کو ختم کریں اور نبی ﷺ کی باتوں کو اپنی زندگی میں لیکر آئیں اسکو محبت کہتے ہیں۔ عام چیزوں کے بارے میں تو حکم ہے کہ بیٹھ کر کھاؤ کھڑے ہو کر شیطان کھاتا ہے، کھڑے ہو کر کھانے سے منع کیا گیا، لیکن کھجور کے بارے میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کسی انصاری کے باغیچے میں داخل ہوئے اور کھجور نوش فرما رہے تھے اور آپ ﷺ چل بھی رہے تھے اور میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا۔ (طبرانی، سیرت الشامی صفحہ 265)

معلوم ہوا کہ کوئی ایسی چیز ہو مختصر سی جیسے کھجور یا کچھ اور تو انسان اسکو چلتے پھرتے ہوئے کھا سکتا ہے۔ اچھا کھجور کھانے کا ایک طریقہ اور بھی ہے۔ دیکھیں نبی ﷺ کی ہر سنت کے اندر کوئی نہ کوئی حکمت ہے اور اسکے کوئی نہ کوئی فائدے ہیں اور سب سے بڑھ کر اللہ کی محبت انسان کو ملتی ہے۔ ذرا توجہ سے سنیں!

کھجور کی گھٹلی سے متعلق آپ ﷺ کا طریقہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کی خدمت میں ایک طبق کھجوروں کا پیش کیا گیا، آپ ﷺ گھٹنے کے بل بیٹھے۔ ذرا غور کیجیے گا کہ آپ ﷺ کی خدمت میں



نبی کریم ﷺ کے پسندیدہ پھل اور میوے

کھجوروں کا ایک ٹوکرا سا پیش کیا گیا، اور آپ ﷺ گھٹنوں کے بل بیٹھے اور ایک ایک مٹھی لینے لگے اور اپنی بیویوں کے گھر میں بھیجنے لگے اور پھر آپ ﷺ نے اس طرح سے کھجوریں کھائیں جس سے معلوم ہو رہا تھا کہ آپ ﷺ کو بہت زیادہ بھوک لگی ہوئی تھی، اور گٹھلی کو نبی ﷺ بائیں ہاتھ سے پھینک رہے تھے، دائیں ہاتھ سے کھجور کھانا سنت اور گٹھلی کو بائیں ہاتھ سے نکالنا سنت ہے، تو جب ہم کھجور کھائیں گٹھلی نکالنے کا موقع آئے تو سیدھے ہاتھ سے نہ نکالیں اٹے ہاتھ سے نکالیں یہ نبی ﷺ کی سنت ہے۔

صفائی پسندی:

اور اس کے اندر علماء نے لکھا کہ گٹھلی اٹے ہاتھ سے نکالنا صفائی اور نظافت ہے یعنی دائیں ہاتھ سے ہی انسان کھائے اور بائیں ہاتھ سے گٹھلی نکالے۔ نبی ﷺ کی طبیعت بہت ہی زیادہ خوبصورت اور صفائی پسند تھی اب Hygienically بھی اسکو دیکھیں تو یہ سب سے بہترین بات ہے۔

میزبان کے لیے دعا:

عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہمارے ابو کے گھر تشریف لائے، ہم لوگوں نے کھانا اور کھجور کا ملیدہ پیش کیا، آپ ﷺ نے کھانا کھایا۔ پھر کھجور پیش کی گئی آپ ﷺ کھجور کھا رہے تھے اور اس کی گٹھلی کو دو انگلیوں شہادت کی انگلی اور اسکے ساتھ والی لمبی انگلی سے نکال رہے تھے۔ پھر پانی لایا گیا تو آپ ﷺ نے پانی نوش فرما کر دائیں جانب والے کو دے دیا۔ کھانے وغیرہ سے میرے والد فارغ ہو کر نبی ﷺ کو چھوڑنے کے لیے See off کرنے کے لیے سواری تک آئے اور انہوں نے آپ ﷺ کی سواری کی لگام



پکڑی اور دعا کی درخواست کی کہ اے اللہ کے نبی ﷺ! میرے لیے دعا کر دیجئے۔ تو آپ ﷺ نے دعا دیتے ہوئے فرمایا:

اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْمَا رَزَقْتَهُمْ فَاغْفِرْ لَهُمْ فَارْحَمْهُمْ (مسلم جلد 2 صفحہ 180)

اہم نکات:

اس واقعہ کے اندر کئی باتیں سمجھنے کی ہیں کہ نبی ﷺ کسی کی دعوت پر گئے، ان لوگوں نے کھانا پیش کیا، آپ ﷺ نے کھانا کھایا، وہ کھجور لے کر آئے تو نبی ﷺ دائیں ہاتھ سے کھجور کھاتے رہے اور اٹے ہاتھ کی دو انگلیوں شہادت والی اور اس کے برابر والی جو بڑی لمبی انگلی ہوتی ہے ان دونوں کی مدد سے نبی ﷺ اپنے منہ مبارک سے گھٹلیاں نکال رہے تھے۔ اور جب کھانا کھا چکے تو میزبان نے درخواست کی کہ اے اللہ کے نبی ﷺ! دعا کر دیجئے۔ تو نبی ﷺ نے ان کے لیے دین اور دنیا کے لیے برکت کی دعا کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی انسان کسی کی دعوت کرے تو مہمان سے دعا کروانا بھی سنت ہے۔ اور مہمان کو بھی چاہیے کہ جب کہیں جائے تو وہ میزبان کو وسعت رزق کی اور مغفرت کی دعا دے۔ یہی صحابی عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے یہاں نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور میری والدہ نے چادر بچھائی اور آپ ﷺ اس چادر پر تشریف فرما ہوئے پھر کھجور پیش کی گئی آپ ﷺ نے اسکو کھایا اور اس طرح کھا رہے تھے کہ دائیں ہاتھ سے کھاتے اور گھٹلی کو اٹے ہاتھ کی شہادت اور بیچ والی انگلی سے نکال رہے تھے۔ (سیرت جلد 2 صفحہ 318)

ایک صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور آپ ﷺ کھجور



کے درخت کا گوند کھا رہے تھے۔ (بخاری جلد 2 صفحہ 819، سیرت جلد 7 صفحہ 322)

پیلو کا درخت:

اسی طرح حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم کسی جگہ پر تھے اور پیلو (ایک درخت) کو توڑ کر کھا رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کالی کالی توڑنا، تو ہم نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے بکریاں چرائی ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں، کوئی نبی ایسا نہیں جنہوں نے بکریاں نہ چرائی ہوں یعنی تمام انبیاء علیہم السلام نے بکریاں چرائی ہیں اور میں نے بھی بکریاں چرائی ہیں۔ نبی ﷺ کے بارے میں آیا ہے کہ آپ نے پیلو نوش فرمایا، پیلو کے درخت کی ایک چیز ہوتی ہے اسکو نبی ﷺ نے کھایا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے لکھا کہ ابتدائے اسلام میں جب تنگی تھی اور وسعت نہیں تھی اس وقت نبی ﷺ نے اسکو استعمال فرمایا، لیکن جب اللہ رب العزت نے وسعت عطا فرمادی پھر آپ ﷺ نے اس چیز کو نہیں کھایا۔

زیتون:

اسی طرح اگلی چیز ہے زیتون۔ یہ بھی بہت بڑی نعمت ہے، اور قرآن مجید کے اندر اللہ رب العزت نے اس کی قسم کھائی:

وَالزَّيْتُونِ وَالرَّيْثُونِ (التین: 1)

”قسم ہے زیتون کی“۔

زیتون کے متعلق آپ ﷺ کے ارشادات:

زیتون کے بارے میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ زیتون



کاتیل کھاؤ اور اس کاتیل لگاؤ یہ مبارک درخت ہے۔ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زیتون کھاؤ بھی اور لگاؤ بھی یہ برکت والا ہے۔

(ابن ماجہ جلد 2 صفحہ 242)

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اے علی! زیتون کھاؤ اور اس کاتیل لگاؤ جو اس کاتیل لگائے گا شیطان اس کے پاس چالیس رات تک نہیں آئے گا۔ (مطالب عالیہ جلد 3 صفحہ 322)

اور حضرت عمران رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ زیتون کا سالن استعمال کرو، اس کاتیل لگاؤ یہ مبارک درخت سے نکلا ہے۔

(آداب، تہذیبی صفحہ 314)

زیتون کے فوائد:

ایک روایت کے اندر یہ بھی ہے کہ زیتون میں 70 بیماریوں سے شفا ہے۔

(جمع صفحہ 205)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ زیتون کو روٹی کے ساتھ کھانے کی بہت تاکید آئی ہے۔ اور اس کے مبارک ہونے کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے۔ اور یہ مبارک اس وجہ سے ہے کہ اس کے فائدے بہت زیادہ ہیں، یا اس وجہ سے کہ اس کی پیدائش مقدس سرزمین یعنی ملک شام میں ہوئی جو ایسا علاقہ ہے جس میں 70 انبیاء صلی اللہ علیہم وسلم آئے۔ زیتون کے فائدوں کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ زیتون کے درخت کی ہر چیز میں فائدہ ہی فائدہ ہے۔ اس کا جو تیل ہے Olive Oil جلانے کے بھی کام آتا ہے، کھانے کے بھی کام آتا ہے، لگانے کے بھی کام آتا ہے۔ اور اس کا درخت



دباغت (کھالوں کو پاک کرنے) کے کام آتا ہے، ایندھن کے طور پر جلانے کا کام بھی لیا جا سکتا ہے۔ بعض درخت ایسے ہوتے ہیں کہ جن کو جلایا نہیں جا سکتا تو زیتون کا درخت اس کام بھی آسکتا ہے۔ اور جب اس کی راکھ بن جاتی ہے تو وہ بھی ریشم کے دھونے کے لیے خاص طور سے مفید ہے۔ کہتے ہیں کہ اس درخت کی عمر بہت زیادہ ہوتی ہے، 40 سال کی عمر میں تو یہ پھل دینا شروع کرتا ہے اور اکثر اس کی عمر ایک ہزار سال تک ہوتی ہے۔ تو زیتون کو کھانا بہت طرح سے فائدہ مند ہے۔ (خصائل صفحہ 133)

کولیسترول میں کمی:

آج میڈیکل سائنس نے اس کو ثابت کیا کہ زیتون کھانے سے کولیسترول کم ہو جاتا ہے۔ جب انسان زیتون استعمال کرتا ہے کھاتا ہے یا پیتا ہے، کھانا ہی بلکہ زیتون میں پکاتا ہے تو انسان کا کولیسترول کم ہو جاتا ہے اور یہ بہت سے لوگوں پر تجربہ کیا گیا۔ وہ لوگ جن کا کولیسترول 300 تھا، انہوں نے چالیس دن فقط زیتون کھایا یا پیا، حتیٰ کہ پراٹھے بھی زیتون میں کھائے، تو اللہ رب العزت کی طرف سے یہ معاملہ ہوا کہ ان کا کولیسترول لیول 200 سے بھی کم ہو گیا۔ تو زیتون کو استعمال کرنا سنت ہے۔ میرا اپنا بھی ایک چھوٹا سا تجربہ ہوا ہے کچھ دن پہلے مجھے ڈاکٹر نے منع کر دیا کہ جی آپ بیان کرنا بند کر دیں اور دو تین مہینے Voice Rest کریں۔ اللہ کی شان کچھ دن تو antibiotic کھانا پڑی اس کے بعد زیتون کا تیل نیم گرم کر کے آئے دن کھالیتا ہوں، کبھی روز کھالیتا ہوں تو یہ گلا پھر دوبارہ خراب نہیں ہوتا، اور اندر کی Lubrication ہوتی رہتی ہے۔ تو بہر حال زیتون کے منافع بہت زیادہ ہیں۔ تو زیتون لگانا بھی اور کھانا بھی دونوں طرح استعمال کرنا چاہیے۔



انجیر:

اسی طرح انجیر نبی ﷺ کو پسند تھی۔ ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کو انجیر ایک طبق میں ہدیہ پیش کیے گئے، اور آپ ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ کھاؤ اگر میں کہتا کہ جنت میں سے کوئی میوہ اتارا گیا ہے تو انجیر کے متعلق کہتا۔ اور یہ فرمایا کہ یہ بوا سیر کے لیے نافع ہے۔ قبض اور پائلز کی بوا سیر کے لیے بہت مفید ہے۔
(ابن سنی، البوعیم، سیرت جلد 7 صفحہ 319)

ذاتی تجربہ:

میرا اپنا انجیر کا بھی تجربہ رہا کہ مجھے ذاتی طور پر قبض آٹھ، دس دن تک رہتی تھی۔ سات دن، چھ دن تو معمولی بات تھی۔ بہت علاج کرائے ایلو پیٹھک، ہومیو پیتھک بھی اور حکمت کے بھی اور جو گھر یلو ٹونکے ہوتے ہیں سارے کیے چند دنوں کے لیے وقتی طور پر فائدہ ہوتا لیکن اس کے بعد معاملہ پھر گھوم پھر کے ادھر ہی آجاتا، حتیٰ کہ اس قبض کے لیے میں نے ایک ماسنر سا آپریشن کروایا اور اللہ کی شان وہ ری ایکشن کر گیا، اور میرا پروسیٹریٹ بڑھ گیا۔ اب ڈاکٹر کے پاس دکھانے گیا، الٹراساؤنڈ ہوا تو انہوں نے کہا کہ اس عمر میں پروسیٹریٹ انسان کا بڑھ ہی نہیں سکتا یہ تمہاری رپورٹ ہی نہیں ہے۔ میں نے کہا: جناب! یہ میری رپورٹ ہے۔ اور بعض اوقات تو ساری ساری رات مجھے واش روم میں بیٹھنا پڑتا تھا۔ ایک دفعہ ایسا ہوا کہ ساڑھے چار پانچ گھنٹے واش روم میں بیٹھا رہا اور اس دوران مستقل پیشاب ہی آتا رہا۔ بہر حال بہت علاج کرائے اور تقریباً تین مہینے گھر پر رہا پھر جا کے کہیں طبیعت بہتر ہوئی، اور الحمد للہ! ٹھیک ہوا۔ لیکن



قبض کا مسئلہ پھر وہی، سب کچھ کرانے کے بعد پھر نقصان کا نقصان۔ کوئی فائدہ نہیں ہوتا تھا، جو فائدہ ہوتا تو وقتی، کبھی کوئی دوائی کبھی کوئی دوائی۔

اس کے بعد اللہ کی شان یہی حدیث پڑھ لی، میں اپنی صورت حال بھی بتا دوں کہ جب میں واش روم میں جاتا، فلیش میں بیٹھتا اس میں اتنا خون نکلتا تھا کہ پورا فلیش اپنی آنکھوں سے کئی مرتبہ لال دیکھا، خون سے بھرا ہوا۔ خون بہت زیادہ نہیں ہوتا تھا لیکن وہ پھیل کے ایسا لگتا تھا کہ جیسے ہر طرف خون ہی خون ہے۔ بہر حال میں نے اپنی آنکھوں سے اتنا خون دیکھا، اور بڑا پریشان بھی تھا کہ یا اللہ کیا کروں؟ جس دن یہ حدیث مبارکہ پڑھی کہ انجیر بوا سیر کے لیے، قبض کے لیے، پائلز کے لیے بہت نافع ہے، ساری چیزیں چھوڑ کر فقط انجیر کھائی۔ اللہ کو حاضر ناظر جان کے کہتا ہوں کہ اس کے بعد میں نے قبض کے لیے قطعاً کوئی دوائی نہیں کھائی۔

اس کے ایک ڈیڑھ سال بعد ایسا ہوا کہ ایک رمضان گذرا اس رمضان میں مجھے دوبارہ خون آنا شروع ہو گیا۔ میں بڑا پریشان کہ یا اللہ! یہ کیا ماجرا ہوا، پھر کیوں پریشانی ہو گئی؟ سوچنے سے یاد آیا کہ ہاں بھئی! مہینہ ڈیڑھ مہینہ ہو گیا کہ انجیر نہیں کھائی، تو دوبارہ انجیر کھانی شروع کر دی، الحمد للہ! آٹھ نو دن انجیر کھائی تو دوبارہ وہ خون آنا بند ہو گیا۔ چند دن تو آیا دو تین دن چار دن لیکن آٹھ نو دن کھانے سے دوبارہ طبیعت ٹھیک ہو گئی۔ اور اس کے بعد الحمد للہ! مستقل انجیر کھانے کی عادت ہے، اور اب مجھے یہ مسئلہ نہیں ہے۔ تو انجیر کے بارے میں نبی ﷺ نے بتایا کہ کھاؤ اگر میں کہتا کہ جنت سے کوئی میوہ اتارا گیا ہے تو انجیر کے متعلق کہتا۔



انگور:

اسی طرح انگور کے بارے میں نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں طائف کے انگور ہدیتا پیش کیے گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا اور کہا کہ یہ خوشہ لے جاؤ اور اپنی والدہ کو دے دو۔ فرماتے ہیں کہ میں چھوٹا تھا میں نے پورا خود ہی کھا لیا۔ چند دنوں کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا کہ بھئی! وہ انگور کا کیا کیا؟ کیا اپنی امی کو دے دیئے تھے؟ میں نے کہا نہیں۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: غدر یعنی دھوکا دینے والا۔ مذاق سے فرمایا کہ دیکھو تم نے کیا کیا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ خوشے سے انگور کھا رہے تھے۔ (سیرت صفحہ 319)

اور ایک حدیث میں آتا ہے کہ میوے میں انگور اور خر بوزہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت مرغوب تھے۔ (ابن سنی، سیرت جلد 7 صفحہ 319)

ایک حدیث میں آتا ہے کہ انگور بہترین پھل ہے۔ اور ایک ضعیف حدیث میں آتا ہے کہ انگور روٹی سے کھانا آپ سے منقول ہے۔ (مواہب جلد 4 صفحہ 337)

کشمش:

علاوہ ازیں کشمش کھانا بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ حضرت انس بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں آئے اور انہوں نے کشمش پیش کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کشمش کو نوش فرمایا اور فارغ ہونے کے بعد ان کو دعا دی:

أَكَلْ طَعَامَكُمْ الْإِبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَيْكُمْ الْمَلَائِكَةُ وَأَفْطَرَ عِنْدَكُمْ الصَّائِمُونَ

(مسند احمد سیرت الشامی صفحہ 320)



انار:

اسی طرح انار کے متعلق مسند ابن حبان میں یہ روایت ہے کہ عرفہ کے دن آپ ﷺ کی خدمت میں انار بھیجا گیا اور آپ نے حج کے موقع پر انار کھایا۔

(سیرت، مواہب لدنیہ صفحہ 340)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایک قول ہے کہ انار کھایا کرو اس میں معدے کی صفائی ہے۔

(مجمع 48/5)

اسی طرح کچھ چٹ پیٹی بات بھی ہو جائے یہ تو میووں کی باتیں تھیں۔

ہمارے یہاں ایک چیز ہوتی ہے اس کو بھی نبی ﷺ نے پسند فرمایا۔

سونٹھ:

یہ ہندوستان، پاکستان کی ایک چیز ہے۔ ایک صحابی فرماتے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت

اقدس میں ہندوستان کے ایک راجہ نے ایک گھڑا بھیجا جس کے اندر سونٹھ تھی، آپ ﷺ نے

اس میں سے ہر ایک کو کھلایا اور ہمیں بھی کھلایا۔ (ترمذی، حاکم جلد 4 صفحہ 135)

اس حدیث میں یہ ذکر تو نہیں ہے کہ آپ ﷺ نے خود کھایا لیکن غالب گمان یہ ہے

کہ جب بادشاہ نے ہدیہ بھیجا تو آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو کھلایا تھا جیسا کہ حدیث میں

ذکر ہے تو امید یہ ہے کہ آپ ﷺ نے قبول فرمایا تو کھایا بھی ہوگا۔

شہتوت:

اسی طرح شہتوت کے بارے میں ایک صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو

شہتوت کھاتے ہوئے دیکھا کہ ایک پیالا تھا اس میں شہتوت رکھے ہوئے تھے



آپ ﷺ نوش فرما رہے تھے۔ (سیرت صفحہ 321، مواہب جلد 4 صفحہ 340)

ایک بڑی حکمت کی بات:

پھلوں سے متعلق حکمت کی بڑی بات ہمیں نبی ﷺ کی زندگی میں ملتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ آپ ﷺ اپنے علاقے کے پھلوں کو کھاتے تھے جب ان کا موسم ہوتا تھا۔ یہ اللہ کی شان ہے اور اللہ کی رحمت ہے اپنے بندوں پر کہ اللہ تعالیٰ نے پھلوں میں ہر جگہ کے بندوں کے مزاج کی رعایت رکھی ہے، جیسا عربوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے کھجور پیدا کی تو وہاں والوں کے لیے کھجور زیادہ نافع ہے۔ اب ہمارے لیے جیسے گرمی کا موسم ہے تو آم کھانا چاہیے۔ جو بھی سیزن کا پھل آئے اسکو کھانا چاہیے کہ اس علاقے والوں کے لیے اس کے اندر خیر ہوتی ہے۔ اور اللہ رب العزت نے اس کی تقسیم ہی ایسے کی ہے کہ جس پھل کو جس علاقے میں اگایا جاتا ہے وہ ان علاقے والوں کے لیے بہت خیر کا ذریعہ ہوتا ہے۔ اسی طرح سبزی کے اندر بھی یہی اصول اپنایا جائے گا کہ جن دنوں کے اندر جو سبزی آرہی ہو اسے کھانا سنت ہے تو سیزن کا فروٹ کھانا، اپنے علاقے کا پھل کھانا بھی سنت ہے اور صحت کے اعتبار سے بھی بہترین ہے۔

(مواہب جلد 4 صفحہ 340)

موسم کا پہلا پھل اور آپ ﷺ کا عمل:

پھلوں کے بارے میں نبی ﷺ کی ایک مبارک عادت یہ تھی کہ جب آپ ﷺ کے پاس موسم کا پہلا پھل آتا تو آپ ﷺ اسے بوسہ دے دیتے، کبھی کبار آنکھوں سے بھی لگادیتے اور پھر یہ دعائیں لگتے:



نبی کریم ﷺ کے پسندیدہ پھل اور میوے

اللَّهُمَّ كَمَا أَطْعَمْتَنَا أَوْلَهُ قَا طَعِمْنَا آخِرَهُ (المعجم الكبير للطبرانی)

”اے اللہ! جس طرح آپ نے اس کا شروع کا حصہ ہمیں کھلا دیا اللہ! آخری حصہ بھی کھلا دیں۔“

یعنی تمام سیزن کے لیے دعا کر دی، شروع سے لیکر آخر تک کی۔ پھر وہ پھل کسی چھوٹے بچے کو دے دیتے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حاضرین میں سے جو کوئی چھوٹا بچہ ہوتا تو اسے آپ ﷺ دے دیتے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے پاس جب موسم کا پہلا پھل آتا تو آپ یہ دعا پڑھتے:

اللَّهُمَّ كَمَا أَرْزَيْتَنَا أَوْلَنَا آخِرَهُ (مسلم جلد 2 صفحہ 248)

”اے اللہ! جیسا کہ آپ نے اس کا اول حصہ ہمیں دکھلایا اے اللہ! آخر بھی دکھا دیجیے۔“
ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ نبی ﷺ دعا کرنے کے بعد جو پہلا پھل ہوتا وہ کسی چھوٹے بچے کو دے دیتے۔ (ابن ماجہ جلد 2 صفحہ 245)

علماء نے لکھا کہ موسم کا پہلا پھل دیکھنے پر یہ دعا کرنا سنت ہے اور یہ قبولیت دعا کا وقت ہے۔ ذرا غور کیجئے گا جب بھی کسی موسم کی سبزی یا پھل پہلی دفعہ گھر آئے انسان اس کو دیکھے تو اس وقت دو چیزیں سنت ہیں! ایک دعا کرنا، اور ایک چھوٹے بچے کو دے دینا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حضور پاک ﷺ کی ایک ایک سنت کو شوق اور محبت سے اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

محبت کی ایک تعریف:

علامہ شبلی رحمہ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ محبت کسے کہتے ہیں؟ کہتے ہیں کہ محبت اس چیز کو اختیار کرنا ہے جس کو دوست محبوب رکھتا ہے اگرچہ تمہیں ناپسند ہو، اور محبت اس چیز کو مکروہ سمجھنا



ہے جسے محبوب مکروہ سمجھے اگرچہ تمہیں پسند ہو۔ یعنی آج ہم ایسے ارادہ کریں کہ جو نبی ﷺ کی پسند وہ ہماری پسند اور جو چیز نبی ﷺ کو ناپسند وہ بھی ہمیں ناپسند، یہ محبت کا ایک درجہ ہے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے یہ نعمت ہمیں عطا فرمائے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ





کھانے پینے میں میانہ روی کا بیان

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَلَّمَ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اضْطَفَى. اَمَّا بَعْدُ:
فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

﴿مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ﴾ (سورة النساء: 80)

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلٰی الْمُرْسَلِیْنَ ۝

وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَتَبَارِكْ وَسَلِّمْ
اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَتَبَارِكْ وَسَلِّمْ
اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَتَبَارِكْ وَسَلِّمْ

سنت کو زندہ کرنے کا بڑا ثواب:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے میرے بعد کسی ایک سنت کو میری ان سنتوں میں سے زندہ کیا جو مٹ چکی تھیں، جن کو امت بھول چکی تھی، جن پر عمل نہیں ہو رہا



تھا، اگر کوئی ایسی ایک سنت کو زندہ کرے گا پس اس زندہ کرنے والے کو ان تمام لوگوں کا ثواب ملے گا جو اس کے زندہ کرنے کے بعد عمل میں لائیں گے۔ مثلاً باپ نے گھر میں سے ایک سنت کو زندہ کیا گھر والے وہ پوری نہیں کر رہے تھے تو باپ سے لے کر ماں تک نے بھی عمل کیا، بچوں نے کیا، محلے والوں نے بھی کیا، اوروں نے بھی کیا، جتنے بھی لوگ اس سنت کی اتباع کریں گے، ان تمام لوگوں کا ثواب اور خود اپنے عمل کا ثواب یہ اس زندہ کرنے والے کو ملے گا اور باقی جو عمل کرنے والے حضرات ہیں ان میں سے کسی کے ثواب میں کمی نہیں کی جائے گی۔

اب سنت کو گھر میں زندہ کرنا ہو، محلے میں زندہ کرنا ہو، ملک میں زندہ کرنا ہو تو ہر طرح سے سنت زندہ کرنے کا ثواب ملے گا۔ اس وقت نبی ﷺ کی اکثر و بیشتر سنتیں مٹ چکی ہیں، اب اگر ہم تلاش کر کر کے ایک ایک سنت کو اپنی زندگی میں لائیں گے تو اس عظیم ثواب کے حامل ہو جائیں گے۔

اتباع سنت دخول جنت:

امی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص سنتوں کو مضبوطی سے تھامے رہے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ مضبوطی سے پکڑنے کا مطلب کیا ہے؟ یہ کہ شوق اہتمام اور پابندی کے ساتھ سنت پر عمل کرے، جستجو اور تلاش کر کے سنت کو معلوم کرے اور عمل کرے اس صورت میں یہ انسان مضبوطی سے سنت کو پکڑنے والا ہوگا۔

آج کل کا ایک بہت ہی برا جملہ:

ایک ہوتا ہے کہ غفلت کرنا، خیال ہی نہ کرنا بلکہ ایک بہت نامناسب اور بہت ہی برا جملہ لوگ بول دیتے ہیں کہ سنت ہی تو ہے، یہ کونسا کوئی فرض ہو گیا ہے۔ یہ بہت خراب جملہ



کھانے پینے میں میانہ روی کا بیان

ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس لیے عمل کرتے تھے کہ یہ سنت ہے، نبی ﷺ کا عمل ہے۔ اور ہم اس لیے اسے چھوڑ دیتے ہیں کہ سنت ہی تو ہے یہ کونسا فرض ہو گیا ہے۔ ابھی الحمد للہ! اس گلہ سنئے سنت کے بیانات چل رہے ہیں، لہذا ان کو اپنے اندر لانے کی پوری کوشش کی جائے۔ اللہ پاک اس میں برکتیں عطا فرمائے آمین۔

ایک غلط سوچ اور اس کا جواب:

ایک دن کسی جگہ پر بیان ہوا تو کسی نے ہماری جامعہ کی اسٹوڈنٹ سے اعتراض کیا کہ یہ کیا حضرت ہر وقت سنت سنت کی بات کرتے رہتے ہیں، ہم سے تو فرض پورے نہیں ہوتے تو سنتیں کہاں سے پوری کریں۔ تو جب انہوں نے مجھے بتایا تو میں نے ان سے کہا کہ جس نے آپ سے اعتراض کیا ہے اس کے پاؤں پکڑ لیں، اس کی منتیں کریں کہ بھئی اللہ کی بندی! قیامت کے دن اللہ کو یہی کہہ دینا کہ ابراہیم کی زبان پر تو بس ایک رٹ لگی ہوئی تھی، سنت، سنت، سنت، بس یہی کہہ دینا میرا کام ان شاء اللہ اسی سے ہو جائے گا۔ یہ ایک بات تو کہہ دی۔ اب جامعہ کی طالبہ کو بھی تو مطمئن کرنا تھا، بات کو سمجھانا تھا کیونکہ وہ علم کی تلاش میں ہے۔ تو اس کو یہ کہا کہ دیکھو! اگر کوئی انسان اپنی کسی بھی کمزوری کی وجہ سے غفلت کی وجہ سے، کوتاہیوں کی وجہ سے، فرائض پورے نہیں پڑھ رہا، نمازیں ادا نہیں کر رہا پھر بھی اگر کسی سنت کو اپنالے تو اس میں نقصان کیا ہے؟ اس میں نقصان تو کوئی نہیں ہے فائدہ ہی فائدہ ہے۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ ان سنتوں کی برکت سے اس کی زندگی میں فرائض زندہ ہو جائیں؟ ہم Negative کیوں سوچیں؟ ہم تو اچھا ہی سوچیں گے۔ نبی ﷺ کی سنتوں پر عمل کریں گے۔

اس نے کہا کہ لوگ تو سنت کے بارے میں یہ یہ بھی کہتے ہیں، بہت باتیں سنیں۔ پھر میں نے کہا: لوگوں کی بات دیکھیں یا اللہ اور اس کے نبی ﷺ کی بات دیکھیں، اللہ کہتے



ہیں کہ سنت پر عمل کرو میں تمہیں اپنا محبوب بنا لوں گا۔ نبی ﷺ کہتے ہیں کہ جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ جس نے میری سنتوں پر عمل کیا جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ اب ہم لوگوں کی باتوں پر آئیں یا اللہ اور اس کے نبی کی باتوں پر آئیں۔ یہ سوچنے والی بات ہے کہ نہیں؟ بہر حال وہ بیچی الحمد للہ! قائل اور مطمئن ہوگئی۔

عیش پرستی سے بچنا:

بات چل رہی ہے میانہ روی کی تو اس میں ایک تو یہ بات یاد رکھیں کہ عمدہ، لذیذ مرغن غذاؤں کے اہتمام کی مذمت کی گئی ہے، اور یہ کسی طرح سے بھی ٹھیک نہیں۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یمن کی جانب روانہ کیا تو فرمایا: خبردار! عیش اور نعمت پسندی سے بچنا، اللہ کے بندے عیش پرست نہیں ہوتے۔ (ترغیب جلد 3 صفحہ 142)

امت کے بدترین لوگ:

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عنقریب ہماری امت میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو رنگ برنگے کھانے کھائیں گے، مختلف قسم کے مشروبات پیئیں گے، رنگ برنگ کپڑے پہنیں گے اور خوب باتیں کیا کریں گے۔ یہ میری امت کے بدترین لوگ ہوں گے۔ (ترغیب جلد 3 صفحہ 43)

اس سے کیا مراد ہے؟ اس کو ذرا سمجھنے کی ضرورت ہے۔ ہر وقت کھانے کی فکر آج یہ کھانا ہے، شام کو وہ کھانا ہے، کل وہ کھانا ہے اور گھنٹوں اس کی فکر اور اس کا ذکر۔ اسی طرح مشروبات کو لے لیجیے، تو آج ماشاء اللہ درجنوں قسم کے مشروبات موجود ہیں۔ آج یہ پینا ہے، آج وہ پینا ہے، ہر ایک بہتر سے بہتر کی فکر میں ہے۔ اور اسی طرح اس کو کپڑے کی فکر



کھانے پینے میں میانہ روی کا بیان

ہے، آج اس فیشن کا پہننا ہے، آج اس طرح کا پہننا ہے، آج کیسا لگنا ہے، آج ویسا لگنا ہے، بس اپنے کپڑوں کی فکر میں لگے ہوئے۔ غرض یہ کہ پوری زندگی کھانے پینے اور لباس کے اندر گزر رہی ہے، اس کی فکر میں ہمارا بہت زیادہ وقت ضائع ہو رہا ہے۔

حضرت جی کا ملفوظ:

جو صورت اوپر بیان کی گئی ہے اگر ایسا ہی معاملہ ہے تب تو یہ بدترین لوگ ہیں۔ ہاں ایسی صورت نہیں ہے بلکہ کسی وقت بہت اچھا کھالیا، کسی وقت سادہ کھالیا اور اتنی فکر نہیں کہ وہ ہر وقت انہی کے اندر لگن رہے اور زندگی کا کوئی مقصد ہی نہ ہو، کوئی (Objective) نہ ہو، بس کھانا پینا سونا اور جماع کرنا۔ اگر یہی مقصد حیات ہو تو پھر اس میں اور جانوروں میں کیا فرق رہا؟ اچھا کھانا منع نہیں ہے۔ ہمارے حضرت جی دامت برکاتہم فرماتے ہیں: اچھا کھاؤ اور اچھے کام کرو، پھر تو ٹھیک ہے کہ انسان اچھا کھانا کھائے لیکن ساتھ دین کے خوب اچھے اچھے کام بھی کرے پھر تو بات بنتی ہے۔

آپ ﷺ کی ہمارے بارے میں فکر:

ایک حدیث کے اندر آتا ہے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں تم پر پیٹ اور شرمگاہ کی بے جا شہوتوں کا اور نفس کی گمراہی کا خوف کرتا ہوں۔ یعنی کھانے پینے کے ذہن اور خواہشاتِ نفس میں مبتلا رہنے کا خوف ہے کہ کہیں تم قیامت کے دن کو بھول نہ جاؤ، آخرت کو یکسر فراموش نہ کر دو۔ (ترغیب جلد 3 صفحہ 141)

مقصدِ حیات کو یاد رکھنا:

آج نوجوان کھانا پینا کہاں کر رہا ہے؟ آج اس کا رزپہ کھانا ہے، کل اس کا رزپہ چانا ہے۔ اور اس کے بعد حرام ملاقاتیں کرنی ہیں، پھر گھنٹوں بیٹھ کے باتیں ہوتی ہیں، موبائل پر،



Facebook پر، مختلف Social Media پر۔ تو ہوتا کیا ہے کہ جب انسان ان دونوں، تینوں چیزوں میں لگ جاتا ہے تو پھر ہمیں اس حدیث کو یاد رکھنا ہے کہ تم قیامت کے دن کو بھول جاؤ گے۔ تو یہ لوگ واقعی قیامت کو بھولے ہوئے ہیں، لیکن اگر کسی کو قیامت یاد ہے، اللہ کا خوف اس کے پاس ہے اور پھر اگر اچھے کھانے بھی کھاتا ہے تو گنجائش ہے کیوں کہ مقصد حیات کو نہیں بھولا ہوا۔ کھانا، پینا، پہننا یہ مقصد حیات نہیں۔

سادگی ایمان کی نشانی ہے:

حدیث میں آتا ہے کہ ایمان کی ایک علامت یہ ہے کہ انسان لباس کو سادہ رکھے۔ جتنے فیشن کے لباس، نئے سے نئے لباس ہوں گے اس بات کی دلیل ہے کہ اس کے ایمان کے اندر وہ عظمت اور کیفیت نہیں ہے۔ لباس کی سادگی ایمان کی علامات میں سے ہے۔

نفس کو لذتوں سے روکنا:

اسی طرح اس کے اندر ایک بات اور بھی سمجھنے والی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ یہ چیز اسراف ہے، فضول خرچی ہے کہ ہر ہر کھانا تمہاری مرضی کا ہو کہ تم ہر وقت اپنی مرضی کا من پسند کھانا کھاؤ، اس کے علاوہ تم کھانا ہی نہ کھاؤ۔ (ترغیب جلد 3 صفحہ 141)

اس چیز کو منع کیا گیا ہے۔ اچھے کھانے ضرور کھاؤ لیکن کبھی کبھی سادہ بھی کھاؤ، اعتدال رکھو۔ بعض امیر اور رئیس لوگوں کے یہاں کیا ہوتا ہے کہ درجنوں قسم کی ڈشیں رکھتے ہیں اور ہر وقت اپنی مرضی کا کھانا چلتا ہے اس کے علاوہ کام ہی کوئی نہیں اور اسی چیز سے منع کیا گیا۔ کبھی کبھی نبی ﷺ کی بھوک کو بھی یاد کر لیا کریں۔ اور دنیا میں کچھ لوگ ایسے ہیں بھی ہیں جن کے پاس کھانے کو نہیں ان کا بھی خیال کریں۔ وہاں بھی پہنچائیں، اپنی فکر کے ساتھ ساتھ ان کی بھی فکر کریں۔ اور اس بات کی تمنا رکھنا کہ ہر وقت میری ہی بات



کھانے پینے میں میانہ روی کا بیان

پوری ہو میری ہی مرضی چلے یہ بالکل بھی ٹھیک نہیں۔ کتنے ہی شوہر ایسے ہیں کہ بیویاں روتی ہیں کہ ہم نے اتنی محنت سے کھانا پکایا اور صاحب نے منہ بنا لیا۔ یہ بھی نہ سوچا کہ اگر بدترین لوگوں میں شامل ہو گئے تو کیا ہوگا۔ تو ہر وقت اپنی مرضی کا کھانا کہ یہ کیوں نہیں پکایا، وہ کیوں نہیں پکایا؟ تو اسلام نے ایسی تعلیم نہیں دی۔ اس میں احتیاط کی ضرورت ہے، اپنے آپ کو روکنے کی ضرورت ہے۔ ہمارے اکابرین ایسے بھی گزرے کہ کھانا اچھا پکتا تھا تو اس میں پانی ڈال دیتے تھے کہ نفس کو لذتیں کیا دینی ہیں۔ تو ہم پانی ڈالنے کو تو نہیں کہتے کہ آپ پانی ڈالیں لیکن اتنا ضرور کہتے ہیں کہ جو گھر میں پک جائے اس کو کھالیں، اعتراض نہ کریں۔ اور کبھی مرضی کا پکوالیں چلو ٹھیک ہے، لیکن کبھی جو حاضر ہو آپ کی پسند کا نہیں وہ بھی اختیار کریں۔ اور بہترین بات تو یہ ہے جس طرح سنتوں میں پیچھے ماشاء اللہ تفصیل سے بیان ہوا کہ آقا ﷺ کو کیا کیا پسند تھا، ہم انہیں چیزوں کو اپنی پسند بنا لیں تو ان شاء اللہ ہماری زندگی بھی سنت کے مطابق گزر جائے گی۔

قیامت کے دن کے بھوکے لوگ:

ایک صحابی فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کو ایک مرتبہ بہت شدید بھوک لگی اور کھانے کو کچھ بھی نہیں تھا۔ نبی ﷺ نے اپنے مبارک پیٹ پر پتھر باندھ لیا اور فرمایا: کتنے لوگ ایسے ہیں جو اس دنیا میں لذیذ کھانے اور ناز و نعمت میں لگے رہتے ہیں قیامت کے دن وہ بھوکے بھی ہوں گے اور قیامت کے دن ننگے بھی ہوں گے۔ اور آگے فرمایا کہ کتنے ایسے لوگ ہیں جو اپنے نفس کی خواہشات کو پورا کرنے والے ہوں گے۔ اور فرمایا کہ کتنے ایسے لوگ ہیں جو اپنے نفس کو ذلت کے لیے تیار کر رہے ہوں گے یعنی کہ دنیا میں اپنی خواہشاتِ نفس کا اکرام کرتے ہوں حقیقت میں وہ اپنے نفس کو ذلیل کر رہے ہوں گے۔ اور کتنے لوگ ایسے ہوں گے جو نفس کی تذلیل کرنے والے ہوں اور حقیقت میں وہ



اپنے نفس کو عزیزتیں دے رہے ہوں گے۔ (ترغیب جلد 3 صفحہ 140)

نفس کی ہر خواہش کو پورا کرنا جس کو آج کل کہتے ہیں Its my life جو میں مرضی کروں۔ تو دنیا کے اندر نفس کی خواہشات کو پورا کرنا قیامت کے دن نفس کو ذلیل کرنے کے برابر ہوگا۔ نفس کی ہر خواہش پوری نہیں کی جاسکتی۔ جس طرح چھوٹے بچے کی ہر خواہش پوری نہیں کی جاسکتی اسی طرح نفس کی بھی ہر خواہش پوری نہیں کی جاسکتی۔ اس کو شریعت کی لگام دینا بہت ضروری ہے۔

ڈکار آنے پر آپ ﷺ کی تشبیہ:

ایک صحابی ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے گوشت اور روٹی کا ٹرید کھایا۔ یہ ٹرید کھانا سنت ہے اور بہت آسان ہے۔ سالن میں بھی بنتا ہے گوشت کا سالن ہو یا فقط سبزی ہو، سبزی ہو تو گھیا افضل ہے، مسنون ہے۔ انسان کیا کرے کہ گھیا اور گوشت کا سالن بنالے یا خالی گوشت کا سالن بنالے یا خالی گھیا کا سالن بنالے۔ کیسا بھی سالن بنایا پھر اس سالن بنانے کے دوران روٹی کے ٹکڑے اندر ڈال دیں کہ وہ نرم ہو جائیں اس میں بھیگ جائیں، تو پھر ان کو کھالیں۔ یہ ٹرید ہے اور نبی ﷺ نے اس کو پسند فرمایا۔ یا پھر سالن پکانے کے بعد اس کے اندر روٹی کے ٹکڑے ڈال دیں جب اچھی طرح بھیگ جائیں، تر ہو جائیں اور اس کے بعد انسان ان کو کھالے یہ سنت ہے۔

اب ہم دنیا کی بڑی بڑی ڈشیں تیار کرتے ہیں، لوگوں کو دعوت پر بلاتے ہیں۔ Chines بھی تیار کرتے ہیں۔ Italian بھی تیار کرتے ہیں اور پتا نہیں کیا کیا محنتیں کرتے ہیں۔ تو کیا ہم نے مسلمان ہونے کے ناطے کبھی کسی دعوت میں اپنے مہمان کے آگے نبی کریم ﷺ کا پسندیدہ کھانا بھی رکھا؟ ہم اس کو خود بھی زندگی میں لائیں اور مہمان کے آگے بھی رکھیں اور اس کو ترغیب بھی دیں۔ اس میں شرمانے کی ضرورت نہیں،



ہمارے نبی کریم ﷺ کی پسند ہے تو ہماری پسند ہے۔

بہر حال صحابی فرماتے ہیں کہ میں نے گوشت کا شید کھایا اور آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو مجھے ڈکار آ گیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اس ڈکار سے بچو! جو آج دنیا میں جس قدر پیٹ بھر کر کھانا کھانے والا ہوگا کل قیامت میں اسی قدر بھوکا ہوگا۔ چنانچہ آپ ﷺ کے فرمان کے بعد حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا یہاں تک کہ دنیا سے چلے گئے۔ اور ایک روایت میں آتا ہے کہ وہ تیس سال اس کے بعد زندہ رہے اور کھانا پیٹ بھر کر نہیں کھایا۔ (ترغیب جلد 3 صفحہ 137)

ہمیں کیا کرنا چاہیے؟

یہ حدیث تو ان کے کمال محبت اور کمال اتباع کی دلیل تھی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم واقعتاً عاشق رسول تھے۔ ان کی ہمت کا مقابلہ تو ہم لوگ نہیں کر سکتے۔ ان کا تقویٰ تھا وہ تا حیات اس فضیلت پر قائم رہے۔ ویسے پیٹ بھر کے کھانا جائز ہے، آج اگر انسان پیٹ بھر کر کھانا نہ کھائے تو انسان کمزور ہو جائے گا، عبادات نہیں کر سکے گا، اپنی دینی ضروریات پوری نہیں کر سکے گا، دنیاوی کام کاج پورے نہیں کر سکے گا۔ آج کل اگر ہم لوگ بھوک رکھ کر کھانا کھائیں گے تو ہم کمزور ہو جائیں گے۔ ہماری صحت، ہماری Body یہ چیزیں ہمیں اس بات کی اجازت نہیں دیتیں۔ تو ہم کھانا تسلی سے پورا کھائیں لیکن اس کے بعد حق ادا کریں کھانے سے پہلے بھی اللہ کو یاد کریں کھانے کے بعد بھی اللہ کو یاد کریں۔ یہ بھی حدیث کا مفہوم ہے کہ کھانا کھا کر شکر ادا کرنے والا روزہ دار کی طرح اللہ کو پسند ہے۔ تو کھانا کھائیں اور اللہ کا خوب شکر بھی ادا کریں اور اچھے اچھے اعمال بھی کریں، کسی کو تکلیف نہ پہنچائیں، جہاں تک ممکن ہو سکتا ہے سنت کے مطابق زندگی گزاریں، تو ان شاء اللہ ہمارے لیے خیر ہوگی۔ باقی جہاں تک نبی ﷺ کی مبارک



عادت تھی تو انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے سادہ یعنی کم قیمت والا کھانا زندگی بھر کھایا اور کم قیمت والا کپڑا پہنا۔ تو بازار سے ہر چیز سب سے اچھی خرید کے لانا کبھی کبھی تو ٹھیک ہے لیکن عام مزاج کیا ہونا چاہیے کہ انسان میانہ روی کو اختیار کرے اور درمیانہ سا طرز زندگی رکھے۔ ٹھیک ہے کہ اللہ نے نعمتیں دی ہیں۔

اجازت خواہشات پر کنٹرول:

ایک مرتبہ میں نے اپنی امی کو کہا کہ مجھے فلاں گاڑی چاہیے، ابو سے بھی کہا، لیکن ابو نے بالکل منع کر دیا۔ اب میں امی کے پاس گیا کہ امی میں نے گاڑی لینے ہے۔ بات بہت پرانی ہے غالباً 90 کی ہوگی۔ تو امی نے کہا: بیٹا! رہنے دو جیسے گزارا چل رہا ہے ویسے ہی ٹھیک ہے۔ میں نے کہا: امی! کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جن کے حالات اور وسائل ہم سے بھی کمزور ہیں، لیکن پھر بھی ان کے پاس گاڑیاں ہیں، تو میں نے اگر گاڑی کی بات کر ہی دی ہے تو اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جو ناجائز یا غلط ہو، لہذا آپ ابو سے کہیں کہ وہ مجھے گاڑی لے دیں، میں نے ضد کر دی۔ پھر میں نے یہ بھی کہا کہ دیکھیں بڑے خود ہی کہتے ہیں کہ چادر کے مطابق پاؤں پھیلاؤ تو میں نے چادر سے ہٹ کر بھی سوال نہیں کیا تو الحمد للہ! ہم گاڑی لے سکتے ہیں۔ میں نے ضد کچھ زیادہ ہی کر دی۔ بہر حال بچپن کے دن تھے ایسا ہو ہی جاتا ہے۔ بہر حال امی نے ابو سے بات کی تو ابو نے کہا کہ بھئی! بات تو ٹھیک ہے کہ چادر کے مطابق پاؤں پھیلانے چاہئیں، لیکن یہ کہاں لکھا ہے کہ چادر بڑی ہو تو پاؤں بھی پھیلاؤ تو سمٹ کے پیچھے رہو۔ چادر کے مطابق پاؤں پھیلانا تو چلو ٹھیک ہے لیکن اگر سمٹ کے پیچھے رہو تو اس میں کیا حرج ہے؟ اس وقت خیر بڑا غصہ آیا، سمجھ ہی نہ آئی، بعد میں پتا چلا کہ ان کی باتیں ٹھیک تھیں۔ تو نبی ﷺ نے پوری زندگی سادہ کم قیمت والا کھانا کھایا یعنی آپ ﷺ کی کھانے پینے کے



کھانے پینے میں میانہ روی کا بیان

لیے قسم قسم کے کھانوں کی طرف توجہ نہیں ہوتی تھی۔ آج یہ ڈش ہو، آج وہ ڈش ہو، فون کر کر کے خاوند حضرات گھر میں اطلاع دیتے ہیں کہ آج یہ پکاؤ، وہ پکاؤ، وہ نہ پکے ناراض ہو جاتے ہیں۔ آج 22 جنوری 2015 ہے، 16 سال ہو گئے **الْحَمْدُ لِلَّهِ ثُمَّ** **الْحَمْدُ لِلَّهِ** ان 16 سالوں میں مجھے یقین ہے اللہ کو حاضر ناظر جان کر یہ بات کر رہا ہوں 16 دفعہ بھی بیگم صاحبہ کو فون کر کے نہیں کہا کہ یہ پکانا۔ الحمد للہ! جو سامنے آیا کھا لیا اور یہی ہماری ماں کی تربیت تھی۔ بچپن میں ہم کچھ نہیں کھاتے تھے تو اگلے وقت میں وہی سامنے ہوتا تھا۔ نہیں کھایا، پھر اگلے وقت میں وہی سامنے ہوتا تھا۔ آہستہ آہستہ الحمد للہ! اللہ نے رحمت عطا فرمائی۔ سادہ چیزیں کھانے لگ گئے۔

نبی ﷺ کا طریقہ کیا تھا؟

آسانی کے ساتھ جو سادہ کھانا میسر آ جاتا وہی کھا لیتے، درجنوں قسم کی چٹنیاں اور سلاد اور درجنوں قسم کے کھانے یہ نبوی طریقہ نہیں۔ امی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ کے مبارک پیٹ میں دو کھانے جمع نہیں ہوئے، اگر گوشت کھاتے تو کسی اور چیز کی زیادتی نہ فرماتے۔ (سیرت جلد 7 صفحہ 158)

یعنی کوئی ایک سالن ہوتا تو پھر دوسرے کی تمنا، طلب نہ ہوتی One dish سمجھ لیجئے!

علامہ عینی کا قول:

امی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پہلی بدعت جو نبی ﷺ کے زمانے کے بعد اس امت میں پیدا ہوئی وہ پیٹ بھر کر کھانا ہے۔ فرماتی ہیں کہ جب پیٹ بھرے گا تو بدن موٹا ہوگا اور ان کے دل کمزور ہوں گے اور شہوتیں مضبوط ہو جائیں گی۔ (سیرت جلد 7 صفحہ 137)

مطلب یہ کہ جب انسان بلا دروغ کھائے گا، بے حساب کھائے گا تو وہ موٹا ہوگا۔ اس



کی وجہ سے شہوتوں کا خیال غالب ہوگا اور عبادت سے غافل کر دینے والی چیزوں میں انسان لگ جائے گا پھر دنیا اور آخرت کا نقصان کرے گا۔ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے اتنا زیادہ کھانا کہ بدن بوجھل ہو جائے اور نیند بھی زیادہ آئے مگر وہ ہے۔

مولے آدمی کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات:

ایک صحابی فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو دیکھا، جس کا پیٹ بڑا تھا، تو آپ نے انگلی سے اس کے پیٹ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: یہ زیادتی اگر کہیں اور ہوتی تو اچھا تھا۔ یعنی پیٹ کے بجائے عمل میں، فکر میں، عقل میں زیادتی ہوتی تو زیادہ اچھا تھا۔ (ترغیب جلد 3 صفحہ 138)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن ایک بڑا لمبا، بھاری بھر کم خوب کھانے پینے والا شخص لایا جائے گا مگر اللہ کے نزدیک اس کی قیمت مچھر کے پر کے برابر بھی نہ ہوگی۔

(ترغیب جلد 3 صفحہ 138)

اسی طرح بخاری و مسلم کی روایت میں ہے کہ ایک موٹا آدمی لایا جائے گا جس کا مرتبہ اللہ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی نہ ہوگا، کیونکہ وہ کچھ اور شیم تو ہوگا مگر عمل کے اعتبار سے کورا ہوگا، عمل اس کا سنت کے خلاف ہوگا۔

اغفلت میں ڈالنے والی چیز:

یہ بات بھی سمجھنے والی ہے کہ حدیث میں پیٹ کے بڑا ہونے اور موٹاپے کی جو مذمت ہے وہ ہر ایک موٹاپے کے لیے نہیں ہے، بلکہ اس موٹاپے کے لیے ہے جو کھانے پینے کی بہت فراوانی اور کثرت کی وجہ سے ہو اور وہ انسان اللہ کی یاد اور فکر آخرت سے غافل بھی ہو، کیونکہ یہ چیزیں بے فکری لے آتی ہیں۔ مراد اس سے یہ ہے کہ کھانے پینے کے اندر فراوانی کو پسند نہیں کیا گیا، کیونکہ موٹاپے کا سبب زیادہ تر یہی ہوتا ہے کہ انسان خوب



کھانے پینے میں میانہ روی کا بیان

کھاتا ہے۔ تو انسان کبھی کھائے اور کبھی بھوکا بھی رہ لے، کبھی روزہ بھی رکھ لے۔ رمضان کے روزے تو فرض ہیں ہی، تو کبھی پیر اور جمعرات کا روزہ بھی رکھ لے وہ بھی سنت ہے۔ دسویں محرم کے روزے کے ساتھ ایک اور ملا کر رکھ لے، اس طرح اپنے آپ کو عبادات میں لگائے تاکہ ہر وقت کا پیٹ بھرتے رہنا قیامت کے دن تکلیف کا باعث نہ بنے۔

امت کے بدترین لوگ:

عام طور سے مشاہدہ میں آیا جو فاسق، فاجر لوگ ہیں جن کے پیٹ بھرے ہوتے ہیں، مال کی کثرت ہوتی ہے ان کو آخرت اچھی نہیں لگتی اس کی تیاری کی فکر نہیں ہوتی، ان کو نبی ﷺ کے طریقے اچھے نہیں لگتے، اس میں سے وہ کیڑے نکال رہے ہوتے ہیں۔ نعوذ باللہ! تو یہ پیٹ بھروں کی باتیں ہوتی ہیں اس وجہ سے انسان پریشانی اور نقصان میں چلا جاتا ہے۔

مسلمان کم کھاتا ہے:

حدیث میں آتا ہے کہ مسلمان کم کھاتا ہے، مومن کم کھانے والا ہوتا ہے۔ اور یہ مشاہدے کی بات بھی ہے کہ کافر مسلمانوں سے بہت زیادہ کھاتا ہے۔ امی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک غلام خریدنے کا ارادہ فرمایا اور خرید بھی لیا، خرید کے گھر لے آئے، جب کھانے کا وقت آیا تو سامنے کھجوریں رکھیں کہ کچھ کھا لو۔ اس نے بہت زیادہ کھایا۔ جب بہت کھایا تو نبی ﷺ نے اس کو واپس کر وادیا کہ اتنا زیادہ کھانے والا غلام نہیں رکھنا چاہیے۔ (مشکوٰۃ صفحہ 368)

ایک حدیث میں آتا ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس وقت تک کھانا نہیں کھاتے تھے جب تک ان کے ساتھ کوئی غریب شامل نہ ہو جائے (انتظار کرتے تھے)۔

(بخاری جلد 2 صفحہ 812)



حضرت ابراہیم علیہ السلام غریب مہمان کا انتظار کرتے تھے۔ اب ایک دفعہ ایسا ہوا کہ ایک شخص کو لایا گیا جو غریب تو تھا بھوکا بھی تھا۔ ساتھ بیٹھا، اس نے بہت زیادہ کھانا کھایا ایک ہوتا ہے گزارے کے مطابق کھالینا کہ چلو بھوک بھی زیادہ ہے، تو بھی ایک ترتیب ہوتی ہے، لیکن کچھ چیزیں بہت Over ہو جاتی ہیں، تو انہوں نے فرمایا کہ دیکھو! آئندہ ایسے غریب کو یا اس غریب کو نہ لے کر آنا۔ حدیث میں آیا ہے کہ ایک مومن کا کھانا دو کے لیے کافی ہو جاتا ہے، دو کا چار کے لیے۔ اور ایک حدیث میں آتا ہے کہ دو کا تین کے لیے، تین کا چار کے لیے کافی ہو جاتا ہے۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ جماعت پر اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت ہوتی ہے۔ (ترغیب جلد 3 صفحہ 134)

مطلب یہ کہ مومن کا مقصد خواہشات کی تکمیل تو ہے نہیں، مومن کا تو کام ہے دنیا کی زندگی فقط گزارنی ہے۔ چنانچہ وہ کمی میں بھی گزار لیتا ہے، کم بھی کھا لیتا ہے تو کوئی پریشانی نہیں۔ یا یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ لوگ زیادہ ہیں کھانا تھوڑا ہے تو برکت اتر آتی ہے۔ یا یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ کھانا تھوڑا ہے لوگ زیادہ ہو گئے تو مومن ایثار اور قربانی دیتا ہے کہ بھئی سب کو تھوڑا تھوڑا حصہ مل جائے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے اللہ ہمیں اتباع سنت کی توفیق عطا فرمائے اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک سنت کو شوق کے ساتھ، محبت کے ساتھ اپنانے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ کل قیامت کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت ہمیں مل جائے۔ جو جتنی سنتوں کو زیادہ عمل میں لائے گا قیامت کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا اتنا ہی زیادہ حق دار ہوگا۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ





مریض کی دیکھ بھال

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَلَّمَ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ. اَمَّا بَعْدُ:
فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝
﴿قَدْ جَاءَ ثَكُمْ مَوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُورِ﴾

(یونس: 57)

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلٰی الْمُرْسَلِیْنَ ۝
وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَتَبَارِكْ وَسَلِّمْ
اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَتَبَارِكْ وَسَلِّمْ
اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَتَبَارِكْ وَسَلِّمْ

دوشفادینے والی چیزیں:

اللہ رب العزت نے قرآن مجید کو اُتارا اور اس کو سینوں کے لیے شفا کا ذریعہ بنایا۔
حدیث پاک میں آتا ہے کہ دوشفادینے والی چیزوں کو لازم پکڑ لو: ایک قرآن مجید اور



دوسرا شہد۔ (مشکوٰۃ: حدیث نمبر 4368 صفحہ 391)

ان دونوں کے بارے میں قرآن مجید کے اندر تفصیلات موجود ہیں۔ قرآن مجید سینوں کی گھٹن کے لیے شفا ہے۔ چونکہ دلوں کے اندر بغض ہے، کینہ ہے، عداوت ہے اور دوسرے گناہوں کی ظلمتیں ہیں ان کے لیے شفا ہے اور شہد کو جسمانی شفا کے لیے بنایا اور اس کو انسانوں کے لیے اُتارا۔ ایک حدیث میں آتا ہے:

”اگر ایک آدمی پورے مہینے میں صرف تین دن شہد چاٹ لے تو اس کو کوئی بڑی بیماری نہیں ہوگی۔“ (مشکوٰۃ صفحہ 391 حدیث نمبر 4367)

یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے بندوں کے لیے انعام ہے۔ اسلام صرف نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کا نام نہیں ہے۔ یہ تو اسلام کے ارکان ہیں۔ اسلام چوبیس گھنٹے کی زندگی کا نام ہے۔ اگر ہماری زندگی میں نیت اور رُخ ٹھیک ہو تو ہمارا ہر کام دین بن سکتا ہے اور ہمیں جنت میں پہنچانے کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ صحت اللہ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے۔

عافیت کی دعا:

ایک دفعہ نبی ﷺ سے کسی صحابی نے پوچھا کہ اللہ کے نبی ﷺ! نماز کے بعد کون سی دعا مانگا کریں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

سَلِّ اللَّهُ الْعَافِيَةَ (مسند احمد)

”اللہ سے عافیت (صحت) کی دعا مانگا کرو۔“

تو صحت بہت بڑی نعمت ہے۔ ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ جس نے اس حال میں صبح کی کہ اس کو جسمانی عافیت یعنی صحت مل گئی اور اس کو اپنے بارے میں امن مل گیا اور اس دن کی خوراک اُس کے پاس موجود ہے تو اس نے مکمل کامیابی کے ساتھ صبح کی اور



گو یا پوری دنیا اُس کے لیے جمع کر دی گئی۔ (ترمذی)

صحت کو بڑی نعمتوں میں شمار کیا گیا ہے اور یہ بھی حدیث ہے کہ اللہ رب العزت کو کمزور کی بہ نسبت صحت مند مومن زیادہ پسند ہے کیونکہ وہ اعمال زیادہ کر سکتا ہے۔ صرف نماز، روزہ نہیں کسی کی مدد کرنا اور اپنی ڈیوٹی کو نبھانا، گھر والوں کی کفالت اور اُن کا خیال رکھنا، یہ سارے کام وہ زیادہ بہتر انداز میں کر سکتا ہے۔ اسی لیے صحت کو بڑی نعمتوں میں شمار کیا گیا ہے۔ اللہ ہم سب کو صحت عطا فرمائے آمین۔

بیماروں کے لیے آسانیاں:

اب نبی ﷺ نے صحت کا کتنا خیال رکھا، اس کو بھی ایک مثال کے ساتھ سمجھیں۔ ارشاد فرمایا کہ ”دیکھو! اگر تم بیمار ہو پانی کا استعمال تمہارے لیے مشکل ہے، تکلیف ہوتی ہے اور ڈاکٹر نے بتا دیا کہ پانی کا استعمال تمہارے اس زخم کے لیے نقصان دہ ہے تو فرمایا تیمم کر لو“ کیونکہ بغیر وضو کے نماز نہیں ہوتی، لیجیے! اللہ رب العزت کی طرف سے رعایت مل گئی اور پانی کو بھی معافی کر دیا اور فرمایا کہ تیمم کر لو۔ تو یہ بھی صحت کا خیال رکھنے کی ایک نشانی ہے اور ایک بنیادی اصول سمجھا دیا۔

قرآن و حدیث کی حقانیت کی ایک مثال:

ایک مرتبہ خلیفہ ہارون رشید کے دربار میں ایک عیسائی آیا جو پادری بھی تھا حکیم بھی تھا۔ ہارون رشید کے دربار میں آکر اُس نے کہا کہ تم لوگ یہ Claim کرتے ہو کہ قرآن کے اندر ہر چیز کا علم موجود ہے تو بتاؤ کہ کیا صحت کے بارے میں اُس میں رہنمائی موجود ہے؟ تو وہ زمانہ ایسا تھا جب وقت کے بادشاہ اہل علم کے قدردان ہوتے تھے، سنت کے قدردان تھے، علماء اُن کے پاس ہوتے تھے۔ تو ایک عالم دربار میں کھڑے



ہو کر کہنے لگے کہ جی میں جواب دوں؟ جی بتائیے؟ انہوں نے فرمایا کہ دیکھو قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے فرمایا:

﴿كُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا﴾ (سورۃ الاعراف: 31)

”کھاؤ پیو! مگر اسراف نہ کرو۔“

کھاؤ اور پیو مگر Overeating نہ کرو، اور آج ہم Overeating سے بھی آگے چلے گئے ہیں۔ اب ڈاکٹر یہاں بیٹھے ہیں، آپ کے پاس جتنے بھی Hospital میں مریض آتے ہیں تو اکثر و بیشتر Overeating کے شکار ہوتے ہیں، کم کھانے والا آپ کے پاس کم ہی آیا ہوگا جو کم کھانے کی وجہ سے بیمار ہو۔ تو جب اس نے سوال کا جواب سنا تو خاموش ہو گیا۔ پھر کہنے لگا کہ اچھا تم کہتے ہو کہ تمہارے نبی ﷺ نے بھی تمہیں سب کچھ بتایا ہے، تو صحت کے بارے میں تمہارے نبی ﷺ نے کیا بتایا؟ اب ہارون رشید نے پھر علماء کی طرف دیکھا اور وہی عالم کھڑے ہوئے اور انہوں نے جواب دیا کہ ہمیں ہمارے نبی ﷺ نے بتایا: ”معدہ تمام بیماریوں کی جڑ ہے، لہذا تم معدے کو وہی دوجس کی اُس کو ضرورت ہے۔“ نبی ﷺ نے چودہ سو سال پہلے یہ اصول کی باتیں بیان فرمادیں، اور میڈیکل سائنس آج بھی ان کی تصدیق کرتی ہے۔ معدہ تمام بیماریوں کی جڑ ہے تم معدے کو وہی دوجس کی اُس کو ضرورت ہے۔ غذا کی ضرورت ہے تو غذا دو، علاج کی ضرورت ہے دوائی کی ضرورت ہے تو پرہیز کرو۔ اس نے یہ بات سنی خاموش ہوا، سر جھکایا اور تھوڑی دیر بعد کہنے لگا کہ تمہارے قرآن یعنی تمہارے خدا نے اور تمہارے نبی ﷺ نے جالینوس کے لیے کچھ نہیں چھوڑا، اور خاموش ہو کے چلا گیا۔



آپ ﷺ کے زمانہ کے ایک حکیم کا واقعہ:

نبی ﷺ کے زمانے میں ایک مرتبہ ایک حکیم کو پتہ چلا کہ یہاں اس علاقے میں اتنے لوگ رہتے ہیں اور یہاں کوئی ڈاکٹر، حکیم، طبیب وغیرہ نہیں ہے تو یہاں ایک دکان (Clinic) کھول لیتے ہیں۔ میں اکیلا ہی ہوں تو خوب کام چلے گا۔ اللہ کی شان وہ آ کے بیٹھ گیا۔ مہینوں گزر گئے اُس کے پاس کوئی بیمار نہیں آیا۔ پریشان ہو گیا۔ ہمارے کاروبار میں کوئی خرابی آجائے تو ہم بھی پریشان تو ہوتے ہی ہیں۔ تو وہ نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں تو ادھر آیا تھا کہ میرا کاروبار بہتر ہوگا لیکن ادھر تو میرے اگلے بھی گئے، آخر وجہ کیا ہے؟ یہ مفہوم عرض کر رہا ہوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ دیکھو! یہ وہ لوگ ہیں جب بھوک لگتی ہے تب کھاتے ہیں اور جب تھوڑی سی بھوک باقی ہوتی ہے تو کھانا چھوڑ دیتے ہیں۔ اس وجہ سے یہ بیمار نہیں ہوتے تو آپ کے پاس کیا لینے آئیں گے؟ یہ صحت کے بنیادی اصول ہیں جو نبی ﷺ نے ہمیں بتائے ہیں۔ تو اسلام تمام چیزوں کے متعلق ہمیں ہدایات دیتا ہے۔ اسی لیے صحت کی دعا مانگنے کا بھی ہمیں کہا گیا کہ دیکھو اپنے لیے صحت مانگو۔

نرسوں سے خاص بات:

مجھے آج نرسوں سے خاص بات کرنی ہے اور صحابیات کے متعلق بھی کچھ بتانا ہے۔

صحابیات رضی اللہ عنہن کا عمل:

ایک جہاد میں نبی ﷺ شدید زخمی ہو گئے۔ تکلیف ہوئی تو نبی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کوئی چیز جلا کے اُس کی راکھ بنائی اور آپ ﷺ کے زخم پر لگائی تو اللہ نے مہربانی فرمادی۔



اور اس کے علاوہ اس زمانہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جہاں بھی جہاد کے لیے جاتے تھے تو عورتیں ساتھ ہوتی تھیں اور وہ باقاعدہ طور پر زخمیوں کا علاج اور ان کا خیال (Care taking) پوری پوری کرتی تھیں۔ صحابیات کے اندر اتنا حوصلہ تھا کہ وہ نہ صرف اپنے مریضوں کا خیال رکھتی تھیں بلکہ اگر کوئی کافر سامنے آجاتا تو اس کے خلاف جہاد کرنے کھڑی ہو جاتی تھیں۔ ایک دفعہ یاد آ رہا ہے کہ مسلمان کسی وجہ سے پیچھے ہٹے حملہ شدید تھا تو وہ خیموں کی میخیں اُکھاڑ کر ان کے سامنے آ گئیں، تو ان کو دیکھ کر مسلمان پھر واپس آ گئے۔ تو یہ چیز اسلام میں پہلے سے موجود ہے اور اس کے بارے میں ہمیں ہدایات بھی دی گئی ہیں۔

ڈیوٹی بھی اور درجات کی بلندی بھی:

دیکھیں! اب یہاں نرسوں نے مریض کی دیکھ بھال کرنی ہے۔ ان کے کپڑے اُتارنے، پہنانے، کھلانا، پلانا وغیرہ۔ اب اس کے اندر اگر یہ سنت کا اہتمام کر لیں، سنت کی نیت کر لیں اور خدمتِ خلق کی نیت کر لیں تو ہر کام عین عبادت ہے۔ بخاری شریف کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

”بنی اسرائیل کی زانی اور فاحشہ عورت کہیں جا رہی تھی راستے میں ایک پیاسا کتا ملا اس نے کسی طریقے سے اُس پیاسے کتے کو پانی پلایا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے اُس کی مغفرت کر دی۔“

کتے کو پانی پلانے پر اللہ رب العزت کی رحمت متوجہ ہو سکتی ہے تو یہاں جو بیمار ہیں، یہ انسان ہیں اور اللہ رب العزت کو انسانوں سے محبت ہے تو ان کی خدمت پر ہمیں کتنی رحمتیں مل سکتی ہیں اس کا ہم شمار بھی نہیں کر سکتے۔



نیت کیا ہو؟

لیکن نیت ہمیں خدمت خلق کی کرنی پڑے گی۔ ماہانہ جو پیسے ملتے ہیں وہ تو مل ہی جائیں گے اس کی طرف توجہ نہ ہو۔ توجہ یہ ہونی چاہیے کہ ہم انسان نیت کی خدمت کر رہے ہیں اور سنتوں کا خیال رکھیں۔

مریض کے لیے عبادت کرنا آسان بنائیے!

کوئی مریض نماز پڑھنا چاہتا ہے تو اس کے لیے اہتمام کریں۔ اُس کو یہ مسئلہ نہ بتائیں کہ دین میں یہ آسانی ہے کہ نمازیں چھوڑ دو۔ نہیں، دین میں آسانی کا مطلب یہ نہیں ہے کہ نمازیں چھوڑ دو۔ آسانی کا مطلب یہ ہے کہ کھڑے ہو کر نہیں پڑھ سکتے بیٹھ کر پڑھ لو، بیٹھ کر نہیں پڑھ سکتے تو لیٹ کر پڑھ لو، وضو نہیں کر سکتے تیمم کر لو۔ اگر کوئی نماز پڑھنا چاہے تو کوشش کریں کہ اُس کی مدد کریں۔ کپڑے اتارنے، پہنانے ہیں تو بھی سیدھی طرف سے پہنائیں سنت کا ثواب لیں الٹی طرف سے اتار کے سنت کا ثواب لیں۔

پاک ناپاکی کا خیال رکھیں:

اسی طرح پاک ناپاکی کا خیال رکھیں۔ خون ناپاک ہے، پیشاب ناپاک ہے۔ اپنے لباس، اپنے جسم کا، اپنے ہاتھوں کا بھی خیال رکھیں اور اُس مریض کے بارے میں بھی، انہی چیزوں کا خیال رکھیں۔ جتنا ان چیزوں کا ہم خیال رکھیں گے اتنا ہی ہمیں عبادت کا ثواب ملتا جائے گا۔

باوضو رہنے کا اہتمام:

باوضو رہنے کی کوشش کریں۔ باوضو رہنے کے بارے میں چند باتیں سب کے لیے



ہیں، میرے لیے بھی ہیں اور آپ کے لیے بھی ہیں کئی باتوں کی وجہ سے دل روتا ہے۔
اللہ کو حاضر ناظر جان کر کہہ رہا ہوں کہ دل میں تکلیف میں ہوتی ہے۔
نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

كَمَا تَعِيشُونَ تَمُوتُونَ (مرقاۃ المفاتیح)

”جیسی تم زندگی گزارو گے ویسی ہی تمہیں موت آئے گی۔“

أصول بتا دیا تو اب ہم نے دیکھنا ہے کہ ہم اب کس ڈھب سے زندگی گزار رہے ہیں۔ اگر ہم با وضو زندگی گزاریں گے تو ان شاء اللہ ہمیں با وضو موت آئے گی۔ لیکن آج کل ہم ٹی وی کے سامنے زندگی گزار رہے ہیں۔ ہر وقت گانے، بے حیا عورتیں سامنے ناچ رہی ہوتی ہیں اور ہم شوق سے دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ مجھے کئی دفعہ موقع ملا مختلف Hospitals کے ICU میں گیا، اُن لوگوں کی عیادت کی جن کی عمر ستر سال سے زیادہ تھی۔ ایک صاحب کے پاس گیا وہ ریڈیو سن رہے تھے، کنسٹری لگی ہوئی تھی۔ ایک اور صاحب کے پاس گیا تو میرے خیال سے ان کی عمر ستر سال سے زیادہ تھی، ٹی وی چل رہا تھا، ناچ گانے چل رہے تھے اور وہ صاحب ان کو دیکھ رہے تھے۔ تو مجھے حدیث یاد آئی کہ آقا ﷺ نے فرمادیا تھا کہ جیسی زندگی گزارو گے ویسی ہی موت آئے گی۔ تم نے ناچ گانے کے ساتھ زندگی گزار رہے ہو موت کلمہ پر کیسے ملے گی۔ موت بھی پھر اسی طرح آئے گی کہ ICU میں ہیں۔ مرنے کا وقت قریب ہے کوئی پتا نہیں کس وقت دنیا سے چلے جائیں، اس وقت بھی ناچ گانے کو دیکھ رہے ہیں نا محرموں کو دیکھ رہے ہیں۔

كَمَا تَعِيشُونَ تَمُوتُونَ

”جیسی تم زندگی گزارو گے ویسی ہی موت آئے گی۔“



یہ ہم سب کے لیے ایک اصول و ضابطہ ہے۔ طریقہ بتا دیا تو ہم با وضو زندگی گزارنے کی کوشش کریں اس نیت کے ساتھ کہ ہمیں با وضو موت آجائے۔

عیادت کے فضائل:

اب عیادت کے بارے میں چند احادیث سن لیجئے! اللہ رب العزت نے اور نبی ﷺ نے اس بارے میں کتنی تلقین کی ہے۔ ان باتوں سے آپ کو ان شاء اللہ اندازہ ہوگا۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے وضو کیا اور سنت کے مطابق Proper وضو کیا اور ثواب کے ارادے سے، اچھی نیت کے ساتھ عیادت کے لیے گیا، منہ دکھانے کے لیے نہیں۔ آج ہم جنازہ بھی منہ دکھانے کے لیے پڑھتے ہیں، عیادت بھی منہ دکھانے کے لیے کرتے ہیں اور تعزیت کے لیے بھی بس خالی منہ دکھانے کا عمل ہی رہ گیا۔ لیکن اگر ثواب کی نیت ہو اللہ کی رضا کی نیت ہو تو نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص کو ایک عیادت کرنے پر دو زخ سے ستر سال دور کر دیتے ہیں۔
(مشکوٰۃ حدیث نمبر 1466، ابوداؤد)

ڈیوٹی کی ڈیوٹی ثواب کا ثواب:

اب یہ جو لوگ Hospital میں دن رات کام کرتے ہیں، ڈاکٹر ہیں یا نرسیں ہیں، ان سب لوگوں نے اپنے Round پر بھی جانا ہے، اپنی Duty بھی نبھانی ہے۔ نیت کو ٹھیک کر لیں تو ہر مریض کی عیادت پر اللہ یہ ثواب عطا فرماتے ہیں، اللہ کے پاس کوئی کمی نہیں ہے۔ اور ایک حدیث میں آتا ہے کہ مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں۔ ان میں سے ایک تیمارداری اور اُس کا خیال رکھنا بھی ہے۔ پھر ایک حدیث میں آتا ہے جس نے دن کے پہلے حصے میں مریض کی عیادت کی تو شام ہونے تک ستر ہزار فرشتے اس



کے لیے دعائے مغفرت و رحمت کرتے رہتے ہیں، اور جس نے شام کو عیادت کی تو صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کے لیے دعائے مغفرت و رحمت کرتے رہتے ہیں۔
(مشکوٰۃ حدیث نمبر 1464، ترمذی، ابوداؤد)

نیت کا ٹھیک رکھنا لازم ہے:

اب صبح آئے Duty join کی اُس وقت ایک Round لگایا اور ایک جاتے ہوئے لگایا تو چوبیس گھنٹے آپ دعاؤں میں ہیں لیکن نیت ٹھیک رکھنا پڑے گی کہ ہم خدمت خلق کی نیت کریں۔

عیادت سے جنت:

ایک حدیث میں آتا ہے کہ جب کوئی بیمار کی عیادت کرتا ہے تو ایک پکارنے والا آسمان سے ندا دیتا ہے کہ تیرے لیے دنیا اور آخرت کی بھلائی ہو، اور تیرا اس کی عیادت کے لیے چل کے آنا مبارک ہو، اور تو نے جنت میں ایک بڑا مقام حاصل کر لیا۔
(مشکوٰۃ حدیث نمبر 1489، ابن ماجہ)

اور اگر کوئی گاڑی میں جائے گا تو ان شاء اللہ اُسے بھی ثواب مل جائے گا۔ اور ایک حدیث میں آتا ہے: جب کوئی آدمی کسی کی عیادت کے لیے گیا جتنی دیر تک وہ عیادت کرنے کی جگہ پر رہتا ہے وہ اللہ رب العزت کی رحمت کے دریا میں ہوتا ہے۔
(مشکوٰۃ حدیث نمبر 1495، رواہ ابن مالک و احمد)

اور ایک حدیث میں آتا ہے نبی ﷺ نے فرمایا کہ ”بھوکے کو کھانا کھلاؤ، بیمار کی عیادت کرو اور قیدی کو دشمنوں سے چھڑاؤ۔ اور خود نبی ﷺ اس کا خوب اہتمام فرماتے تھے اور اس کی لوگوں کو ترغیب بھی دیتے تھے۔ اب اس کے اندر انتہا دیکھیے! کیسی عجیب



بات ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

”قیامت کے روز اللہ رب العزت اپنے بندے کو بلا کر ارشاد فرمائیں گے: اے ابن آدم! اے میرے بندے! میں بیمار ہوا تو تو نے میری عیادت ہی نہ کی؟ کہے گا: اللہ! آپ کیسے بیمار ہو گئے میں آپ کی عیادت کیسے کرتا؟ اللہ فرمائیں گے: اے میرے بندے! تیرا وہ پڑوسی بیمار تھا تو اس کی عیادت کرتا تو مجھے وہاں یقیناً پالیتا۔“
(مشکوٰۃ حدیث نمبر 1441، مسلم)

تو مریض کی عیادت کرنے پر اس سے زیادہ Statement Strong اور کیا ہو سکتی ہے کہ دیکھو تم بیمار کی عیادت کرتے تو مجھے وہاں پالیتے۔ اللہ اکبر! تو اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح نیت کے ساتھ ان تمام امور کو سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔

تکالیف کا اجر:

اس زندگی کے اندر حالات اور پریشانیوں کا آنا تو ہوتا ہی ہے۔ بعض اوقات یہ ہمارے گناہوں کی معافی کا سبب بنتی ہیں اور بعض اوقات درجات کی بلندی کا ذریعہ بنتی ہیں۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی مسلمان کو کوئی مشقت کوئی تھکن کوئی فکر، کوئی رنج، اذیت، ٹینشن، ڈپریشن، پریشانی نہیں پہنچتی کہ جس کی وجہ سے اس کے گناہ معاف نہ ہو جائیں۔ (مشکوٰۃ حدیث نمبر 1451، بخاری و مسلم)

یہ جتنی تکلیفیں آتی ہیں یہ ہمارے لیے گناہوں کی معافی کا سبب بن جاتی ہیں۔ بخار کے بارے میں فرمایا کہ بخار بنی آدم کے گناہوں کو اس طرح دور کرتا ہے جس طرح بھٹی لوہے کی میل کو دور کر دیتی ہے۔ (مشکوٰۃ حدیث نمبر 1456، مسلم)

ایک حدیث میں آتا ہے کہ بندے کو جب بخار ہوتا ہے تو ایک دن کا بخار ایک سال



کے گناہوں کی معافی کا سبب بن جاتا ہے۔ اب بخارتو ایک Normal سی چیز ہے، اس سے بڑی جو بیماریاں ہوں گی تو ان میں یقیناً اور زیادہ ثواب ملے گا۔ اسی طرح حدیث میں آتا ہے کہ بیمار آدمی جب بستر پر لیٹا ہوتا ہے اس کو بستر پر لیٹنے کے دوران مصلے پر کھڑے ہونے کا ثواب ملتا ہے، اس کی زبان سے آہ نکلتی ہے تو سبحان اللہ! الحمد للہ پڑھنے کا ثواب ملتا ہے اگر لمبی آہ نکلتی ہے، تیز آواز نکلتی ہے تو کلمہ پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔ بیمار آدمی جب بستر پر کروٹیں بدلتا ہے تو اس کو دشمن کے اوپر پلٹ پلٹ کر حملہ کرنے والے مجاہد کے جیسا ثواب ملتا ہے۔ اور اسی طرح حدیث مبارکہ میں آتا ہے کہ دیکھو! جب تم کسی کی عیادت کے لیے جاؤ تو بیمار سے دعا کی درخواست کیا کرو۔ اگر ہم اس کی خدمت کریں گے تو اس کے دل سے دعائیں نکلیں گی۔

دعائیں کروانے اور دعائیں لینے میں فرق:

ایک ہوتا ہے دعائیں کروانا، اور ایک ہوتا ہے دعائیں لینا۔ دعائیں کروانے والے پھر بھی ہیں، دعائیں لینے والے نہیں رہے۔ کروانے کا کیا مطلب ہے؟ یہ کہ آپ کسی کو کہہ دیں کہ بھئی! آپ میرے لیے دعا کریں تو یہ ایک عمل ہو گیا۔ یہ بھی ٹھیک عمل ہے، اچھا عمل ہے، لیکن ایک ہوتا ہے دعائیں لینا کہ آپ کسی کا دل سے اتنا اکرام کریں، اتنا خیال کریں، اتنی خدمت کریں کہ وہ دل کی گہرائی سے دعائیں دے اس کی بات ہی کچھ اور ہوگی۔ اُس پیاسے کتے کی بھی دل سے کوئی دعا ہی نکلی ہوگی کہ اللہ رب العزت کی رحمت کی نگاہ اس عورت پر پڑ گئی۔

ڈیوٹی امانت ہے:

بہر حال اگر ہم اپنی نیت کو ٹھیک رکھیں اور اسی طرح تمام امور ہم دیا ننداری کے



ساتھ سرانجام دیں تو یہ بہت اہم بات ہے۔ اب وہ کوئی ڈاکٹر ہو کوئی نرس ہو یا اس Hospital کے کسی بھی شعبے کا کوئی بھی فرد ہو سب کو جو جو Duty دی گئی ہے یہ اللہ کی طرف سے دی جا رہی ہے، اس کو ہم اللہ کی طرف سے سمجھیں۔ اور جو Duty دی گئی ہے اس کو اگر ہم امانت کے ساتھ انجام دیں گے تو اس امانت کی ادائیگی پہ ان شاء اللہ ہمیں اللہ رب العزت کا قرب ملے گا۔ اور ایک حدیث میں تو یہ بھی نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی بھی شخص اپنی ڈیوٹی دیانتداری کے ساتھ پورا کرتا ہے اسے صدقہ کا ثواب ملتا ہے۔ اگر کوئی Cashier کیشیئر ہے یا Accountant ہے جو بھی سامان آ رہا ہے جا رہا ہے دیانتداری سے ڈیوٹی دے رہا ہے تو ہر چیز لینے دینے پر ہر دفعہ صدقہ کا ثواب ملے گا۔ یا اسٹور کیپر ہے اس قسم کا جو بھی Out In ہو رہا ہے چیزوں کا، پیسوں کا، غرض کسی بھی قسم کے سامان کا اور یہ دیانتداری کے ساتھ اپنی Duty کو پورا کرتا ہے تو ہر In اور Out پر اس کو صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا۔ Hospital میں کوئی چیز آئی جیسے سرنج وغیرہ ایک ہزار کی تعداد میں آئی تو اب اس نے رکھ لی اب اس کی Distribution صحیح ہو رہی ہے، اس میں کہیں گڑبڑ نہیں ہو رہی تو اللہ اس کو دیانتداری کا ثواب عطا فرمائیں گے حالانکہ اسے اپنا تو کچھ نہیں لگا یا۔ ہسپتال میں اور بھی بہت ساری چیزیں آتی ہوں گی دوایاں آتی ہوں گی، کیش بھی آتا ہوگا تو تمام چیزوں کو صحیح رکھنا اور دیانتداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے صحیح طور پر آگے دے دینا، ایسے لوگوں کو ڈھیروں ثواب اور نیکیوں کا مستحق بنا دیتا ہے۔

منافع کی ایک نشانی:

اسی طرح حدیث کے اندر منافع کی جو نشانیاں بتائی گئی ہیں ان میں سے ایک خیانت



والی بتائی، اور فرمایا کہ مومن سب کچھ ہو سکتا ہے مگر جھوٹا اور خیانت کرنے والا نہیں ہو سکتا۔

خیانت کے لفظ کی وسعت:

ہم اتنا سمجھتے ہیں کہ فلاں آدمی کو ہم نے 10,000 روپے دیئے اور پھر اس سے دس ہزار روپے لے لیے تو گویا اس نے امانت کو ادا کر دیا۔ یہ امانت کا بہت تھوڑا مفہوم ہے۔ امانت کا مفہوم درحقیقت بہت وسیع ہے۔ پوری کائنات میں کوئی بندہ ایسا نہیں جس کے اوپر یہ امانت کا مفہوم لاگو نہ ہوتا ہو۔ میاں بیوی کے اندر بھی ہے، باپ بیٹے کے اندر بھی، مریض اور ڈاکٹر کے اندر بھی ہے، نرس اور مریض کے اندر بھی ہے، غرض ہر ایک کے اندر ہے۔ مریض کے اندر کیسے؟ اور ڈاکٹر کے اندر کیسے؟ ایک ڈاکٹر بیٹھا ہوا ہے، مریض ملنے آیا اور اپنے آپ کو دکھانے آیا تو اب اس ڈاکٹر نے اس کو صحیح Check کرنا ہے۔ اگر اس نے صحیح Check نہیں کیا، Time پورا نہیں دیا اور اس کی تشخیص کے اندر جان بوجھ کر کمی کوتاہی کر دی تو خیانت کا مرتکب ہوگا۔ Duty کی خیانت یہ ہے کہ صبح سے لے کر شام 4 بجے تک Duty ہے تو وہ 3:30 پر چلا گیا تو علماء نے لکھا ہے یہ خیانت ہے۔ اب Duty کسی اور کام کے لیے ہے ہم اخبار پڑھ رہے ہیں۔ گھر کے کام کر رہے ہیں اور دوسری چیزیں کر رہے ہیں جس کی ہمیں اجازت نہیں تو علماء نے لکھا ہے کہ یہ بھی خیانت ہے۔

خیانت کی تعریف:

اس کا اصول کیا ہے؟ امانت میں کمی کرنے کو خیانت کہتے ہیں۔ امانت کس کو کہتے ہیں؟ اس کو سمجھ لینے سے خیانت سمجھ آ جائے گی کہ خیانت کیا ہے؟ امانت کہتے ہیں کہ کسی ایک آدمی کا کسی دوسرے آدمی کے اوپر کسی بھی معاملے میں بھروسہ کر لینا اور اس کا اس



معاملے کو پورا کر دکھانا یہ امانت کہلاتا ہے۔ اس کو ہم میاں بیوی پر لے لیں! میاں کا بیوی کے اوپر بھروسہ کر لینا یا بیوی کا خاوند کے اوپر کسی بھی معاملے میں بھروسہ کر لینا اور وہ اس بھروسے کو پورا کر دکھائے یہ امانت کہلاتا ہے۔ یہ دنیا کے ہر شعبے میں اور ہر انسان پر لاگو ہوتی ہے، صرف پیسے کا لین دین اس میں شامل نہیں ہے۔

اللہ کے نزدیک پسندیدہ عمل:

اب اگر ہم اپنی Duty کی ذمہ داریوں کو سمجھیں کہ یہ امانت ہے اس کو ہم نے پورا کرنا ہے اور ساتھ نیت خدمتِ خلق کی کر لیں تو اللہ رب العزت کو ایسا بندہ بہت پسند ہے۔ بندہ تو بہت دور کی بات ہے، حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے ساتھیوں کے ہمراہ جا رہے تھے، ایک چیونٹی نے دیکھا کہ یہ لوگ لاؤ لشکر سمیت آرہے ہیں تو اس نے پہلے سے یہ Feel کر لیا کہ ایسا نہ ہو کہ میں ان کے گھوڑوں کے پاؤں تلے ہم روندے جائیں تو اس نے مزید جو چیونٹیاں تھیں ان کو اطلاع کر دی اور کہنے لگی:

﴿يَا أَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوا مَسْكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمُنُ وَجُنُودُهُ وَهُمْ

لَا يَشْعُرُونَ﴾ (سورۃ النمل: 18)

”اے چیونٹیو! تم اپنے اپنے بلوں میں داخل ہو جاؤ ایسا نہ ہو کہ سلیمان اور اس کا لشکر تمہیں روند ڈالے اور انہیں پتا بھی نہیں چلے۔“

اللہ رب العزت نے چیونٹی کی اس خیر خواہی کو قرآن میں ذکر کیا۔ چیونٹی کا ذکر قرآن میں ہوا، اس واقعے کی وجہ سے پوری سورت کا نام ہی النمل رکھ دیا۔ النمل چیونٹی کو کہتے ہیں اور قیامت تک یہ قرآن پڑھا جائے گا تو یہ واقعہ یاد رہے گا۔ اللہ رب العزت کو کسی



دوسرے کی خیر خواہی کرنا بہت پسند ہے، اور یہ بہت بڑا عمل ہے۔

خواتین کے لیے بہت ہی اہم نصیحت:

ایک آخری بات کرنی ہے وہ سب سے ہی ہے، لیکن عورتوں سے میں بہت زیادہ ہر جگہ کرنے کی کوشش کرتا ہوں ہو سکتا ہے کسی مرد کو غصہ آجائے۔ اور وہ بات حیا اور پاکدامنی سے متعلق ہے۔ دنیا کے اندر عورت کے لیے سب سے بڑی ذمہ داری اپنی عزت اور ناموس کی حفاظت کرنا ہے۔ جس نے اپنی عزت و ناموس کی حفاظت کر لی قیامت کے دن اللہ اس سے خوشی کی حالت میں ملیں گے، اللہ اس سے راضی ہوں گے، اللہ اس سے خوش ہوں گے۔ اور ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ اگر کسی نے کسی کو دیکھا اس کی محبت اور اس کا تعلق اس کے اندر آ گیا اور اس نے اپنے آپ کو پاکدامن رکھا، بچا کر رکھا، کوئی کام خلاف شریعت نہیں کیا دل میں اگلے کی محبت آگئی تھی قیامت کے دن اللہ اس کو شہیدوں کی صف میں کھڑا کریں گے۔

مردوں کی موقع پرستی:

عورتوں کو جو بات کہنی تھی وہ صرف اتنی سی بات ہے کہ اصول بنائیں۔ وہ یہ ہے کہ مرد ہمیشہ ہمیشہ Opportunist ہوتے ہیں، موقع پرست ہوتے ہیں، موقع کی تلاش میں ہوتے ہیں۔ کسی سے Messaging شروع کر دینا، بات چیت شروع کر دینا، ذرا سی اپنی Limits سے بڑے تو معاملہ بے حد بگڑ جاتا ہے۔ مردوں کے اندر ایک چیز ہے کہ یہ ہمیشہ ہمیشہ موقع پرست ہوں گے۔ کسی کے اوپر اعتبار کرنے کی ضرورت نہیں اپنی حفاظت خود کرنی ہے۔ اپنا خیال خود رکھنا ہے۔ قیامت کے دن اللہ کو منہ دکھانا ہے اور اس حال میں دکھانا ہے کہ اللہ ہم سے راضی ہو جائیں۔ اس چیز کا بہت خیال



رکھنے کی ضرورت ہے۔ یہ بات مردوں کے لیے بھی ہے کہ یہ بھی اپنے آپ کو بچائیں، محفوظ رکھیں اور قیامت کے دن اللہ سے اس طرح ملاقات کریں کہ ذلت، شرمندگی اور رسوائی نہ ہو۔ حدیث میں آتا ہے:

إِنَّ رَبَّكُمْ حَيٌّ كَرِيمٌ (سنن ابن ماجہ)

”تمہارے رب حیا والے ہیں۔“

با حیا بننے کی نیت:

صحابہ کے بارے میں بتاتا چلوں کہ ایک ایک صحابی کو نبی ﷺ کی محبت نے حیا کا نمونہ بنا دیا تھا۔ تو اللہ رب العزت بھی حیا والے، نبی ﷺ بھی حیا والے، صحابہ رضی اللہ عنہم بھی حیا والے، اللہ والے بھی حیا والے، تو ان کے ساتھ قیامت میں کسی بے حیا آدمی کو کیسے جوڑ دیا جائے گا؟ اگر کسی سے کوئی غلطی کبھی ہوگئی ہو تو وہ توبہ کرے۔ پوری زندگی میں کوئی لمحہ ایسا نہیں آتا ہے کہ گناہ معاف نہ ہو سکے۔ ہر گناہ معاف ہو سکتا ہے چھوٹے سے چھوٹا اور بڑے سے بڑا، لیکن آج سے ہم ارادہ کریں۔ آپ بھی کریں، میں بھی ارادہ کرتا ہوں کہ اللہ! ہم آپ سے قیامت کے دن پاکدامنی کی حالت میں ملنا چاہتے ہیں، ہمارے لیے آسانی کر دیجئے۔ اور حدیث مبارکہ کے اندر آیا، نبی ﷺ نے Clearly بتا دیا کوئی بات اس میں مخفی نہیں رکھی، ہم قیامت کے دن کوئی وجہ نہیں پیش کر سکتے۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو پاکدامن رہنا چاہے اللہ اس کے لیے ایسے حالات پیدا کر دیں گے کہ پاکدامن رہے گا۔ مطلب یہ کہ اگر اندر کھوٹ نہیں ہے اور بندہ با حیا رہنا چاہتا ہے تو پھر اللہ کی مدد اسکے لیے آئے گی تو اللہ ہم سب کو صحیح سمجھ عطا فرمائے۔ دین پر چلنا ہمارے لیے آسان فرمائے اور آپ لوگوں کی جو اوپر سے لے کر نیچے تک جتنی بھی



Management ہے اللہ بے حد قبول فرمائے اور اس خدمت خلق کے بدلے اللہ رب
العزت اپنے عرش کا سایہ عطا فرمائے اور اپنی رحمتوں میں شامل فرمائے۔ آمین

وَ أَحْزُ دَعْوَانَا أَنْ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ





میزبانی اور مہمانی کے آداب

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَلَّمَ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ. آمَّا بَعْدُ:

فَاعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

﴿مَنْ يُطِيعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اطَاعَ اللّٰهَ﴾ (سورة النساء: 80)

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَتَبَارِكْ وَسَلِّمْ

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَتَبَارِكْ وَسَلِّمْ

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَتَبَارِكْ وَسَلِّمْ

گلدستہ سنت کے بیانات چل رہے ہیں۔ جن میں کھانے پینے کی بات الحمد للہ! کچھ تفصیل سے ہوئی۔ اب چند باتیں ہیں تو ان کا طائرانہ جائزہ لیتے ہیں کہ مہمان کو کن باتوں کا خیال رکھنا چاہیے؟



وقت کا خیال رکھنا:

پہلی بات تو یہ ہے کہ جب انسان کسی سے ملاقات کے لیے جانے لگتا ہے تو اس وقت کیا طریقہ اور کیا آداب شریعت نے سکھائے ہیں؟ اگر کسی کے گھر جانا ہے تو بتایا کہ کسی ایسے وقت میں نہ جائے کہ اسے خواہ مخواہ کی مشقت اٹھانی پڑے۔

(شہل کبریٰ، جلد 1، صفحہ 157)

مثال کے طور پر معلوم ہے کہ وہ اس وقت بہت مصروف ہوتا ہے یا یہ کہ کھانے کا وقت ہے اور رات کے 9 بج رہے ہیں، میں جاؤں گا تو اسکو کھانے کا اہتمام کرنا پڑے گا، تو کوشش کرے کہ ایسے وقت میں نہ جائے۔

جہاں بے تکلفی ہو وہاں یہ رعایت ضروری نہیں:

ہاں اگر بے تکلفی ہو تو اور بات ہے۔ اور اگر کسی اپنی ضرورت کی وجہ سے کسی ایسے وقت پر کہیں گیا اور انہوں نے لحاظ کی وجہ سے کہا: جی کھانا کھا لیجیے، اسکو محسوس ہو رہا ہے کہ تکلفا کہا جا رہا ہے، آپس میں اتنی بے تکلفی نہیں، لحاظ کی خاطر کہا جا رہا ہے تو اس کو چاہیے کہ انکار کر دے، اچھے انداز سے انکار کر دے۔ لیکن اگر بے تکلفی ہو اور بہت قربت کا تعلق ہو تو پھر وہاں ان Timings کی پابندی نہیں۔ اور اگر بے تکلف دوستی ہو تو بے تکلف دوستوں سے اور بے تکلف محفلوں میں انسان کھانا طلب کر کے بھی کھا سکتا ہے یہ بھی سنت ہے۔ لیکن اس کو خود ہم نے Analyse کرنا ہے کہ تکلف کی مقدار کیا ہے؟

آپ ﷺ کا عمل:

چنانچہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہما جب حضرت ابو ایوب



انصاری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ابو الہیثم رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں تشریف لے گئے تو وہاں جا کر از خود کھانا طلب فرمایا اور پھر نوش فرمایا۔ (شمائل کبریٰ، جلد 1، صفحہ 157، المیزان)

یہ محبت کی بات ہو کرتی ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ:

اگر یہ اندازہ ہو کہ صاحب خانہ سے میں فرمائش کروں گا اور میری وہ فرمائش اس کے لیے خوشی اور مسرت کا باعث ہوگی تو فرمائش بھی کر سکتا ہے۔ چنانچہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور واقعہ ہے کہ بغداد میں زافرانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں تشریف فرما تھے۔ زافرانی رحمۃ اللہ علیہ میزبان تھے اور ان کی عادت یہ تھی کہ روزانہ ایک پرچہ بنا کر اپنی باندی کو دے دیتے تھے اور اسکو کہہ دیتے تھے کہ تم یہ کھانے تیار کرو، وہ اس طرح کے کھانے تیار کر دیتی، ایک دن ایسا ہوا کہ زافرانی رحمۃ اللہ علیہ پرچی دے کر چلے گئے، تو بعد میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے باندی سے پوچھا کہ آج کیا پکانا ہے؟ تو اس نے پرچی دکھادی پرچی دیکھنے کے بعد امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی پسند کا ایک کھانا اس میں شامل کیا اور کہا: یہ بھی پکا لینا۔ اب شام کو جب وہ تاجر زافرانی رحمۃ اللہ علیہ واپس آئے تو دیکھا کہ جو میں نے کہا ہوا تھا وہ سب کھانا موجود ہے، ایک ڈش اضافی ہے جو انہوں نے نہیں بنوائی۔ تو انہوں نے باندی کو بلایا کہ یہ تم نے کیا کیا؟ تو اس باندی نے وہ پرچی سنبھال کے رکھی ہوئی تھی۔ اس نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا لکھا دکھا دیا کہ جناب! آپ نے جو کچھ لکھا وہ میں نے کر دیا، لیکن یہ جو آپ کے مہمان ہیں انہوں نے اپنی چاہت سے ایک چیز لکھ دی تو میں نے وہ بھی پوری کر دی کہ مہمان ہیں ان کی چاہت پوری ہو جائے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی چاہت کو دیکھ کر وہ اتنا خوش ہوئے،



اتنا خوش ہوئے کہ انہوں نے اپنی باندی کو آزاد کر دیا۔

(شامل کبریٰ، جلد 1، صفحہ 157 المیزان)

گو یا جہاں تعلق اچھا ہو وہاں انسان اپنے دل کی بات کر سکتا ہے، کیونکہ شریعت کے اندر تکلف کو پسند نہیں کیا گیا۔

بے تکلفی سے متعلق ایک اور حکم:

اسی طرح یہاں تک بھی کہا کہ اگر اتنی بے تکلفی ہے کہ گھر میں آپ گئے اور بے پردگی کا مسئلہ نہیں ہے اور معاملہ شریعت سنت کے مطابق ہے تو پھر گھر میں سے از خود چیزیں نکال کر بھی کھا سکتے ہیں۔ مثلاً آپ کسی کے یہاں گئے، معلوم ہے کہ وہ گھر میں موجود نہیں تو آپ اس کے گھر میں کھانا نکال کے بھی کھا سکتے ہیں۔

بے تکلفی کے دو واقعات:

ایک مرتبہ رسول اکرم ﷺ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کے یہاں تشریف لے گئے اور ان کی غیر موجودگی میں ان کے یہاں کھانا تناول فرمایا۔ (شامل کبریٰ، جلد 1، صفحہ 158 المیزان)

ایک مرتبہ اسی طرح کچھ لوگ حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ کے مکان پر پہنچے، حضرت گھر پر نہیں تھے تو انہوں نے دروازہ کھولا، خود ہی دسترخوان بچھایا اور کچن سے جو بھی کچن اس زمانے کا ہوگا، وہاں سے خود ہی کھانا نکال کر کھانا شروع کر دیا۔ اتنے میں حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے، اور ان سب کو اس طرح کھانا کھاتا ہوا دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور بہت دعائیں دیں۔ (شامل کبریٰ، جلد 1، صفحہ 158 المیزان)

یہ بہت قریبی تعلقات کا معاملہ ہے۔ یہ تو تھے آداب اگر آپ نے کسی کے یہاں ملاقات کے لیے جانا ہو تو یہ اس کے لیے بتائے گئے۔



کھانا کھلانے (دعوت) کے آداب:

اسی طرح کسی کو ملاقات پہ بلانا ہو، یعنی دعوت کرنے کے آداب کیا ہیں؟

کھانا کس کو کھلایا جائے؟

سب سے پہلی بات تو بہت اہم ہے۔ فرمایا کہ سنت یہ ہے کہ نیک، صالح اور پرہیزگار لوگوں کو اپنے گھر میں کھانے کے لیے بلائے۔ کیونکہ جب نیک لوگ کھانا کھائیں گے تو اس سے وہ اللہ کی عبادت کریں گے، ذکر کریں گے۔ ان کی جسمانی قوت عبادت کے اندر صرف ہوگی، اللہ کی یاد میں صرف ہوگی، تو ثواب اس کھلانے والے کو بھی ملے گا کہ سبب یہ بن گیا۔ اور اسی وجہ سے حضور پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارا کھانا متقی کے علاوہ کوئی نہ کھائے۔ (شائل کبریٰ، جلد 1، صفحہ 158)

فاسق، فاجر، دنیا دار قسم کے لوگوں کی دعوتیں نہ کرے، کیونکہ وہ کھانا کھا کر فسق و فجور میں مبتلا ہوں گے۔ گناہوں میں مبتلا ہوں گے تو تمہارا کھانا ان کی مدد کرے گا۔

(شائل کبریٰ، جلد 1، صفحہ 158)

اس کی وضاحت فرمائی گئی، لیکن یہاں دیکھنا یہ ہے کہ اگر کہیں کوئی بھوکا آدمی ہے، مزدور ہے، کوئی ایسا فقیر ہے غریب ہے جس کو پیٹ بھر کے کھلانا مقصود ہو تو اس میں فاسق اور فاجر کو نہیں دیکھا جائے گا یا نیکی کو نہیں دیکھا جائے گا کیونکہ وہ اس وقت مجبور ہے۔ (شائل کبریٰ، جلد 1، صفحہ 158)

حاجت روائی ایک مستقل ضرورت ہے۔ ایک ہوتا ہے اہتمام کر کے گھر میں مہمان کو بلانا، اس کے بارے میں حدیث میں آتا ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تیرا کھانا متقی کے علاوہ کوئی نہ کھائے یعنی فاسق اور فاجر لوگوں کو نہ بلایا جائے۔



بدترین دعوت:

بعض دعوتیں ایسی ہوتی ہیں جس میں صرف امیر لوگ ہی آتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سب سے بدترین دعوت وہ ہے جس میں مال داروں کو بلا یا جائے اور غریبوں کو محروم رکھا جائے۔ (شمائل کبریٰ، جلد 1، صفحہ 158 المیزان)

اب رشتہ داروں میں ولیمہ یا کوئی اور دعوت ہے، جس میں چُن چُن کے امیروں کو بلا لیا جائے یا جن سے اپنا کام اور مقصد نکلتا ہو ان کو بلا لیا جائے اور جو خاندان کے غریب ہیں ان کو نہ بلا یا جائے تو یہ نبی ﷺ کے نزدیک بدترین دعوتیں ہیں۔

عزیز واقارب کا زیادہ خیال کرنا:

جب انسان دعوت کرے تو اس میں کئی طرح کے لوگ ہوتے ہیں۔ کہیں عزیز و اقارب کی دعوت ہوتی ہے اور بعض دفعہ دوستوں کی دعوت ہوتی ہے۔ تو فرمایا کہ جب عزیز واقارب کو بلاؤ تو ان کو زیادہ عزت و احترام دو کہ اللہ نے ان کے ساتھ تمہارا ایک رشتہ جوڑا ہے، اور ان کے ساتھ صلہ رحمی کا بھی حکم ہے، تو ان کا زیادہ خیال رکھو۔

(شمائل کبریٰ، جلد 1، صفحہ 158)

مہمان کی آسانی کو دیکھنا:

اسی طرح جب کسی کو دعوت دینی ہو، اب جس کو دعوت دی جا رہی ہے اس کا بھی خیال رکھا جائے۔ بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ کسی کو دعوت میں آنے کی دشواری محسوس ہو رہی ہوتی ہے تو اسکو نہ بلا یا جائے۔ (شمائل کبریٰ، جلد 1، صفحہ 158)

کوئی آدمی بیمار ہے، کوئی تکلیف میں ہے یا کوئی خاص ایسے حالات و کیفیات میں



ہے کہ آپ کو اندازہ ہے کہ اس کا یہاں میرے پاس آنا اسکے لیے تکلیف کا ذریعہ بنے گا۔ یہ تو آپ کی خواہش ہے کہ وہ میرے گھر آئے اور میں اسکو کھانا کھلاؤں، لیکن خدمت کسے کہتے ہیں؟ یہ بات آج تک ہمیں سمجھ نہیں آئی۔

خدمت کسے کہتے ہیں؟

ہم سمجھتے ہیں کہ اپنی خواہش کو پورا کرنا ہی خدمت ہے۔ ہم کیا سمجھتے ہیں کہ جو میں نے سوچا، جو میرے دل میں آیا، یہی خدمت ہے۔ یہ بالکل خدمت نہیں ہے۔ خدمت کیا ہے؟ خدمت کا مطلب ہے راحت رسانی، خدمت کا مطلب ہے دوسرے کو راحت دینا۔ اگر دوسرے کو نہ آنے میں راحت ہو جیسے بعض لوگ مصروف ہوتے ہیں مثلاً علماء ہیں، یا دین کا کام کرنے والے ہیں تو ان کی مصروفیت کو سامنے رکھا جائے۔ یا بعض اوقات لوگوں کے مزاج نہیں ملتے تو ایسے آدمی جن کا معلوم ہے کہ مزاج نہیں ملتے تو بھی! ایسا کر لیا جائے کہ خود پکا کے ان کے گھر بھجوادیں۔

دعوت کا مقصد:

اور دعوت کا مقصد کیا ہوا؟ اصل چیز تو نیت ہوتی ہے۔ ہم نے دعوت گھر میں کرنی ہے، لوگوں کو بلانا ہے۔ اگر ہم نے سنت کی نیت کی، رشتہ داری جوڑنے کی نیت کی، نیک لوگوں کو کھانا کھلانے کی نیت کی، مسلمان کی زیارت کی نیت کی، ملاقات کی نیت کی، تو یہ تمام چیزیں ثواب کا ذریعہ ہیں۔ لیکن اگر اس کے علاوہ کوئی اور بات ہو کہ دعوت کا مقصد فخر ظاہر کرنا، نام و نمود ہو، ریا کاری ہو یا جو آج کل غیر مسلم تہوار ہم مناتے ہیں اس کی نسبت سے دعوت ہو تو یہ تمام دعوتیں خلاف سنت ہیں اور گناہ ہیں، کہ اپنا مال دکھانا یا اپنی



بڑائی کو ثابت کرنا کہ جی میں نے فلاں ہال میں اتنے لوگوں میں اتنی ڈشوں کو رکھا، تو یہ قیامت کے دن کھانا کھلانا سزا اور تکلیف کا ذریعہ بن سکتا ہے۔

دعوت قبول کرنے کے آداب:

اب اگلی بات دعوت قبول کرنے کے آداب سے متعلق ہے۔ اگر کسی کو بلا یا جائے کہ آپ ہمارے گھر آئیں تو جس کی دعوت کی جارہی ہے اس کو کیا کرنا چاہیے؟ آداب قبولیت میں سے ہے کہ امیر اور غریب سب کی دعوت کو قبول کر لے۔ امتیاز اور فرق اس بنیاد پر نہ کرے کہ اس کے پاس مال ہے اور اس کے پاس مال نہیں، کیونکہ نبی کریم ﷺ معمولی لوگوں کی دعوت بھی قبول فرمالتے تھے۔ چنانچہ ایک درزی کی دعوت آپ ﷺ نے قبول فرمائی۔ اسی طرح جس کو مدعو کیا جا رہا ہے یا جس نے کہیں جانا ہے وہ کسی کی دعوت کو حقارت کی نگاہ سے نہ دیکھے کہ اس کے پاس ہوگا کیا، اس نے کھلانا کیا ہے، دال روٹی رکھ دے گا، سوکھی روٹی رکھ دے گا۔ بہر حال اس بنیاد پر ہرگز دعوت نہ ٹھکرائیں۔

کن دعوتوں سے اجتناب کرنا چاہیے؟

اگر کوئی دعوت رسماً کی جارہی ہے، لحاظاً کی جارہی ہے یعنی میزبان کرنے میں اتنا خوش نہیں ہے، لیکن وہ رواج کی وجہ سے مجبور ہے کہ میں نے نہ کی تو میری ناک کٹ جائے گی، تو ایسی دعوتوں میں شرکت سے انسان کو پرہیز ہی کرنا چاہیے کہ وہ خوشی سے نہیں کر رہا، طیب نفس سے نہیں کر رہا۔ وہ مجبور ہے کہ اگر میں نے یہ دعوت نہ کی تو لوگ مجھے برا بھلا کہیں گے، تو ایسی دعوتوں میں نہیں جانا چاہیے۔ اور اسی طرح اگر میزبان کی نیت احسان جتانے کی ہو تو بھی مت جائیں۔ بعض دفعہ عادت سے، سیاق و سباق سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ کیوں بلا رہا ہے۔ اور پانچویں بات کہ اگر جس نے بلا یا ہے یعنی



میزبان کی کمائی حلال نہیں، اس کا مال مشتبہ ہے، سود کی کمائی ہے یا اور کوئی حرام واضح معلوم ہے، رشوت کا مال ہے یا کوئی کام ہی ایسا کرتا ہے جو شریعت کی رو سے حرام ہے تو ایسے آدمی کے گھر بھی کھانا کھانے سے انکار کر دے، اچھے انداز سے اپنے آپ کو بچا لے۔ بعض دفعہ رشتہ دار ہوتے ہیں تو اس کے لیے پھر انسان علماء سے انفرادی طور پر مسئلہ معلوم کر لے کہ میں کیسے انکار کروں کہ رشتہ داری بھی رہ جائے اور میرے پیٹ میں حرام بھی نہ جائے۔ یہ بات دوبارہ سن لیجیے جسم کا جو حصہ، جسم کا جو ٹشو (Tissue) حرام غذا سے بنے گا وہ گناہ کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اور دعوت دینے والا اگر فاسق اور فاجر ہو، معاملہ خراب ہو، اہل بدعت میں سے ہو تو وہاں بھی جانے سے انسان اپنے آپ کو بچائے۔ (شامل کبریٰ، جلد 1، صفحہ 158)

دوری کی وجہ سے دعوت سے انکار:

بعض دفعہ کوئی دعوت دیتا ہے تو کبھی اس کا گھر قریب ہوتا ہے، کبھی اس کا گھر دور ہوتا ہے۔ تو قریب اور دور یہ انکار کی وجہ نہیں ہے کہ جی یہ دور رہتے ہیں، میں نہیں آسکتا۔ قریب اور دور ہونا، یہ وجہ شریعت نے نہیں شمار کی۔ ہاں بہت ہی دور جو تکلیف کا ذریعہ ہو تو اس میں بہر حال آپس میں بات چیت، محبت کے ساتھ انسان فیصلے کرے۔ (شامل کبریٰ، جلد 1، صفحہ 158)

خلاف شرع امور والی دعوت:

اگر آپ کو کہیں بلا یا گیا اور میزبان جو دعوت دینے والا ہے اس کے یہاں خلاف شرع امور ہو رہے ہوں۔ وہ چیزیں جو اللہ رب العزت نے حرام قرار دیں، رسول اللہ ﷺ نے منع کر دیں، اگر وہ وہاں ہو رہی ہوں تو ایسی مجلس طعام میں شریک ہونا



درست نہیں۔ اب اس کی مثال یوں سمجھیں کہ آپ کسی ایسی جگہ گئے کہ وہاں گانا بجانا ہے، میوزک چل رہا ہے، اب شریعت محمدی ﷺ کے مطابق وہاں جانا درست نہیں۔ نبی ﷺ کبھی کسی ایسی دعوت میں نہیں گئے جہاں گانے باجے تھے۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم گانے بجانے والی محفلوں میں نہیں جایا کرتے تھے، یا ایسی جگہ جہاں تصویریں خوب لگی ہوئی ہوں وہاں جانے سے بھی بچیں۔ اور اسی طرح کہیں یہ Mix Gathering ہو وہاں پہنچنے سے انسان بچے۔ Mix Gathering کے بارے میں تفصیلات ان شاء اللہ عنقریب آئیں گی لیکن ابھی ایک دو باتیں مختصری سن لیجئے!

قرآنی واقعہ:

حضرت موسیٰ ﷺ جب مدین پہنچے تو ایک کنویں پہ لوگوں کا ہجوم دیکھا۔ لوگ اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے تھے اور ایک طرف دوڑکیاں اپنی بکریوں کو لے کر الگ تھلگ کھڑی تھیں۔ جب لوگ چلے گئے تو بعد میں انہوں نے پانی پلایا تو سیدنا موسیٰ ﷺ نے پوچھا کہ بھئی! تم نے پہلے پانی کیوں نہیں پلایا؟ اب تو بچا کچھا پانی ہے پہلے تو اچھا خاصا خوب پانی تھا۔ قرآن مجید کے اندر سورۃ القصص میں ان دونوں لڑکیوں نے جواب دیا۔

﴿قَالَتَا لَا نَسْقِي حَتَّىٰ يُصَدِّرَ الرِّعَاءَ﴾ (القصص: 23)

ان دونوں نے کہا کہ ہم چرواہوں کے چلے جانے تک پانی نہیں پلاتیں۔ اس سے کیا معلوم ہوا کہ شریف گھرانے کی عورتیں عام مردوں کے ساتھ آزادانہ اختلاط کو گوارا نہیں کرتیں، اور یہ نبی ﷺ کی شریعت سے پہلے کی بات ہے۔ اور ہماری شریعت میں تو وضاحت کے ساتھ اس کی تردید کر دی گئی کہ Mix Gathering اللہ



کے دین میں جائز نہیں۔ ذرا غور کریں! ایک ون وے روڈ ہو، راستہ بھی تنگ ہو اور ٹریفک آ بھی رہی ہو، جا بھی رہی ہو تو یقین کریں کہ وہاں ایکسیڈنٹ کے Chances زیادہ ہیں، بجائے اس کے کہ دونوں الگ الگ راستے ہوں، ایک میں صرف جا رہی ہو اور ایک میں صرف آرہی ہو تو یہاں پر راستے میں ایکسیڈنٹ کے چانس کم ہو جائیں گے۔ بالکل اسی طرح جب بھی غیر محرم کو ایک دوسرے کے قریب آنے کا موقع ملے گا تو ایک نہ ایک دن ملاپ ہو ہی جائے گا۔ دو ماہر ڈرائیور ذرا سی غفلت کریں تو ایکسیڈنٹ کر بیٹھتے ہیں۔ اسی طرح نیک لوگ پردے میں بے احتیاطی کریں تو گناہ کے مرتکب ہو جاتے ہیں۔

(Murphy's Law) آپ نے سنا ہی ہوگا اس نے کیا بولا:

If anything can go wrong, it will.

اگر گناہ کا موقع ملتا رہے گا تو ایک نہ ایک دن گناہ کا ارتکاب ہو ہی جائے گا۔
لہذا احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ گناہ کے موقع سے ہی بچا جائے تاکہ ملوث ہونے کی
نوبت ہی نہ آئے۔

دور نبوت میں احتیاط کا ایک انداز:

اب ذرا غور کیجیے! نبی ﷺ کے زمانے میں عورتوں کی تعلیم کا دن جدا، مسجد کے اندر عورتوں کی گزرگاہ جدا، داخلہ جدا، دروازہ بالکل الگ تھا۔ اس کا بعد میں نام ہی باب النساء پڑ گیا۔ ابن کثیر کی روایت ہے حدیث میں آتا ہے کہ نبی ﷺ نے عورتوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ

عَلَيْكُمْ بِحَافَاتِ الطَّرِيقِ (سنن ابی داؤد)

”عورتیں راستوں کے کنارے پر چلیں۔“



اگر کسی عورت کو گھر سے نکل کر کہیں جانا ہو تو راستے کے درمیان میں اور مردوں میں گھس کر نہ چلے بلکہ کنارے پر احتیاط سے چلے تاکہ مردوں سے دور رہے۔ عورتوں کی صفیں مسجد میں جدا، عورتوں کا مسجد میں آنا جدا، ہر چیز جدا۔ اور ایک بات سے سمجھنا بہت آسان ہوگا کہ انسان کے لیے نبی ﷺ کے پیچھے نماز سے بڑی نعمت اور سعادت ہو ہی کوئی نہیں سکتی تھی۔

ایک صحابیہ کی خواہش:

ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا ہیں اُمّ حمید ساعدیہ رضی اللہ عنہا۔ انہوں نے نبی ﷺ سے عرض کیا: اے اللہ کے نبی ﷺ! میرا دل چاہتا ہے کہ میں مسجد میں آپ کے ساتھ نماز پڑھا کروں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ہاں مجھے معلوم ہے، مگر آپ کا ایک کونے میں نماز پڑھنا حجرے میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے، اور آپ کا گھر کے صحن میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے کہ آپ حجرے میں نماز پڑھ لیں، اور آپ کا محلے کی مسجد میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے کہ آپ گھر کے صحن میں پڑھ لیں اور محلے کی مسجد میں نماز پڑھ لینا بہتر ہے کہ آپ جامع مسجد میں نماز پڑھنے آئیں یعنی میرے پیچھے نماز پڑھیں۔ (مسند احمد)

نبی ﷺ نے اپنے پیچھے نماز پڑھنے سے بھی منع فرمایا کہ دیکھو! تمہارے لیے بہتر یہ ہے کہ گھر کی تنہائی میں نماز پڑھو۔ اب نماز کے لیے اختلاط کی اجازت نہ رہی۔

عورتوں کے لیے حج و عمرہ میں بھی احتیاط:

نبی ﷺ کے زمانے میں جب حج اور عمرے کا سلسلہ ہوتا تھا تو عورتیں طواف بھی الگ کیا کرتیں تھیں، مرد الگ کیا کرتے تھے۔ عورتیں کناروں کناروں پر کرتی تھیں۔



مردوں اور عورتوں کا اختلاط اس زمانے میں نہیں ہوتا تھا۔ یہ آج ہمارے زمانے میں ہو گیا، یہ ہماری غلطی ہے، اسلام کی غلطی اس میں کوئی نہیں۔ اسلام میں وضاحت سے احکامات موجود ہیں۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور میں جہاں کناروں کناروں پر عورتیں طواف کرتی تھیں، تو ایک دفعہ ایک مرد وہاں داخل ہونے لگا تو انہوں نے اس کو پکڑ کر سزا دی۔ تو پتا چلا کہ مرد بیت اللہ کے قریب طواف کرتے تھے اور عورتیں بیت اللہ سے دور پیچھے ہٹ کے طواف کیا کرتی تھیں، خیر! اللہ ہمیں صحیح سمجھ عطا فرمادیں۔ بہر حال Mix Gathering کی اسلام میں، اللہ رب العزت کی شریعت میں کوئی اجازت نہیں۔ یہاں ہم مان لیں گے تو ہمارا فائدہ ہے۔ نہیں تو قیامت کے دن جب ہماری عورتوں کی ملاقات بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا اور بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہوگی تو وہاں اگر ان عورتوں نے شریعت کی پابندی نہیں کی ہوگی تو خود ہی قیامت کے دن شرمندگی ہوگی۔ تو بات یہاں یہ تھی کہ میزبان کے یہاں خلاف شرع امور کا ارتکاب ہو رہا ہو تو ایسی مجلس میں شریک نہ ہوں۔ مثلاً مہندی کی محفل ہے یہ ہندوؤں کی محفل ہے، گانے بجانا ہے تو یہ بھی غیروں کا طریقہ ہے اور اگر وہاں بھی Mix Gathering ہے تو یہ بھی مسلمانوں کا طریقہ نہیں، تو ایسی جگہ انسان شریک نہ ہو۔

دعوت قبول کرنے میں انسان کیا نیت کرے؟

دعوت قبول کرنے والا بھی اپنی مستقل نیت کرے اور دعوت دینے والا بھی مستقل نیت کرے۔ دعوت قبول کرنے میں صرف کھانے پینے کی نیت نہ ہو کہ جی وہاں خوب کھانے ملیں گے دعوت ہے، بلکہ اتباع سنت کی نیت کرے۔ مومن کے دل کو خوش کرنا بھی ایک نیت ہے، اگر ام مسلم، دوست احباب، رشتہ داروں سے ملاقات یہ ساری نیتیں



ایسی ہیں جس میں ہمیں کھانا تو مل ہی جائے گا لیکن قیامت کے دن ثواب بھی ملے گا۔

(شمائل کبریٰ، جلد 1، صفحہ 159)

یہ تھے دعوت قبول کرنے کے آداب، اب چند باتیں مہمان سے متعلق بھی ہیں کہ اس کو کن آداب کا خیال رکھنا ہے۔ ان کے بارے میں بھی شریعت نے تفصیلات بتائی ہیں۔

پابندی وقت:

تاخیر نہ کرے کہ انتظار میں زحمت ہوگی، نہ بہت پہلے چلا جائے۔ ہاں اگر بہت پہلے جانے کا معاملہ یہ ہے کہ کام میں ہاتھ بٹانا ہو تو پھر ٹھیک ہے زیادہ جلدی جانے میں کوئی حرج نہیں۔ (شمائل کبریٰ، جلد 1، صفحہ 159)

ایک آدمی نے آٹھ بجے بلایا، اب دل کیا تو پانچ بجے جا کر بیٹھ گئے تو اگر اس کی مدد کرنی ہے، اس کا خیال رکھنا ہے اور وہ آپ کے جلدی آنے سے خوش ہو پھر تو ٹھیک ہے ورنہ اگر محسوس ہو کہ میرے جلدی جانے سے اس کو زیادہ زحمت ہوگی تو ایسے وقت میں پھر جلدی جانا ٹھیک نہیں، اور تاخیر کرنا بھی ٹھیک نہیں، کوشش کی جائے کہ جو عام معمول ہے اس کو برقرار رکھا جائے۔

اجازت طلب کرنا:

جب کسی کے گھر پہنچ جائے تو بلا اجازت گھر کے اندر نہ جائے، کہیں ایسا نہ ہو کہ بے پردگی ہو جائے۔

اسلام کرنا:

جب جائے تو سب سے پہلے السلام علیکم کہے، پہلے سے خیریت اور مزاج نہ پوچھے۔



پہلے سلام کرے اس کے بعد خیر خیریت پوچھے آج یہ سنت بھی ہم سے چھوٹ گئی کہ کہیں ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو پہلے باقی چیزیں پوچھ لیتے ہیں، سلام بعد میں کرتے ہیں یا پھر بھول ہی جاتے ہیں۔

بیٹھنے میں احتیاط:

انسان جب گھر کے اندر داخل ہو جہاں دعوت ہے بلا یا گیا ہے، یعنی میزبان کے یہاں تو مجلس میں جہاں جگہ ملے بیٹھ جائے۔ صدر نشینی، بالائینی کے چکر میں نہ رہے کیونکہ سنت اور سادگی یہی ہے۔ اور یہ خیال کرنا کہ جی میں سب سے اچھی جگہ پر بیٹھوں، سب سے زیادہ بڑھ کر میں نظر آؤں، یہ چیز خلاف سنت ہے۔ اگر وہ لوگ از خود آپ کو صدر مقام پر، اچھی جگہ پر، اسٹج وغیرہ پر بٹھانا چاہیں تو انسان اولاً تو انکار کر دے پھر دوبارہ کہہ دیں تو انسان بیٹھ جائے اور ایسا اصرار بھی نہ کرے کہ ان کو تکلیف ہو۔

حیلے بہانے سے گریز:

اس کے علاوہ ایک اور بات بہت اہم ہے، اگر صاحب خانہ کہیں بٹھائے تو انسان اسی جگہ بیٹھ جائے اس کی مخالفت نہ کرے، ہو سکتا ہے کہ اس کے ذہن میں کوئی پلان ہو، کوئی ترتیب ہو کہ میں نے ایسے Manage کرنا ہے، اور ہم اس کی مخالفت کر رہے ہوں۔ اور انسان جب جا کر بیٹھے، ایسے مقام پر نہ بیٹھے جہاں بے پردگی کا احتمال ہو۔ اور آج تو موقع ڈھونڈ ڈھونڈ کر ہمارے مرد بھی اور ہماری عورتیں بھی ایسے مقام پہ جانے کی کوشش کرتے ہیں کہ بے پردگی ہو اور کھل کے ہو۔ اب کچھ لوگ بیچارے انتظام بھی کر لیتے ہیں کہ مردوں کا الگ اور عورتوں کا الگ تو بھی بہت سارے مرد کسی نہ کسی بہانے



سے عورتوں کے اندر جانے کی کوشش کرتے ہیں یہ ان کے لیے جائز نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی شریعت میں اس کی اجازت نہیں۔ اس لیے انسان کو جہاں بھی بٹھایا جائے وہیں بیٹھ جائے اور وقار کے ساتھ بیٹھے، ادھر ادھر تانک جھانک نہ کرے، سکون کے ساتھ بیٹھے۔

بات چیت میں احتیاط:

اگر کوئی بات کرنی ہو تو بالکل بات کرے، موقع محل کے حساب سے اچھی بات کرے ورنہ خاموش رہے، فضول بات نہ کرے۔

بڑوں کا ادب:

مجلس میں اگر کوئی بڑا بزرگ موجود ہو، کوئی بڑا آدمی موجود ہو تو اس کی رعایت کرے، اس کا ادب کرے۔

انتشار سے بچنا:

اور اگر آپ کسی دعوت میں گئے جہاں ایسے لوگ موجود ہوں جو اہل بدعت میں سے ہیں، یا ایسے لوگ موجود ہوں جو آپ کی مخالفت کرتے ہیں، تو وہاں آپ خاموش رہیں، کسی کے یہاں جا کر اخلاقی طور پر خاموش رہنا مناسب ہے وہاں کوئی ایسی بات نہ ہو کہ کسی کا مذاق یا کوئی پریشانی کا معاملہ ہو، خاموشی کے ساتھ وقت گزاریں۔

کھانے کی مجلس کے آداب:

اب انسان مجلس میں بیٹھا ہوا ہے تو اس میں چند کھانے کے آداب بھی بتائے۔ مجلس اور جماعت میں کھانے کے آداب کچھ ایسے ہیں کہ اگر مجمع کے اندر مہمانوں میں اہل



فضل اور بڑی عمر کے لوگ زیادہ ہوں یا دین دار لوگ ہوں تو کوشش کریں کہ پہلے بڑے لوگوں سے کھانے کی ابتدا ہو۔ (شمائل کبریٰ، جلد 1، صفحہ 160)

اور کھانے کی مجلس میں بالکل خاموش نہ ہوں کہ یہ عجمیوں کا طریقہ ہے، لیکن یہ ہے کہ امور خیر یعنی اچھی اچھی باتوں کا تذکرہ کرتا رہے، لیکن فضول اور لالیعنی باتوں سے اپنے آپ کو بچائے، غیر ضروری کہیں اور غیبتیں اور شگوفے سنانا وغیرہ سے انسان اپنے آپ کو بچائے۔ اچھی بات، سنت کی بات کو ضرور اختیار کرے۔ اور مجلس میں کوئی ایسا طریقہ اختیار نہ کرے جس سے مجلس کے باقی لوگوں کو اذیت اور تکلیف ہو۔ بہتر یہ ہے کہ دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دے خود بڑھ چڑھ کر نہ کھائے۔ اگر کوئی ساتھی کم کھائے تو اسے کھانے میں ہلکا پھلکا کہہ دے کہ بھائی! تھوڑا سا اور کھا لیجئے لیکن زیادہ اصرار نہ کریں۔ اور باقی لوگ جو کھا رہے ہیں نہ ان کی ہڈیاں گنے، نہ بوٹیاں گنے اور نہ چپاتیاں گنے، نہ ہی ادھر ادھر غور کرے، اپنی طرف زیادہ توجہ رکھے۔

اپنے ساتھیوں کی رعایت کرے اور کوشش کرے کہ اختتام ساتھ ہی ہو۔ ایسا نہ ہو کہ یہ جلدی کھا کے فارغ ہو جائے اور باقی کھاتے رہیں تو وہ شرمندگی محسوس کریں، کوشش کرے کہ جب تک ممکن ہے ساتھ ساتھ کھاتا رہے۔ لیکن اگر کوئی وجہ ہے کم کھانے کی یا کسی بھی طرح کی تو پہلے سے اچھے انداز میں اطلاع کر دے تاکہ کسی کو شرمندگی نہ ہو۔ اور منہ سے کوئی چیز نکالنی ہو جیسے ہڈی تو کھانے کی طرف سے منہ پھیر کر بائیں طرف رخ کر لے، لوگوں کی طرف سے بھی تھوڑا سا پیچھے ہو جائے، کھانے کی طرف سے بھی پیچھے ہو جائے، پھر نکالے۔ اور دانت سے کتری ہوئی کوئی چیز جیسے روٹی ہے، دانت سے کتر لی اب وہ ایسے شور بے میں جس میں اور لوگ بھی شریک ہوں، اس میں نہ ڈالے۔ اگر



ایک پلیٹ میں کئی آدمی کھانا کھا رہے ہیں تو اس میں پھر باقی لوگوں کا بھی خیال رکھے اور اپنے ہاتھ کو پلیٹ میں نہ جھاڑے۔ اور اگر دسترخوان کے اوپر پھل یا میوہ ہو اور کھانا بھی ہو تو کھانے کی ترتیب یہی ہے کہ پہلے پھل اور میوہ کھالے اور بعد میں کھانا کھائے۔
(شمائل کبری، جلد 1، صفحہ 160)

میزبانی کے آداب:

اس کے علاوہ اب میزبانی کے بھی کچھ آداب ہیں، ان کا بھی تذکرہ کر لیتے ہیں۔ جو انسان میزبان ہے اس کے لیے بھی قرآن میں اور نبی ﷺ کی احادیث مبارکہ میں چند باتیں آئیں۔ ان کو بھی توجہ سے سن لیں۔ میزبان کے لیے تو پہلے یہ بتایا کہ مہمان کے لیے اتنا تکلف نہ کرے کہ جو اس کے لیے پریشانی کا باعث بن جائے۔ اپنی طرف سے جو حاضر ہو پیش کر دے۔ ایسا بھی نہ ہو کہ بال بچے بھوکے رہیں اور یہ سارا کچھ دوست اور مہمانوں کو کھلا دے، ایسا تکلف منع کیا گیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شرطیں:

ایک روایت ہے کہ کسی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دعوت کی، آپ رضی اللہ عنہ نے دعوت تو قبول کی لیکن فرمایا کہ دیکھو! میری تین شرطیں ہیں: اول یہ کہ تم بازار نہ جانا یعنی تم ایسا نہ کرنا کہ بازار سے کھانے پکانے کی چیزیں لینے چلے جاؤ۔ دوسری شرط یہ کہ جو گھر میں اس وقت موجود ہو بس وہ لے آنا۔ اور تیسری شرط میری یہ ہے کہ اپنے بال بچوں کا حصہ چھوڑ کر لانا۔ (شمائل کبری، جلد 1، صفحہ 161)

ایسا نہ ہو کہ تم بال بچوں کو بھوکا چھوڑ دو کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے ہیں تو باقی گھر والے بھوکے رہیں گے، تو آسانی کے ساتھ جتنا ہو سکتا ہے اسکو کرے۔ ایک ادب یہ بتایا کہ



مہمان سے مرغوب اور پسندیدہ شے معلوم کر لے کہ اسکو کیا چیز پسند ہے۔ اگر یہ آسانی سے مہیا کر سکتا ہو تو فراہم کر دے۔ اس میں ثواب بہت زیادہ ہے کہ اس نے مہمان کا خیال کیا۔ (شائل کبریٰ، جلد 1، صفحہ 161)

مہمان کے ہاتھ دھلانا:

اور ایک ادب جو آج کل تو نہیں ہے۔ آج کل تو کہہ دیتے ہیں کہ وہاں جائیے اور ہاتھ دھو کر آئیے۔ علماء نے تو لکھا ہے کہ مہمان کے ہاتھ میزبان دھلائے اور اسکے لیے ادب یہ لکھا ہے کہ جب میزبان کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھلانا لگے تو پہلے اپنا ہاتھ دھوئے، پھر مہمان کے دھلائے اور جب فارغ ہو جائے اور فارغ ہونے کے بعد پہلے مہمان کے ہاتھ دھلائے پھر اپنے ہاتھ دھوئے۔ کیا مطلب؟ مطلب یہ کہ جب اپنے ہاتھ دھلے ہوئے ہوں گے تو صاف ہاتھوں سے مہمان کے ہاتھوں کو دھلائے کھانا کھانے سے پہلے، اور جب کھانا کھا لیا اب پہلے مہمان کے ہاتھ دھلائے بعد میں اپنے ہاتھ دھوئے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جب ایک مرتبہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں تشریف لے گئے تھے تو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اسی طرح کیا تھا۔ (شائل کبریٰ، جلد 1، صفحہ 161 لمیزان)

انتظار کروانے سے گریز:

کھانا پیش کرنے میں جلدی کرے، کیونکہ یہ عمل مہمان کی تعظیم اور خاطر داری میں شامل ہے اور اسی میں مہمان کا اکرام بھی ہے اور مہمان کے اکرام کا حکم بھی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ بھوکا ہو اور اسے کھانا کھانے کی ضرورت ہو۔ اس لیے کوشش کر کے جلد سے جلد کھانا پیش کر دے اس کو انتظار لمبانا نہ کروائے۔



پانچ چیزوں میں جلدی کرنا سنت ہے:

حاتم شرم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جلد بازی شیطان کا کام ہے لیکن پانچ چیزوں میں جلدی کرنا یہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنت ہے:

- ① مہمان کو کھانا کھلانے میں
- ② میت کی تجہیز و تکفین اور تدفین میں
- ③ بچی جب بالغ ہو جائے اس کا نکاح کرنے میں جلدی کرے
- ④ قرض ادا کرنے میں
- ⑤ توبہ کرنے میں۔

(شماں کبریٰ، جلد 1، صفحہ 161)

کھانا لانے میں احتیاط:

اب میزبان نے کھانا لے کر آنا ہے تو کتنا لے کر آئے۔ اس کے بارے میں بتایا کہ بقدر ضرورت لے کر آئے، ضرورت سے کم لانا بھی ٹھیک نہیں اور ضرورت سے بہت زیادہ لانا بھی ٹھیک نہیں۔ ایک احتیاط کے ساتھ مناسب انداز سے کھانا لے کر آئے بہت زیادہ کھانا بھی نہ لائے کہ بعض چیز ایسی ہوتی ہیں کہ زیادہ رکھ دیں جائیں تو پھر وہ دوبارہ استعمال کے قابل نہیں رہتیں، اور بہت کم بھی نہ ہو کہ وہ بھی مناسب نہیں۔ اندازہ کریں کہ کتنے لوگ ہیں، کتنا کھالیں گے، تو اس حساب سے ایک اچھا اندازہ کر کے لے آئے۔ (شماں کبریٰ، جلد 1، صفحہ 161 المیزان)

اہل خانہ کی رعایت کرے:

ایک ادب یہ لکھا کہ گھر کے افراد کا حصہ پہلے ہی نکال کر الگ رکھ لیا جائے۔ گھر میں



بیوی بچے ہیں ایسا نہ ہو کہ سارے کا سارا مہمان کے سامنے اٹھا کر رکھ دے اور گھر والے اب پریشان ہیں اور ان کا دل مہمان کے کھانے میں اٹکا ہوا ہے کہ اللہ کرے یہ کچھ بچا دے، زیادہ نہ کھائے ورنہ ہمارا کیا بنے گا۔ ہاں اگر کسی وقت قدر تائیا ایسا ہو کہ مہمان اچانک آگئے ہوں اور انتظام نہیں ہو سکا تو ایسی صورت میں اگر مہمان کو ترجیح دے دیدے گا تو یہ باعثِ اجر اور باعثِ برکت ہے۔ (شامل کبریٰ، جلد 1، صفحہ 161)

لیکن اگر آپ نے انتظام کر کے گھر میں کسی کو بلا یا تو گھر والوں کا پورا پورا خیال ساتھ ساتھ رکھا جائے۔ اور کھانے کی جتنی چیزیں تیار ہوں ان سب کو مہمان کے سامنے رکھ دے تاکہ ہر قسم کا کھانا اس کے سامنے آجائے اور وہ حسبِ طلب اپنی مرضی سے خواہش کے ساتھ کھالے، ایسا نہ ہو کہ پہلے انسان سادہ چیزیں رکھ دے اور لذیذ چیزیں بعد میں لائے تو اس کو دکھ ہوگا، تو اچھی چیزوں کو پہلے رکھ دے یا ساتھ ساتھ رکھ دے۔ (شامل کبریٰ، جلد 1، صفحہ 162)

حالت کا اندازہ لگانا:

ایک ادب یہ لکھا کہ مہمان سے نہ پوچھا جائے کہ جی آپ کھانا کھائیں گے؟ میں کھانا لے کر آؤں؟ بلکہ فرمایا کہ وقت کے لحاظ سے یا دوسرے اچھے ذرائع سے خود ہی اندازہ لگالیں کہ بھئی مہمان کو بھوک لگی ہوگی کہ نہیں، پھر جو میسر ہو سامنے پیش کر دے۔ (شامل کبریٰ، جلد 1، صفحہ 162 المیزان)

دیکھیں! شریعت نے کتنی خوبصورتی بتائی کہ جو میسر ہو وہ پیش کر دے، اور دونوں طرف تکلف سے منع کیا۔ آپ پیش کر دیں، اس نے کھانا ہوگا تو کھالے گا۔ ورنہ بہت سے آدمی پوچھنے کی وجہ سے منع ہی کر دیتے ہیں، لحاظ رکھ لیتے ہیں تو بھوکے رہ جاتے ہیں۔



مختلف آداب:

اس کے علاوہ ایک اور ادب مہمان کے لیے بتایا کہ جو کھانا دسترخوان پر نہ ہو اس کا تذکرہ نہ کرے۔ (شمائل کبریٰ، جلد 1، صفحہ 162 المیزان)

یہ بات تو چھوٹی سی ہے لیکن بڑی اہم ہے۔ آپ کسی کے گھر مہمان گئے تو وہاں اس نے تین ڈشیں لا کے رکھ دیں۔ آپ نے کسی چوتھی ڈش کا تذکرہ شروع کر دیا کہ جی میں فلاں جگہ گیا تھا تو وہاں وہ ڈش بڑی مزیدار بنی ہوئی تھی۔ اب اس سے میزبان کو تکلیف ہوگی کہ جو تین چیزیں سامنے نظر آرہی ہیں اس کی تعریف نہیں اور جو نظر نہیں آ رہا اس کی تعریفیں شروع ہو گئیں تو اس سے باقاعدہ منع کیا گیا کہ جو کھانا دسترخوان پر نہ ہو اس کی تعریف نہ کرے۔

اور اسی طرح لکھا کہ اگر آپ نے دس پندرہ آدمیوں کو کھانے پہ بلایا ہے۔ ان میں سے اکثر آگئے ایک دورہ گئے، اب ایک دو کے انتظار میں بارہ آدمیوں کو تکلیف نہ دے، کھانا شروع کر دے۔ وہ بعد میں آئیں گے اور بعد میں کھالیں گے۔

اور اسی طرح دسترخوان کے اٹھانے میں جلدی نہ کرے۔ مہمان آیا کھانا شروع کر دیا، آپ نے تو کھالیا، آپ کو اندازہ ہو گیا کہ میری بھوک تو ختم ہو گئی اور پیٹ بھر گیا۔ اب جلدی جلدی خادم یا بچوں کو بلانا کہ آؤ دسترخوان اٹھاؤ تو اس جلدی میں مہمان پریشان نہ ہو جائے، مہمان کو تسلی سے کھانا کھانے دیں۔ جب وہ کھانا کھا چکے، سب فارغ ہو چکیں تو پھر اس کے بعد کھانا اٹھائے۔

اور میزبان کو چاہیے کہ کھانے میں شریک بھی رہے اور آخر میں ساتھ ہی اٹھے۔ اور کھانے پینے اور دیگر امور میں مہمان کے مزاج کی رعایت کرے کیونکہ اکرام کا اولین



مقصد اس کو راحت پہنچانا ہے، اس کی خدمت کرنا ہے نہ کہ اپنی مرضی کو پورا کرنا ہے۔ مہمان کے مزاج کی رعایت کرے اور کوشش کرے کہ زمین پر نہ رکھے بلکہ عمدہ دسترخوان لگائے، آرام اور راحت کے ساتھ کھلائے اور میوزک کا اہتمام تو ہرگز، ہرگز اور ہرگز نہ کرے کہ میوزک تو حرام ہے۔ اور بعض جگہ ٹیبل کرسی ہوتی ہے تو ٹیبل کرسی پر کھانا جائز ضرور ہے، لیکن خلاف سنت ہے۔ تو بھئی کبھی ٹیبل کرسی پر کھائے تو کبھی زمین پر بھی کھالے تاکہ سنت بھی پوری ہو جائے۔ (شائل کبریٰ، جلد 1، صفحہ 162)

اسی طرح مہمان کے ساتھ میزبان کو چاہیے کہ کھانے میں شریک ہو اور ان کو ہلکا پھلکا کہتا رہے کہ آپ کھا لیجیے۔ بہت اصرار بھی نہ کرے، زبردستی بھی نہ کرے۔ ایک جگہ خیر سے میں گیا، ماشاء اللہ خوب انہوں نے کھلایا میں نے کھالیا۔ پھر اور کھلایا، پھر کھالیا۔ اب بالکل گنجائش نہیں تھی کہ کوئی نئی ڈش آگئی کہ اب یہ والی بھی کھالیں تو مختلف ڈشیں کھا کے میرا ہی حال خراب ہو گیا (مسکراتے ہوئے فرمایا)۔

اور میزبان کو چاہیے کہ وہ مہمان کی خدمت خود بھی کرے، ایسا نہ ہو کہ سارا کام نوکر ہی کریں، دوسرے لوگ ہی کریں، خود بھی چاہیے کہ خدمت کرے کہ مہمان کے اکرام کا حکم ہے۔ فرمایا کہ جو قیامت کے دن اللہ سے اچھی حالت میں ملنا چاہتا ہو، جو قیامت کے دن اور اللہ پر ایمان رکھتا ہو اس کو چاہیے کہ مہمان کا اکرام کرے۔ تو خود بھی اکرام کرنے کی اس میں بات کی گئی۔ اگر اور کام کرنے والے موجود ہیں، خدمت کرنے والے موجود ہیں تو ٹھیک ہے ان سے بھی کام لے، لیکن نگرانی رکھتا رہے، اس سے مہمان کو اندازہ رہے گا کہ میری بھی اہمیت ہے، مجھے بھی دیکھا جا رہا ہے، مجھے بھی پوچھا جا رہا ہے، اس میں مہمان کی عزت بھی ہے، اور یہ اللہ کا حکم بھی ہے اور نبی ﷺ کا طریقہ بھی ہے۔ اور میزبان کو چاہیے کہ ہلکی پھلکی گفتگو کے ذریعے مہمان کے ساتھ بات چیت کرتا



رہے، بالکل خاموش بیٹھا رہے گا تو وہ نہیں کھا سکیں گے۔ تو ان کو وحشت نہ ہونے دیں، بے تکلفی کا ماحول رکھے تاکہ وہ خوش ہو کر رغبت کے ساتھ زیادہ کھائیں۔ اور یہ بتایا کہ مہمان کی آمد پر خوشی کا اظہار کیا جائے تاکہ وہ اپنی آمد پر افسوس نہ کرے، نالاں نہ ہو، ایسا نہ ہو کہ وہ محسوس کرے کہ جب سے میں آیا ہوں تو ان کے اوپر مصیبت بن گئی ہے۔ اپنی طرف سے ان کو خوشی کا احساس دلائے کیونکہ اللہ تعالیٰ جس سے راضی ہوتے ہیں اس کے گھر میں مہمان بھیجتے ہیں یہ حدیث ہے۔ اور مہمان جب آتا ہے، کھانا اپنے نصیب کا کھاتا ہے اور میزبان کے گناہ سمیٹ کے لے جاتا ہے۔ تو انسان خوش ہو کہ یہ مہمان آیا ہے، میرے گناہ آج معاف ہو جائیں گے۔ اللہ مجھ سے خوش ہو جائیں گے، میرے گھر میں برکتیں آئیں گی ان چیزوں کو سوچے گا تو مہمان کے آنے سے دل خوش ہوگا۔

مہمان کو بھی بتایا کہ دسترخوان پر سے کوئی چیز دوسروں کو نہ دے۔ مثلاً کوئی مانگنے والا آگیا تو اسے دے دیا، ایسا کرنا ٹھیک نہیں کیونکہ یہ مالک نہیں ہے۔ اور مہمان کو چاہیے کہ کھانے کی کمی یا نامناسب بات کا میزبان سے ذکر نہ کرے کہ کہیں اس کو شکایت سمجھ کر اس کا دل رنجیدہ نہ ہو۔

مہمان کا رات میں قیام کا ارادہ:

مہمان نے اگر رات کو قیام کرنا ہو، رات کو گھر میں رکنا ہو تو میزبان کو چاہیے کہ مہمان کے لیے راحت کے جو انتظام ہیں وہ تو ضرور کرے کہ لائٹ یہاں سے بند ہوگی، یہاں سے کھلے گی، اور بیت الخلاء کا اسکوراہتہ بتائے قبلہ کا رخ اسکو بتائے کہ قبلہ ایسے ہے، اس کو ایک جائے نماز بھی دے دے، نماز پڑھنے کی جگہ بھی بتا دے کہ ایسے ایسے ہے ساری چیزیں اس کو بتا دیں تاکہ اس کو رات میں پریشانی نہ ہو، وہ پریشان نہ



پھرتا رہے۔ جو آپ نے اہتمام اس کے لیے کرنا ہے وہ سارا کرنے کے بعد اسکولائٹ کا آن، آف ہونا، بیت الخلاء آنے جانے کا طریقہ بتانا، اس کے لیے نماز کی جگہ کا بتانا، قبلے کے رخ کا بتانا، اور ضرورت کی چیزوں کو سامنے رکھنا بہت اچھی بات ہے تاکہ مہمان کو وحشت نہ ہو، پریشانی نہ ہو۔

(سفرنامہ امام شافعی، اسوۃ الصالحین، احیاء العلوم)، (شمال کبریٰ، جلد 1، صفحہ 162)

مہمان کو رخصت کیسے کریں؟

اسی طرح جب مہمان جانے لگے تو حضور پاک ﷺ کا مبارک طریقہ یہ ہے کہ جب مہمان گھر سے جانے لگے تو کچھ دور تک یا گھر کے دروازے تک ان کے ساتھ جائے۔ اب اس میں دو نیتیں ہو سکتی ہیں: ایک نیت تو یہ کہ ایسا نہ ہو کہ واپس ہی آجائے میں اس لیے چھوڑنے جا رہا ہوں، یہ تو مذاق کی بات ہو گئی۔ لیکن سنت یہ ہے کہ میزبان، مہمان کو دروازے تک چھوڑنے جائے یا جہاں تک بے پردگی نہ ہو۔ اگر عورتیں ہیں تو ان کے لیے سنت نہیں ہوگی کہ باہر مین گیٹ تک چھوڑنے جائیں، بس تھوڑا سا آگے چل لیں کہ بے پردگی بہر حال کسی صورت نہ ہو کہ وہ اللہ کا حکم ہے وہ نہیں ٹوٹنا چاہیے۔

اسی طرح فرمایا کہ مہمانوں کو چاہیے کہ میزبان اور اہل خانہ ہی کی اجازت سے گھر سے باہر جائیں۔ میزبان کو چاہیے کہ مہمانوں کو خندہ پیشانی سے رخصت کرے۔ اسی طرح مہمان حضرات بھی مسرت کا اظہار کرتے ہوئے خوشی خوشی رخصت ہوں اور اگر میزبان سے کوئی کوتاہی وغیرہ ہو جائے تو مہمان اسے درگزر کر دے اس کا ذکر نہ اس وقت کرے نہ بعد میں جا کے کرے۔ اور مہمان میزبان کے یہاں سے کھانا بغیر ان کی اجازت کے نہ لے کر جائے۔ اور میزبان بھی خوشی کے ساتھ رخصت کرے اور جو مہمان



ہے جاتے ہوئے دعائیں دینا ہوا جائے۔ (شامل کبریٰ، جلد 1، صفحہ 163 المیران)

فقہی مسائل:

اب اس بارے میں چند فقہی مسائل بھی سمجھ لیجئے! یہ احادیث سے لیے گئے ہیں۔ کھانے کے لیے جب ہاتھ دھوئیں تو ہاتھ دھونے کے بعد پونچھنے نہیں چاہئیں، گیلے ہاتھوں سے کھانا کھانا چاہیے۔ کھانا کھانے کے بعد جب ہاتھ دھوئیں تو کپڑے سے یا تولیے سے پونچھنا درست ہے۔ اور دونوں ہاتھ گٹوں تک دھونا سنت ہے۔ صرف خالی انگلیاں دھولینا یا ذرا سا پانی ڈال لینا ٹھیک نہیں۔ دونوں ہاتھوں کو انسان گٹوں تک دھوئے۔ کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے کے ساتھ کلی کرنا یا منہ دھونا سنت نہیں۔ اور بعد میں ہاتھ دھونا سنت ہے، ہاں اگر کوئی کلی کرے تو گنجائش ہے لیکن کلی کو سنت سمجھ کے نہ کرے۔ اور کھانا کھانے کے لیے دونوں ہاتھوں کا دھونا سنت ہے، ایک ہاتھ کو دھونے سے سنت ادا نہیں ہوگی۔ (شامی جلد 5 صفحہ 216، نفع المفتی صفحہ 108)

اور روٹی کو بیچ سے کھانا اور کنارے چھوڑ دینا ٹھیک نہیں ہے۔

(انصاب الاحساب صفحہ 148)

روٹی کو صحیح طریقے سے پورا کھائے۔ بعض لوگ درمیان سے کھا لیتے ہیں، سائیدیں چھوڑ دیتے ہیں تو یہ مناسب نہیں، ہاں اگر کوئی عذر ہو تو بات کچھ اور ہے۔ اور فرمایا کہ دسترخوان پر جب روٹی آجائے تو شروع کر دیں سالن کا انتظار نہ کریں۔ (شامی جلد 5 صفحہ 216)

کیونکہ حدیث میں ہے کہ روٹی کا اکرام کرے۔ اسی طرح ایک حدیث میں آتا ہے کہ کھانے کی ابتدا اور انتہا نمکین اشیا سے ہو۔ (شامی جلد 5 صفحہ 216)

اگر ایسا اہتمام ہو جائے تو اچھی بات ہے۔

اور گرم گرم کھانا جس سے انسان کا منہ جلنے لگے مکروہ ہے۔ (بجر جلد 8 صفحہ 184)



اسی لیے اتنا گرم کھانا مناسب نہیں سمجھا گیا۔ اور دسترخواں پر جو کھانا بچ جائے یا نیچے گر جائے، اس کو کھانا ہمارے اکابرین کی عادت رہی ہے۔ (بحر جلد 8 صفحہ 184)

انسان کھانا کھاتا ہے اور شور بے کاسالین ہے یا کوئی ایسی چیز ہے جس سے اس کی انگلی تر ہو جاتی ہے، تو فرمایا کہ اپنی انگلی یا چھری کو روٹی کے ساتھ نہ پونچھے، اور ہرگز ایسا نہ کرے کہ روٹی پکڑی تو انگلی کو صاف کر لیا، یہ بات بالکل غلط ہے۔ (بحر جلد 8 صفحہ 184)

انسان مختلف قسم کے برتنوں میں کھانا کھاتا ہے، مثلاً اسٹیل، شیشہ، چینی، المونیم، وغیرہ تو یہ سب جائز ہیں، لیکن انسان اتباع سنت کے لیے مٹی کے برتن کا بھی اہتمام کر لے کہ مٹی کے برتن میں کھانا نبی کریم ﷺ کی سنت ہے۔ (شامی جلد 5 صفحہ 218)

برتنوں میں کفار کی مشابہت سے بچنا:

اسی طرح ایسے برتنوں میں کھانا جن کی مشابہت یہودیوں، عیسائیوں یا ہندوؤں کے ساتھ ہو، منع کیا گیا ہے، کیونکہ یہ تشبہ کے اندر آ جاتے ہیں۔ جیسے واٹن گلاس آج ہمارے معاشرے میں اتنا عام ہو گیا، اتنا عام ہو گیا کہ مجھے یقین نہیں آتا کہ مسلمان اتنے بے حس ہو چکے ہیں۔ واٹن شراب کو کہتے ہیں، واٹن گلاس ان کی ہر شادی کے اندر، ہر دعوت کے اندر موجود ہے۔ پیسوں کا خرید کے لاتے ہیں اور ایک گناہ والی چیز اپنے گھروں میں سجا کر رکھتے ہیں۔ اب کوئی اگر بڑا آجائے تو واٹن والے گلاس میں پانی پیش کرنے کو اپنی عزت سمجھتے ہیں۔ یہ آج کے مسلمانوں کے حالات ہیں جن پر محض افسوس ہی کیا جاسکتا ہے۔ تو ایسے گلاس اور برتن جن کی مشابہت غیروں کے ساتھ ہو، ان میں کھانا پینا مناسب نہیں یہ مکروہ لکھا گیا ہے۔ اور کھانے پینے میں اتنی کمی کرنا کہ ضعف اور نقاہت محسوس ہونے لگے یہ بھی درست نہیں، مثلاً آج صبح کھایا اب رات کو یا اگلے دن کھائیں گے اور پھر نقاہت محسوس ہونے لگے یہ بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناقدری



ہے۔ یہ انسان ناقدری کرنے والوں میں شمار ہو سکتا ہے۔
اللہ تعالیٰ سے دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح دین کی سمجھ عطا فرمائے اور کھانے پینے میں
سنت کا خیال رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور قیامت کے دن ہم سب کو جہنم کی آگ سے
محفوظ فرمائے اور اللہ اپنی پاک بارگاہ میں قبولیت عطا فرمائے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ





لباس

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَلَّمَ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى. آمَنَّا بَعْدُ:

فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

﴿يَبْنَىٰ آدَمَ قَدْ أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ لِبَاسًا يُؤَارِي سُوَاتِكُمْ وَرِيشًا وَلِبَاسَ التَّقْوَىٰ

ذَٰلِكَ خَيْرٌ ذَٰلِكَ مِنْ آيَةِ اللَّهِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ﴾ (سورة الاعراف: 26)

مُبْحَنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ ۝ وَسَلَّمَ عَلَى الْمُرْسَلِينَ ۝

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ گلدستہ سنت کے بیانات چل رہے ہیں۔ اور آج لباس سے متعلق کچھ احکامات اور لباس کی شرعی اہمیت کو اجاگر کیا جائے گا۔ اگر توجہ سے بات



کو سمجھیں گے تو ان شاء اللہ، ضرور اس کا فائدہ ہوگا۔

لباس کی اہمیت:

لباس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے آدم کی اولاد! ہم نے اتارا تم پر یہ لباس جو ڈھانک دے تمہاری شرم گاہیں اور تمہیں زینت عطا کرے۔ اور فرمایا کہ تقویٰ کا لباس تو سب سے بہترین لباس ہے۔ اور لباس کو اللہ نے فرمایا کہ یہ میری نشانیوں میں سے ہے۔ لباس کو اللہ تعالیٰ نے خاص طور سے قرآن مجید میں بڑی وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا کہ اے اولادِ آدم! یہ ہمارا انعام ہے، ہم نے تمہارے لیے لباس پیدا کیا جو تمہارے بدن کو چھپاتا ہے اور موجبِ زینت بھی ہے۔ اور اصل لباس تو یاد رکھو! تقویٰ اور دین داری ہے، اگر تم دین داری والا معاملہ رکھو گے وہ ہمیں زیادہ پسند ہے۔ اور اگلی آیت میں اللہ نے فرمایا:

﴿يَبْنِي آدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ كَمَا أَخْرَجَ أَبَوَيْكُم مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا

لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْآتِهِمَا﴾ (سورة الاعراف: 27)

”اے آدم کی اولاد! شیطان تم کو کسی خرابی میں نہ ڈال دے کہ تم سے خلافِ حیا، خلافِ تقویٰ کوئی کام کروادے جیسے اس نے تمہارے ماں باپ کو جنت سے نکالا تھا اس حالت میں کہ ان کا لباس بھی اتروا دیتا کہ وہ ایک دوسرے کا بدن دیکھ سکیں۔“

تو ایسے انسان کے لیے بڑی رسوائی ہے جو شریف ہو اور اس کے اندر حیا نہ ہو۔ اور اسی آیت کے اندر آخر میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿إِنَّا جَعَلْنَا الشَّيْطَانَ أَوْلِيَاءَ لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ﴾ (سورة الاعراف: 27)



”شیطان کا رفیق اور شیطان کا ساتھی ہم اسی کو بناتے ہیں جس کے اندر ایمان نہ ہو۔“
 کامل طور پر شیطان کا تسلط اس کے اوپر ہوتا ہے جو کافر ہو، لیکن اگر کوئی ایمان والا
 ہے تو جتنا کم درجے کا اس کا ایمان ہے تو گویا باقی حصہ پر شیطان کا تسلط ہے۔ سمجھنے کے
 لیے بتاتا ہوں کہ ایک آدمی کا ایمان ہے 50%، تو 50% شیطان کا تسلط ہے۔ ایک
 کا اگر 20% ہے تو 80% شیطان کا تسلط ہے۔ اگر کسی کا 90% ایمان ہے تو
 10% شیطان کا تسلط ہے۔ اور اگر کوئی کامل ایمان والا ہے تو ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ﴾ (سورة الحجر: 42)

”جو میرے بندے ہیں شیطان کا ان پہ کوئی زور نہیں چلتا۔“

تو اگر ہم اللہ کے بندے ہیں تو شیطان کا زور ہمارے اوپر نہیں ہونا چاہیے۔ تو لباس
 کیا ہے اس کے بارے میں دل کے کانوں سے باتوں کو سمجھیں اور سنیں!

انسانوں کے لیے تحفہ:

اللہ فرماتے ہیں کہ تمہارا لباس قدرت کی ایک عظیم نعمت ہے اس کی قدر کرو۔ اور
 یہاں پر خطاب صرف مسلمانوں کو نہیں ہے۔

﴿يٰٓاٰدَمُ﴾

تمام انسانیت کو ہے کہ فطری طور پر اللہ تعالیٰ نے انسان کو یہ لباس عطا فرمایا۔ اور
 کیوں عطا فرمایا؟ اسکی وجہ بھی پروردگار عالم نے خود بتادی۔ آج کل ہم کہہ دیتے ہیں کہ
 علماء ایسے، مولوی ایسے، فلاں ایسے ارے بھئی! اللہ خود اپنے کلام پاک میں فرما رہے ہیں
 کہ لباس تمہیں ہم نے اس لیے دیا کہ تم اپنے بدن کو چھپاؤ اور زینت اختیار کرو اور اصل



لباس بنایا وہ تقویٰ کا لباس ہے، حیا کا لباس ہے، شرم اور لحاظ کا لباس ہے۔ وہ زیادہ خیر والا ہے۔

ایک بہت بڑی غلطی کی اصلاح:

بعض فلسفی قسم کے لوگ یوں کہہ دیتے ہیں کہ شروع میں انسان بالکل ننگا تھا، آہستہ آہستہ ارتقائی عمل سے گزرتا رہا، پھر اس نے لباس ایجاد کر لیا تو وہ جھوٹ بولتے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام اور اماں حواء علیہا السلام دونوں میاں بیوی جنت میں تھے اور جنت میں اللہ نے ان کو لباس دیا تھا۔ اور شیطان نے کیا کیا؟ شیطان نے ان کے لباس کو اتروانے کی کوشش کی۔

لباس کے دو بڑے فائدے:

لباس کے دو فائدے بتائے:

- 1 ستر پوشی اور ستر پوشی کے ساتھ ہی گرمی اور سردی سے حفاظت
- 2 آرائشِ بدن، انسان کو اللہ تعالیٰ نے اشرف المخلوقات بنایا تو باقی جانوروں کو اللہ نے لباس عطا نہیں کیا، انسان کو لباس سے زینت عطا فرمائی۔

شیطان کی دشمنی:

اب ذرا دیکھیے! شیطان ہمارا پکا دشمن ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا﴾ (سورۃ فاطر: 6)

”دیکھو شیطان تمہارا دشمن ہے تم بھی اس کو دشمن بنا کے رکھنا۔“

اور اس کی دشمنی کب سے ہے جب فرشتوں کو حکم ہوا:

﴿اسْجُدُوا لِلْإِنسَانِ﴾ (البقرہ: 34)



”آدم ﷺ کو سجدہ کرو“۔

تو ابلیس کے علاوہ سب نے سجدہ کر لیا۔ وہاں سے اس کو دشمنی ہو گئی کہ عزت والا تو میں تھا، میں نے لاکھوں سال عبادت کی تھی، میں نے اللہ کے قرب کا مقام پایا، زمین کے چپے چپے پر میں نے سجدے کیے۔ یہ کُل کے پیدا ہونے والے آدم ﷺ کو سجدے کا حکم ہو رہا ہے اور مجھے کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔ تو اس کو حسد ہو گیا اور اس نے اپنے دل کے اندر پنجاہی میں کہتے ہیں کہ ”وٹ رکھ لیا“۔ تو انسان کے لیے اس نے اپنے اندر دشمنی رکھ لی اور اللہ تعالیٰ نے اس کو کھول کھول کے بیان کیا۔

حضرت آدم اور اماں ﷺ اور شیطان:

آدم ﷺ اور اماں حوا ؑ یہ دونوں میاں بیوی ہیں اور قرآن مجید کے اندر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْآتِهِمَا﴾ (سورة الاعراف: 27)

”ان دونوں کا لباس اتروا دیا تاکہ وہ ان کو ان کی شرم گاہیں دکھا دے“۔

وسوسے کیوں ڈالے؟

﴿فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ﴾

”شیطان نے ان دونوں کے دلوں میں وسوسے ڈالے“۔

وسوسے اس لیے ڈالے کہ یہ دونوں اپنے جسم کو دیکھ سکیں۔ ذرا غور کریں! اللہ تعالیٰ کتنی حیا والے ہیں، اللہ تعالیٰ کی غیرت کتنی ہے۔ اپنا بدن دیکھنا گناہ نہیں، شوہر بیوی کا بدن دیکھ سکتا ہے، بیوی خاوند کا بدن دیکھ سکتی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ جنت اتنی



مقدس اور اتنی اعلیٰ جگہ ہے کہ یہاں اگر میاں بیوی بھی ہیں تو ایک دوسرے کے ستر کو نہ دیکھیں اور شیطان کیا چاہتا ہے کہ ان کے ستر کھلوائے۔ یہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا:

﴿يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا﴾

شیطان نے کوشش کی کہ لباس اتروائے۔

انسان پر شیطان کا سب سے پہلا وار:

انسان کے اوپر جو سب سے پہلا شیطان کا وار ہوا، وہ انسان کو بے لباس کرنا تھا اور اس نے کروایا۔ قرآن مجید میں آتا ہے:

﴿كَمَا أَخْرَجَ أَبُو نِيكْمٍ مِنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا﴾

جیسا کہ اس نے تمہارے ماں باپ کو جنت سے نکلوا دیا اور ان سے ان کے لباس اتروائے تاکہ ان دونوں کو ان کی شرم گاہیں دکھلائے۔ یہاں ایک بار ایک سی بات سمجھنے کی ہے وہ یہ کہ جب پروردگار عالم کو یہ اچھا نہیں لگتا کہ میاں بیوی آپس میں ایک دوسرے کے جسم کو دیکھیں تو یہ کیسے برداشت کریں گے کہ کوئی نامحرم دوسرے کے جسم کو دیکھے، یہ کیسے ہو سکتا ہے؟

حضور پاک ﷺ کی حیا:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بھی بتایا کہ نبی ﷺ نے ازواجِ مطہرات کے جسم کو نہیں دیکھا۔ زندگی گزارا اور ازواجِ حقوق سب ادا کیے۔ جو شریف لوگ ہوتے ہیں وہ جسم کو مکمل طور سے خالی رکھنا پسند نہیں کرتے۔



انام نہاد ترقی:

شیطان نے انسان کے اوپر جو سب سے پہلا حملہ کیا وہ ان کو بے لباس کروایا۔ اور آج بھی شیطان خود اور اپنے چیلوں سمیت، وہ جنات میں سے ہوں یا انسانوں میں سے، انسان کے لباس اتروانے کی پوری کوشش کرتے ہیں۔ شیطان اس کو برہنہ کرنا چاہے گا یا نیم برہنہ کر کے عورتوں کو سڑکوں پر اور گلیوں میں کھڑا کر دیتا ہے۔ اور آج جس چیز کا نام ہم نے تہذیب رکھا، شائستگی رکھا، اور جس چیز کا نام ہم نے ترقی رکھا ہوا ہے، سوائے فحاشی کے اور وہ کچھ بھی نہیں۔ تو شیطان نے ہمارے ماں باپ کے بھی کپڑے اتروائے اور آج وہ ہمارے بھی کپڑے اتروانے کے لیے دن رات زور لگا رہا ہے۔ اور ہمارا پورا میڈیا اس کے لیے تیار ہے کہ انسانوں کے کپڑے اتروائیں، تو یہ کپڑے اتروانا شیطانی کام ہے۔ اور اللہ کا حکم اور اللہ والوں کا کام کیا ہے؟ حیا اور پاک دامنی کی تعلیم دینا۔ تو شیطان نے انسان کے کمزور پہلوؤں کو بھانپ کر پہلا حملہ انسان کی ستر پوشی پر کیا۔

ایمان لانے کے بعد سب سے پہلا فرض:

اگر آپ غور کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ نماز فرض ہے لیکن ستر کو چھپانا یہ نماز سے پہلے فرض ہے۔ ایمان لانے کے بعد جو سب سے پہلا فرض ہے وہ نماز نہیں ہے، ایمان لانے کے بعد جو سب سے پہلا فرض ہے وہ بدن کو چھپانا ہے۔ جس کا بدن کھلا ہے وہ نماز پڑھ ہی نہیں سکتا، بتائیں کیسے پڑھ سکتا ہے۔ تو ستر پوشی کی اتنی اہمیت ہے کہ نماز بھی اس کے بغیر مکمل نہیں۔ علماء نے لکھا کہ ایمان کے بعد جو سب سے زیادہ ضروری ہے وہ ستر پوشی ہے۔

نیا لباس پہننے پر آپ ﷺ کی دعا:

یہ ستر پوشی اتنی بڑی نعمت ہے کہ نبی ﷺ کو جب نیا لباس ملتا تو آپ ﷺ یہ دعا مانگا



کرتے تھے:

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي كَسَانِي

”اللہ تیرا شکر ہے کہ تو نے مجھے لباس عطا کیا“

اور آگے فرماتے ہیں:

مَا أَوَارَىٰ بِهِ عَوْرَتِي وَاتَّجَمَلُ بِهِ فِي حَيَاتِي (سنن ابن ماجہ)

”جس کے ذریعے میں اپنے ستر کو چھپاؤں اور اپنی زندگی میں اس کے ذریعے سے زینت حاصل کروں۔“

تو اللہ تعالیٰ نے جس بات کا ذکر کیا، نبی کریم ﷺ نے اسی بات کا شکر ادا کیا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی چاہت کو اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ نے پورا کیا، تو ہمیں امتی ہونے کی حیثیت سے لباس کو بڑے خیال سے پہننا چاہیے۔

اصل لباس:

لباس کی اصل قسم کیا ہے؟

﴿وَلِبَاسُ التَّقْوَىٰ ذَٰلِكَ خَيْرٌ﴾

”تقویٰ کا لباس یعنی انسان کے اوپر حیا کا لباس ہو یہی بہتر ہے۔“

گویا کہ یہ اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے۔

تقویٰ کا لباس کیا ہے؟

ذرا غور کریں! یہ تقویٰ کا لباس کیا ہے؟ عام لباس ہمارے جسم کے عیب کو چھپاتا ہے۔ جسم کے اندر کہیں پھوڑا ہو، کوئی دانہ ہو، یا جسم پر کوئی جلنے کا نشان ہو، انسان لباس



پہن لیتا ہے تو وہ عیب چھپ جاتا ہے، تو ظاہری لباس نے ظاہری اعضاء کو چھپایا۔ اور اگر کسی نے حیا کا لباس پہنا، تقویٰ کا لباس پہنا، یہ حیا اور تقویٰ اس کے باطنی عیوب کو چھپالے گا، اس کے اندر کے عیب اور کمزوریوں کو چھپالے گا۔ اگر کوئی بیوی ہو کھانا پکانا نہیں آتا اور اس کو گھر کے کام کاج زیادہ سلیقے سے نہیں آتے لیکن اگر وہ باحیا ہوگی تو شوہر کو یقینا پسند ہوگی۔ جو حیا والے شوہر ہوں گے تو وہ اسی حیا والی صفت کی وجہ سے اس کو اپنے دل کے قریب رکھیں گے۔

اینکی اور برائی کا اثر:

یہاں ایک بات اور بھی سمجھنے والی ہے۔ حدیث کا مفہوم بتا رہا ہوں کہ نبی ﷺ نے فرمایا اور یہ روایت ابن جریر رحمہ اللہ نے عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے قسم اٹھا کے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد ﷺ کی جان ہے! جو شخص بھی کوئی عمل لوگوں کی نظروں سے چھپا کر کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے عمل کو لباس یعنی چادر بنا کر اس کے اوپر چڑھا دیتے ہیں۔ یعنی نیک عمل ہوگا تو چہرے کے اوپر اللہ تعالیٰ نیکی کی چادر چڑھا دیں گے، اور اگر چھپ چھپ کے برائی کا عمل کرے گا تو اللہ تعالیٰ برائی کی چادر اس کے اوپر چڑھا دیں گے۔ یہ شکل سے نظر آ جاتا ہے، شکل کے اوپر چاہے کچھ بھی ہو اللہ والے جو صاحب بصیرت لوگ ہوا کرتے ہیں وہ انسان کے چہرے کو دیکھ کر پہچان لیا کرتے ہیں کہ اندر کیا معاملہ ہے۔ کوئی ستر پردوں کے اندر جا کر نیکی کرے اور رات کے اوقات میں تہجد پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو منور کر دیتے ہیں۔ اس کے چھپے ہوئے عمل کی چادر اس کے چہرے پر پہنا دیتے ہیں۔ اور اگر کوئی ستر پردوں میں چھپ کر گناہ کرے اور کسی کو بے لباس کرے اور خود بھی بے لباس ہو کتنا



ہی چھپ کر کیا ہو، نبی ﷺ نے قسم اٹھا کر فرمایا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ذلت اور اس کی رسوائی کو اس کے چہرے سے ظاہر کر دیں گے۔ یہ کئی بات ہے، نبی ﷺ کی بات میں غلطی ہو ہی نہیں سکتی۔ جس طرح انسان نے بدن کے اوپر چادر اوڑھی ہوئی ہوتی ہے وہ انسان کو نظر آتی ہے، سب کو نظر آتی ہے اسی طرح انسان کا عمل کتنا ہی پوشیدہ کیوں نہ ہو اس کے آثار، ثمرات، اس کے حالات اس کے چہرے اور بدن کے اوپر اللہ تعالیٰ ظاہر فرما دیتے ہیں۔

ہمارا ظاہری لباس کیسا ہو؟

ہمارا ظاہری لباس کیسا ہو؟ متقی لوگوں جیسا ہو، رسول اللہ ﷺ جیسا ہو، وقت کے علماء جیسا ہو۔ اور لباس کے بارے میں فرمایا کہ اتنا چست بھی نہ ہو کہ جسم کے اعضا کھل کے نظر آنے لگیں، یہ بھی بے لباس کے حکم میں آئے گا۔ اور نہ ہی لباس میں فخر اور غرور کا انداز ہو، عاجزی ہو تکبر نہ ہو۔ اور اگر انسان قیمتی لباس پہننا چاہے تو اسکی بھی اجازت دے دی، لیکن اس میں کیا مقصود ہو؟ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا اظہار، یہ نہیں کہ میں نے آج قیسریے کا سوٹ پہنا ہے۔ شوہر کو کہا مجھے فلاں سوٹ لا کے دو فلاں برینڈ کا دو، مجھے تو صفینا برینڈ ہی چاہیے۔ ان برینڈز کے پہننے کی اجازت ہے لیکن صرف اور صرف اس لیے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت کا شکر ادا کریں۔ اگر یہ نیت ہے تو مہنگے سے مہنگے سوٹ اور کپڑے پہننے کی اجازت ہے۔ اور اگر نیت یہ ہے کہ میں سب سے اچھا نظر آؤں، میں سب سے اچھی نظر آؤں، لوگ مجھے میرے کپڑوں سے پہچانیں تو یہ گناہ ہو جائے گا۔ دل کے اوپر انحصار ہے۔ اگر لباس پہنا اور غرور آ گیا، فخر پیدا ہوا، اپنی بڑائی آگئی تو معاملہ خراب ہو گیا۔ اسی طرح لباس میں فضول خرچی سے بھی بچا جائے۔



مردوں اور عورتوں کی آپس میں مشابہت:

اور اسی طرح عورتوں کے لیے وہ لباس پہننا جس میں مردوں کی مشابہت آجائے یہ حرام، اور مردوں کے لیے وہ لباس پہننا جس میں عورتوں کی مشابہت آجائے وہ بھی حرام۔ یہ اللہ تعالیٰ کو غصہ دلاتے ہیں۔

کفار کی تقالی جائز نہیں:

اسی طرح لباس کے اندر ایک بات اور بھی ہے کہ انسان غیر مسلم قوم کا لباس نہ پہنے، ان کے ساتھ تقالی نہ کرے۔ ایک صاحب میرے جاننے والے دوست ہیں۔ میرے پاس آئے کہنے لگے: جناب! میں بڑا پریشان ہوں، میری بیوی تو ہندی ہو گئی ہے۔ یعنی ہندو کی مؤنث کا لفظ استعمال کیا۔ کہنے لگے کہ میری بیوی ٹی وی پر جو کسی انڈین ایکٹرس کو لباس پہنا ہوا دیکھتی ہے وہی پہننا چاہتی ہے۔ تو یہ چیز کسی طرح بھی اسلام کی غیرت اور حمیت کو گوارا نہیں۔

مثال:

اپنی قوم کے ساتھ، اپنی ملت کے ساتھ غداری اور اعراض پسندیدہ نہیں۔ کوئی پاکستانی فوجی ہو اور انڈین آرمی کے لباس میں آجائے تو اس کا کورٹ مارشل ہوگا، وہ کہے گی کہ میں اندر سے بڑا پکا پاکستانی ہوں، بڑا محب وطن ہوں لیکن کیا کہا جائے گا کہ تو دشمن کے روپ میں آیا ہے، یہ روپ برداشت نہیں کیا جائے گا۔ کوئی بھی غیرت مند پاکستانی اس بات کو برداشت نہیں کر سکتا کہ کوئی پاکستانی فوجی کسی دشمن کے لباس میں



آئے۔ تو اللہ رب العزت کے بارے میں کیا خیال ہے؟ اور نبی ﷺ نے تو خود فرمادیا:

مَنْ تَشَبَهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ (سنن ابی داؤد کتاب اللباس: 4030)

”جو جن کے ساتھ مشابہت اختیار کرے گا قیامت کے دن ان کے ساتھ ہی اٹھایا جائے گا۔“

اولادِ آدم کو تنبیہ:

پھر دوسری آیت مبارکہ میں اللہ رب العزت نے اولادِ آدم کو خطاب کر کے تنبیہ فرمائی کہ دیکھو! اپنے ہر حال اور ہر کام میں شیطان کے مکر سے بچتے رہو، ایسا نہ ہو کہ وہ تم کو فتنے میں مبتلا کر دے جیسا کہ تمہارے ماں باپ کو فتنے میں مبتلا کیا اور ان کو بے لباس کر دیا ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں بھی بے لباس کر دے۔ وہ تمہارا پکا دشمن ہے تم اس بات کو ہمیشہ یاد رکھنا! اسی طرح ایک اور آیت میں اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا:

﴿يُنَبِّئُ آدَمَ خُذْ وَازِنْتَكَمَ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾ (الاعراف: 31)

اے آدم کی اولاد! تم آرائش استعمال کر سکتے ہو، جب مساجد میں آؤ تو اچھے اور خوبصورت لباس کے ساتھ آؤ، مسجد میں حاضری کے وقت زینت اختیار کرو۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا عمل:

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی عادت مبارکہ تھی کہ نماز کے وقت اپنا سب سے بہتر لباس پہنتے تھے۔

ایک نیک خاتون کا واقعہ:

ایک خاتون بڑی نیک تھیں اللہ والی تھیں۔ رات کو خاوند گھر آتے تو تیار ہونے کے



بعد ان کے پاس آتیں، کہتیں آپ کو میری حاجت ہے، کوئی کام، کوئی خدمت، کوئی ضرورت؟ تو وہ ان کی تمام ضروریات کو پورا کرنے کے بعد وہاں سے اٹھتیں اور بہترین لباس پہن کر اور خوشبو لگا کر اللہ کے سامنے کھڑیں ہوتی تھیں۔ آج ہماری عورتیں کیا کرتیں ہیں؟ لباس کس وقت پہنتی ہیں کہ جب فنکشن میں جانا ہو تو فنکشن میں جانے کے لیے پہننا یہ اور بات ہے، اللہ کے یہاں کھڑے ہونا یہ اور بات ہے۔

نئے لباس کی ابتدا:

مردوں کے لیے تو یہ ہے کہ جب نیا لباس پہنیں تو کوشش کریں کہ جمعے کے دن نماز جمعہ کے لیے پہنیں اس کے بعد پہنتے رہیں منع نہیں۔ نماز کی نیت کے ساتھ لباس خریدیں اور نیا لباس جمعہ کے دن پہنیں، نماز جمعہ کے لیے پہنیں تو یہ بہت ہی مقبول عمل ہو جائے گا۔ عورتیں بھی جب نیا لباس خریدیں تو وہ پہلی دفعہ کوشش کریں تہجد کے اوقات میں اللہ تعالیٰ کے سامنے جانے کے لیے پہنیں اور اللہ کو دکھائیں کہ اللہ جی! میں آپ کے سامنے کھڑی ہوں۔ اللہ کے لیے لباس پہنیں۔ مہنگا لباس پہننا منع نہیں ہے اصل تو دل کی نیت کا معاملہ ہے۔ تو انسان کیسا لباس پہنے؟

پہلی بات:

ستر پوشی ہو

دوسری بات:

سنت کے مطابق لباس ہو



تیسری بات:

لباس اللہ تعالیٰ کے لیے پہنا جائے۔ تو بقدر استطاعت صاف ستھرا اچھا لباس اختیار کرنا یہ منع نہیں۔

مکروہ لباس:

مسجد میں جاتے ہوئے یا نماز میں ایسا لباس پہننا مکروہ ہے جس کو پہن کے انسان لوگوں کے سامنے نہ جاسکے۔ اب بعض لوگ مسجد میں چلے جاتے ہیں قمیض کسی اور رنگ کی ہوتی ہے، شلووار کسی اور رنگ کی ہوتی ہے پہن کر مسجد پہنچ جاتے ہیں یہ ٹھیک نہیں ہے۔ ایسا لباس جس کو پہن کے انسان کسی فنکشن میں جانا چاہے اور شرمندگی محسوس کرے، ذلت محسوس کرے تو گویا وہ اچھا لباس نہیں، تو اسی طرح اگر اللہ تعالیٰ کے دربار میں، اللہ تعالیٰ کی مجلس میں ہم ایسا خراب لباس پہن کر جائیں تو یہ بھی ٹھیک نہیں۔ اور یہی بات عورتوں کے لیے بھی ہے کہ وہ لباس جس کو سمجھتی ہیں کہ میں نے سسرال میں جانا ہے یا فلاں کسی دعوت میں جانا ہے، اگر انہوں نے یہ نہ پہنا تو بہت ہی برا لگے گا۔ تو ایسے لباس میں پھر یہ نماز بھی نہ پڑھیں نماز بھی صاف ستھرے لباس میں پڑھیں۔ میں بہت اعلیٰ لباس کی بات نہیں کر رہا، کچھ لباس ہوتے ہیں جو بہت ہی خراب ہوتے ہیں وہ ہم نماز کے لیے نہ رکھیں نماز میں بھی اچھا لباس استعمال کریں۔

عمدہ کپڑے پہننا:

فضول خرچی سے بھی اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کریں۔ زیب و زینت کو اختیار کرنا منع نہیں۔ ہمارے سلف صالحین اور آئمہ اسلام میں سے بہت سے اکابر جن کو اللہ



تعالیٰ نے خوب مال اور وسعت عطا فرمائی تھی وہ اکثر و بیشتر عمدہ اور بیش قیمت لباس پہنا کرتے تھے۔

ایک ہزار درہم کی چادر:

خود حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکارِ دو عالم ﷺ نے بھی وسعت کے وقت میں خوب عمدہ لباس پہنا۔ یہ آپ ﷺ کا معمول نہیں تھا بہر حال اس کو کبھی کبھی پہنا۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ باہر تشریف لائے تو آپ ﷺ کے بدن مبارک پر ایک ایسی چادر تھی جس کی قیمت ایک ہزار درہم تھی۔ اور ایک روایت میں اس سے بھی زیادہ قیمتی کا ذکر آتا ہے تو بہت قیمتی لباس بھی پہنا۔ نبی ﷺ نے امت کے امیروں کے لیے ایک گنجائش نکال دی کہ اچھا بھیجی! تم قیمتی لباس پہن سکتے ہو لیکن مقصد یہ ہو کہ میں نے اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرنا ہے۔

امام اعظم رضی اللہ عنہ کا عمل:

حضرت امام اعظم امام حنیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ جو لباس پہنا، چادر پہنی، اس کی قیمت 400 اشرفیاں تھیں اتنی قیمتی پوشاک پہنی لیکن وہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کے اظہار کے لیے تھی۔

امام مالک رضی اللہ عنہ کا لباس:

امام مالک نبی ﷺ سے شدید محبت کیا کرتے تھے۔ ایک ایک سنت کا لحاظ رکھنے والے تھے۔ اللہ اکبر! ہمیشہ نفیس اور عمدہ لباس استعمال کرتے تھے اور ان کے کسی شاگرد نے، ان کے کسی ساتھی نے جو ان کا معتقد تھا ایک ایسا عجیب انتظام کیا کہ سال بھر کے



360 دن ہوتے ہیں تو امام مالک کے 360 جوڑے وہاں سے آتے تھے۔ اور امام مالک رضی اللہ عنہ روز نیا جوڑا پہنتے تھے۔ اور جو جوڑا وہ پہن لیتے تھے اگلے دن نہیں پہنتے تھے، اگلے دن پھر نیا جوڑا اور شام کو وہ جوڑا جب اتارتے یا اگلے دن اتارتے تو وہ ایک دن کا پہنا ہوا جوڑا آگے کسی کو ہدیہ کر دیا کرتے تھے۔

پرانے لباس کو ہدیہ کرنے کا ثواب:

حدیث مبارکہ کے اندر بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو وضاحت سے فرمایا کہ جو انسان اپنا پرانا لباس اتار دے اور کسی مسکین کو صدقہ کر دے تو وہ زندگی اور موت کے ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری میں آگیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص نیا لباس پہننے کے بعد پرانے لباس کو غرباء میں تقسیم کر دے، مساکین پر صدقہ کر دے وہ اپنی زندگی اور موت کے ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری اور پناہ میں آگیا۔ تو روز نیا لباس پہننا بھی منع نہیں ہے لیکن مقصد کیا ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے اظہار کے لیے ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو اپنی نعمت دیں اور وسعت عطا فرمادیں تو اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں، پسند کرتے ہیں کہ اس نعمت کا اثر اس کے اوپر دیکھیں۔ ایک امیر آدمی ہے اللہ نے نعمتیں دی ہوئی ہیں، یہ اگر پھٹے پرانے کپڑے پہن کر آئے گا تو اللہ اس شخص پر ناراض ہوں گے۔ جب امیر پھٹے پرانے کپڑے پہنے گا تو غریبوں کا کیا حال ہوگا۔ تو اس لیے یہ اچھے کپڑے پہن سکتے ہیں۔

ضروری بات:

ضروری بات کیا ہے؟ ریا، دکھاوا اور نمود و نمائش، فخر اور غرور سے اپنے آپ کو



بچائے، یہ چیز بہت ضروری ہے اور یہ چیز پھر اللہ والوں کی صحبت میں رہ کر، ذکر کی کثرت کر کے پھر حاصل ہوتی ہے، گھر بیٹھے نہیں ملے گی اور ہمارے سلف صالحین ان دونوں چیزوں سے بری تھے۔

دو سوالات اور انکے جوابات:

اب یہاں دو سوال دل میں پیدا ہوتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ نبی کریم ﷺ، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہما یہ حضرات اور دوسرے صحابہ حضرات رضی اللہ عنہم بہت عام اور معمولی قسم کا کپڑا استعمال کرتے تھے، اس کی کیا وجہ ہے؟ علماء نے اس کے بارے میں فرمایا کہ دیکھیں! ان لوگوں کے پاس جتنا مال آتا تھا، کبھی لاکھوں کے حساب سے آتا تھا تو یہ سارا صدقہ کر دیتے تھے کیونکہ یہ جانتے تھے۔

﴿مَاعِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَاعِنْدَ اللَّهِ بَاقٍ﴾ (النحل: 96)

”جو تمہارے پاس ہے ختم ہو جائے گا اور جو اللہ کے پاس ہے، باقی رہے گا۔“

جو ہمارے پاس رہ گیا یہ ختم ہو جائے گا، فنا ہو جائے گا۔ جو اللہ کے پاس رہے گا وہ باقی رہے گا، تو وہ باقی رہنے والے مال کو پسند کرتے تھے لہذا سب صدقہ کر دیتے تھے، غریبوں کو دے دیا کرتے تھے۔ ایک وجہ تو یہ تھی کہ جتنا مال آتا سب اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا کرتے تھے۔

دوسری وجہ کیا تھی کہ یہ حضرات کون تھے؟ یہ تمام مخلوق کے مرجع تھے، سب لوگوں نے ان کی طرف متوجہ ہونا تھا۔ نبی علیہ السلام پوری کائنات کے لیے مرجع خلائق ہیں۔ تو آپ ﷺ نے ہلکا کپڑا پہن کے امت کے غریبوں کو تسلی دی کہ دیکھو! تمہارے نبی ﷺ



نے بھی پیوند والے کپڑے پہنے ہیں تمہیں تو پھر صاف کپڑے مل جاتے ہیں۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جب بیت المقدس کو فتح کرنے پہنچے تو غالباً 13 پیوندان کے کپڑوں میں لگے ہوئے تھے۔ کیا آج آپ نے اپنی آنکھوں سے اپنی زندگی میں کسی ایسے غریب کو دیکھا ہے کہ جس کے لباس میں دوسرے رنگوں کے 13 جوڑ لگے ہوئے ہوں اور وہ کسی مجلس میں آیا ہو؟ تو ان کا معاملہ کچھ اور تھا وہ تو امت کے غریبوں کا خیال رکھنے والے تھے۔

انفاس کا علاج:

اسی طرح بعض صوفیا اپنے جوئے نئے مرید ہوتے ہیں، ان کو بھی منع کرتے ہیں دیکھو تم لباس میں یہ نہ کرو، یہ نہ کرو۔ یہ کیا ہوتا ہے کہ ابتدا میں نفس مکر کر رہا ہوتا ہے، انسان قیمتی لباس اپنی بڑائی کے لیے پہن رہا ہوتا ہے۔ نماز کے اندر بھی اس کو یہ خیال آتا ہے کہ میں نے تو یہ لباس اتنا قیمتی پہنا ہوا ہے۔ تو ان چیزوں کو توڑنے کے لیے ابتدائی طور پر دو اور علاج کے لیے منع کرتے ہیں۔ اور جب نفس صاف ہو جاتا ہے نفس امارہ اور نفس لوامہ سے نکل کر نفس مطمئنہ ہو جاتا ہے، پھر اگر وہ قیمتی لباس پہنتے ہیں اللہ تعالیٰ کی نعمت کے اظہار کے طور پر پہنتے ہیں۔ اس وقت وہ قیمتی لباس پہننا ان کو اللہ تعالیٰ کا قرب دے رہا ہوتا ہے۔ اب دینی ماحول میں رہے بغیر یہ بات سمجھنا تھوڑا مشکل ہے۔

لباس میں صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رضی اللہ عنہم کا عمل:

پہننے کے معاملے میں ہمیں یہ اصول یاد رکھنا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا اور تابعین رضی اللہ عنہم کا طریقہ کیا تھا کہ ان چیزوں میں تکلف نہ کرے، جتنا آسانی میسر ہو اس کے مطابق استعمال کر لے۔ اللہ تعالیٰ نے نعمتیں زیادہ دی ہیں تو قیمتی لباس پہن لے ٹھیک ہے لیکن قرض لے کر،



ادھار لے کر اور تکلیف اٹھا کر قیمتی لباس خریدنا ٹھیک نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی اور شریعت کی تعلیمات کے خلاف ہے۔ دین کے بارے میں اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح سمجھ عطا فرمائیں۔

لباس کے متعلق کچھ تجربات:

اس کے علاوہ میں اپنے چند تجربات بھی آپ سے شیئر کرنا چاہوں گا۔ میں ایک مرتبہ اپنی اہلیہ کے ساتھ ترکی گیا۔ وہاں میوزیم ہے توپ کا پی میوزیم۔ اور الحمد للہ! اللہ نے دل میں وہیں پہ یہ بات ڈالی اور اس وقت بیگم صاحبہ اور میرے جو ساتھی ساتھ تھے سب نے ہی اس بات کو محسوس کیا۔

حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کا لباس:

وہ بات یہ تھی کہ وہاں پہ میں نے بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کا لباس اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اتنا موٹا تھا کہ جسم نظر آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، اور اتنا کھلا اور چوڑا تھا کہ جسم کے اعضا بھی نہیں سمجھ میں آسکتے، اُن کا اُبھار کہاں ہے اور کیسے ہے۔ تو یہاں سے کیا سبق ملا کہ عورتوں کا لباس باریک نہیں ہونا چاہیے اور عورتوں کا لباس ٹائٹ نہیں ہونا چاہیے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا لباس:

وہیں برابر میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا لباس مبارک بھی تھا، وہ بھی بہت کھلا، چوڑا اور بڑا لمبا سا تھا۔ تو یہاں سے کیا معلوم ہوا کہ مردوں کا لباس بھی کھلا اور چوڑا ہو۔

مقتداؤں کا لباس:

میں نے مختلف ملکوں کا سفر کیا ہے سوچنے اور غور کرنے کا موقع ملا، آپ بھی ذرا غور کیجیے



گا۔ بدھٹ لوگوں کو بھی دیکھا ہے بدھ مت کے لوگوں کو، اور ہندوؤں کو بھی دیکھا اور مختلف جگہ بیٹاک کے ایئر پورٹ پر کئی لوگوں کو دیکھا۔ جتنے بھی دوسرے مذاہب کے لوگ ہیں یا جتنے بھی دوسرے مذاہب کے پیشوا ہیں، عیسائیوں کے راہب ہیں یا پھر عورتوں میں جن کو ہم نن کہہ دیتے ہیں، راہبہ کہتے ہیں، جتنے بھی ہیں آج بھی اس فحاشی کے دور میں بھی دیکھ لیجئے! ان سب کا لباس کھلا، چوڑا اور موٹا ہوتا ہے۔ جو ان کے مقتدا ہوتے ہیں ان کا بھی ایسا ہی لباس ہوتا ہے۔ کہیں بھی آپ کو ایسا کوئی ٹائیٹ لباس والا اور بے حیائی والا نہیں ملے گا، چاہے وہ کافر ہی کیوں نہ ہو یہ آپ چیک کر لیجئے۔

مسلمان بادشاہوں کا لباس:

اچھا وہیں ترکی میں توپ کا پی میوزیم کے اندر ایک اور چیز ملی۔ وہ کیا چیز تھی؟ وہاں بادشاہوں کے لباس جو سلطنت عثمانیہ کے تھے وہ دیکھے۔ آپ میں سے جو وہاں جا کر دیکھنا چاہے جا کر دیکھ سکتا ہے۔ اس عاجز نے وہاں دیکھے اور جو ساتھی ساتھ موجود تھے ان کو وہیں پہ بتایا، اللہ نے دل میں جو ڈالا تھا۔ وہاں کیا تھا ڈپلے میں؟ بادشاہوں کے لباس تھے۔ مثلاً یہ تیروں صدی میں بادشاہ نے پہنا ہوا تھا، یہ چودھویں صدی کے لباس تھے، یہ پندرہویں صدی کے لباس تھے، اگلے شوکیس میں سولہویں صدی کے لباس تھے، اس سے اگلے میں ستارہویں صدی کے تھے، اس سے اگلے میں اٹھارویں صدی کے تھے پھر انیسویں صدی کے شروع کے لباس تھے۔ تو الگ الگ ڈپلے کیا ہوا تھا اور ان کے اوپر تاریخیں لکھی ہوئیں تھیں کہ ان ان سالوں میں یہ لباس سلطنت عثمانیہ کے مسلمان بادشاہوں نے پہنے۔ میں اللہ کو حاضر ناظر جان کر یہ بات عرض کر رہا ہوں جو



وہاں دیکھ کر آیا ہوں جو چاہے جا کے دیکھ لے۔ شروع کے جو لباس تھے چودھویں ، پندرہویں ، سولہویں صدی کے، وہ تمام لباس اُس لباس سے مشابہت رکھتے ہیں جو سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا لباس وہاں ڈپلے میں ہے، گھلے، چوڑے اور موٹے۔ آہستہ آہستہ جیسے جیسے صدیاں آگے آتی گئیں، ان کے لباس میں پھول بوٹے آتے گئے۔ وہ کوئی لال رنگ کا تھا، کوئی گرے کلر کا تھا اور کسی پر گولڈن کلر کی آرائش ہوئی ہوئی تھی، تو رنگ آتے گئے۔ پہلے سادگی تھی چلتے چلتے رنگ آتے گئے اور انیسویں صدی میں جو آخری لباس تھے وہ پینٹ شرٹ تھا۔

اسلٹنٹ عثمانیہ کے زوال کی ایک وجہ:

جیسے ہی یہ لباس آیا اسلٹنٹ عثمانیہ کا وجود اس دنیا سے ختم ہو گیا۔ یہ میرا دعویٰ نہیں میں آپ کو حقیقت بیان کر رہا ہوں۔ وہاں جا کر دیکھ لیجیے کہ شروع میں بادشاہوں کے لباس میں سادگی تھی۔ اسلٹنٹ عثمانیہ پوری دنیا پہ حکمران تھی۔ آہستہ آہستہ سادگی ختم ہوتی گئی، اُسی لباس میں جو سنت کے قریب تھا، اندر پھول بوٹے آتے چلے گئے رنگ لال ہو گیا، گلابی ہو گیا، گولڈن ہو گیا۔ پھر ان گولڈن رنگوں کے بعد وہاں آخری لباس جو تھا وہ پینٹ شرٹ تھا کہ جی آخری بادشاہ کا یہ لباس تھا اور جیسے ہی یہ غیروں کا لباس آیا اللہ تعالیٰ نے حکومت ہی واپس لے لی اور یہ بات پکی ہے۔

برائی پھیلانے کے چار طریقے:

ایک بات اور سمجھ لیجیے! آج کافر چار طریقوں سے برائی پھیلا رہا ہے اور اس پر انہوں نے پوری ریسرچ کی ہے کتابیں لکھی ہیں۔



① کافرانہ لباس کے ذریعے

② غذا کے ذریعے

③ موسیقی کے ذریعے

④ ماحول کے ذریعے

موسیقی پر جو بیان تھا الحمد للہ! پچھلی اتوار کو ہو چکا ہے، سائٹ پہ موجود ہے جو سننا چاہیں اس میں تفصیلات موجود ہیں کہ موسیقی کے ذریعے کیا کچھ ہو رہا ہے۔ غذا میں ہمیں جان بوجھ کر حرام کھلایا جا رہا ہے تو بے حیائی آرہی ہے۔ اور لباس کے معاملے میں وہ جانتا ہے کہ آدم علیہ السلام کے زمانے سے ہی جو سب سے پہلا حملہ اولاد آدم پر کیا وہ لباس پہ کیا تھا، لباس اتروا یا تھا۔ اور آج کے نوجوان جو دوسروں کے لباس اتارنے کے خواہش مند رہتے ہیں۔ یہ دل کے کانوں سے سنیں کہ قیامت کے دن یہ بے لباس ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی محبت کی پوشاک نہیں پہنائیں گے، جنت کے لباس نہیں پہنائیں گے۔ جس کی دنیا میں یہ تمنا ہو، کوشش ہو اور دل کے ارادے ہوں اس کے لیے وہ میسجنگ (messaging) کرتا ہو، چیٹنگ (Chatting) کرتا ہو، فیس بک پہ بیٹھتا ہو، اس کے لیے وہ کوئی اور بھی ذریعہ اختیار کرتا ہو کہ کسی کو بے لباس کرے۔ یہاں کسی کو بے لباس کرنے والا یاد رکھے کہ قیامت کے دن اس کو بے لباس کر کے جہنم میں ڈالا جائے گا۔ اس کی مکمل بڑی تفصیلات موجود ہیں۔

انبی کریم ﷺ کا اپنی چادر کافرہ عورت کو دینا:

ایک خاتون کے بارے میں پتا چلا کہ وہ قبیلہ رتیہ سے تعلق رکھتی ہے اور کافرہ ہے،



اس کا بچہ گم ہو گیا ہے جسے وہ دیوانوں کی طرح تلاش کر رہی تھی۔ آقا کی نظر اس کے سر پر پڑی۔ اس کے سر پر چادر نہیں تھی تو نبی ﷺ نے اپنی نبوت کی چادر دے کے صحابی رضی اللہ عنہ سے یہ فرمایا! جاؤ اور اس کو چادر اوڑھا دو۔ صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی ﷺ! کافرہ عورت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بیٹی بیٹی ہوتی ہے چاہے کافر کی کیوں نہ ہو، اس کے سر پر چادر ہونی چاہیے۔ تو نبی ﷺ نے نبوت کی چادر دے کر پاک چادر دے کر ایک کافرہ عورت کے سر کو ڈھانپا۔ تو آج اگر ہم دوسروں کے سروں کو ڈھانپنے کی کوشش کریں۔ اپنے سر کو بھی ڈھانپنے کی کوشش کریں تو یقیناً قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیں رحمتیں ملیں گی۔

حضرت مفتی شفیع رحمہ اللہ کا جواب:

اب کچھ لوگ ایک جملہ بول دیتے ہیں۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ جی لباس سے کیا ہوتا ہے؟ ہم جو مرضی لباس پہنیں اس میں ایسی کوئی بات ہے۔ یہی سوال ایک مرتبہ حضرت مفتی شفیع رحمہ اللہ سے ایک جج صاحب نے کیا۔ یہ وکیل لوگ ذرا نکتے بھی نکالتے ہیں، تو انہوں نے نکتہ نکالا کہ حضرت یہ لباس سے کیا ہوتا ہے۔ اگر ہم لباس کوئی بھی پہن لیں تو اس سے کیا فرق پڑے گا؟ تو مفتی صاحب نے بڑا پیارا جواب دیا۔ فرمانے لگے کہ کل جب آپ عدالت تشریف لائیں گے اور جج کی کرسی پر بیٹھیں گے تو لباس بے شک اپنی اہلیہ محترمہ کا پہن کے آجائے گا پھر پتا چل جائے گا کہ لباس سے کچھ ہوتا ہے یا نہیں؟

اہر شعبے کا یونین فارم:

آج ذرا غور کریں! وکیل اپنے لباس سے پہچانا جاتا ہے، ڈاکٹر اپنے لباس سے پہچانا



جاتا ہے، پولیس والا اپنے لباس سے پہچانا جاتا ہے، جج اپنے لباس سے پہچانا جاتا ہے، فوجی اپنے لباس سے پہچانا جاتا ہے۔ کیا ایک مسلمان ہی رہ گیا ہے جس کے پاس کوئی لباس نہیں؟ آپ کسی بھی اسکول میں چلے جائیں اور دیکھیں کہ ہر اسکول والوں نے اپنا ایک یونیفارم بنایا ہوا ہے۔ اس یونیفارم میں آپ آؤ گے تو آپ کو انٹری ملے گی۔ اگر آپ اس یونیفارم میں نہ آئے تو آپ یہاں داخل نہیں ہو سکتے۔ اسکول والے کو اختیار ہے اور ہم اسکے اختیار کو مانتے ہیں، ہم قبول کرتے ہیں۔ ہم جس اسکول میں بچے داخل کرواتے ہیں اس اسکول کے اصول کو ہم مانتے ہیں کہ جی یہ ان کا یونیفارم ہے، ان کا حق ہے کہ جو یونیفارم یہ رکھیں ہم نے وہ پہنانا ہے۔ کیانی کریم علیہ السلام کو آپ اتنا حق بھی نہیں دے سکتے جتنا حق آپ ایک اسکول والے کو دے رہے ہوتے ہیں۔ کیا اللہ رب العزت کے پاس یہ حق بھی نہیں کہ جس نے ہمیں یہ نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔ ارے بھی! اللہ رب العزت تو مالک الملک ہیں، ہمیں پیدا کرنے والے ہیں، نبی علیہ السلام ہمارے محسن حقیقی ہیں انہوں نے دین کی طرف رہنمائی کی۔ تو ہمارے لیے یہ ہے کہ ہم نبی علیہ السلام کے دین کو اپنائیں اور اس لباس کو اپنائیں جو نبی علیہ السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تھا۔ ان شاء اللہ اگلے جمعے سے لباس کی تفصیلات آئیں گی۔ آج صرف یہ اس کی تمہید ہے یہ معاملہ ایسا نازک ہے کہ آج ہم اس کو بالکل (Ignore) کر بیٹھے ہیں۔

بچوں کے لباس سے متعلق احتیاط:

یاد رکھیے کہ علماء نے یہ بات لکھی ہے کہ اگر کوئی ماں باپ ایسا لباس اپنے چھوٹے بچوں کو پہنائیں جو بڑے ہو کر پہننا مکروہ ہے یا حرام ہے، تو اس کا شروع میں بھی گناہ ملے گا۔ آج ہم اپنی بچیوں کو دوپٹہ پہناتے ہی نہیں۔ جب وہ پانچ سات سال کی ہو جاتی



ہیں تو دوپٹہ انکو بوجھ لگنے لگتا ہے۔ شروع سے اگر پہنائیں گے تو ان کی عادت بن جائے گی بوجھ نہیں لگے گا۔ اب شروع ہی عمر میں ہی اسکرٹ پہنا رہے ہیں، پینٹ شرٹ پہنا رہے ہیں، ایسا لباس جو کافروں سے مشابہت رکھتا ہے ٹی وی دیکھ دیکھ کر، میڈیا دیکھ دیکھ کر پہنا رہے ہیں۔ یہ کسی بھی طرح بڑے ہو کر ان بچوں کو بوجھ نہیں لگتا۔ علماء نے فرمایا کہ وہ لباس جو عورت کے بالغ ہونے کے بعد پہننا جائز نہیں وہ ابتدا میں پہننا بھی مکروہ ہے کیوں کہ مشابہت کسی اور سے ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے کا ایک واقعہ:

ایک بات یاد آگئی۔ ایک مرتبہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور میں ایک قالین آیا غالباً قیصر روم کا یا کسریٰ کا تھا۔ خیران دونوں میں سے کسی ایک کا قالین آیا۔ بہت قیمتی قالین تھا۔ اس کے جب بعد میں ٹکڑے کیے گئے تو ایک ایک باشت لاکھوں درہم کا سیل ہوا، اتنا قیمتی قالین تھا۔ جب قالین آیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حیران ہو گئے کہ یہ کیا چیز آگئی اور اس کے بارے میں پورا مشورہ ہوا کہ کیا کریں اس کو تقسیم کرنا ہے یا رکھنا ہے۔ تو بعض لوگوں نے یہ مشورہ دیا کہ اتنی تاریخی چیز ہے اتنی قیمتی چیز ہے یہ ہماری ثقافت کا حصہ بن سکتی ہے، ہمارے میوزیم میں سج سکتی ہے۔ ہم اس کو سنبھال کے رکھ لیں تاکہ دنیا دیکھے کہ یہ کیا انوکھا عجوبہ بنا ہوا ہے۔ اب کچھ لوگوں نے اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس مجلس میں یہ مشورہ دیا، وہاں حضرات تابعین بھی موجود تھے۔ مشورے جمع ہوئے تو وہاں پہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دیکھو! یہ تاریخی تو ہے، یہ قیمتی چیز تو ہے، یہ یادگار تو ہے لیکن یہ یادگار عیاشی کی یادگار ہے، دین کی یادگار نہیں ہے۔ تو جیسے ہی آپ رضی اللہ عنہ نے یہ جملہ بولا اسی وقت سب نے فیصلہ



کر لیا کہ عیاشی کی یادگار کو باقی رکھنا ٹھیک نہیں۔ اس کو کٹوا دیا گیا، تقسیم کر دیا گیا۔ اور اس کا ایک ایک بالشت لاکھوں میں سیل ہوا۔ آپ جائزہ لیجئے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نظر کہاں ہوتی تھی؟ صرف دین پر ہوتی تھی۔ تو ہم ایسا لباس نہ پہنیں نہ پہنوائیں کہ جو لباس غیروں کی نقالی کرتا ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح سمجھ عطا فرمائے۔ ہم جو کہہ دیتے ہیں کہ لباس سے کیا ہوتا ہے یہ کوئی چھوٹا جملہ نہیں ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی سمجھ عطا فرمائے۔

خیر خواہی کے روپ میں دھوکا:

حضرت آدم اور اماں حوا علیہما السلام میاں بیوی ہیں۔ ان کا جو واقعہ قرآن میں بیان ہوا آپ اس میں مزید غور کر لیجئے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وُورِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوَاتِهِمَا﴾

(الاعراف: 20)

”شیطان نے ان کے اندر وسوسہ ڈالا تاکہ ان کی شرم گاہیں جو ایک دوسرے سے پوشیدہ تھیں، دونوں کے روبرو بے پردہ کر دے۔“

اور آگے فرماتے ہیں کہ شیطان نے قسمیں دے کر ان کو قائل بھی کر لیا اور یہ کہا:

﴿وَقَاَسَمَهُمَا اَنِّي لَكُمَا لَمِنَ النَّاصِحِيْنَ﴾ (الاعراف: 21)

”قسم کھائی اس نے کہ میں تمہارا بہت خیر خواہ ہوں۔“

اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتے ہیں کہ شیطان نے ان کو بہکا یا تاکہ کھول دے ان کے اوپر ان کے پردے کی چیز، میاں بیوی کو آپس میں بے لباس کر دے اور قسمیں کھائیں۔

﴿لَمِنَ النَّاصِحِيْنَ﴾

”میں تمہارا خیر خواہ ہوں۔“



﴿فَدَلَّهُمَا بِغُرُورٍ﴾

”پھر مائل کر لیا ان کو فریب سے“۔

انوجوانوں کا فریب:

یہاں جو میں نکتہ عرض کرنا چاہتا ہوں وہ صرف اتنا سا ہے کہ آج بھی جونوجوان فون، میسج پر، انٹرنیٹ پر عورتوں کو قائل کرنے کی کوشش کرتے ہیں قسمیں کھاتے ہیں اور یہ کہتے ہیں میں تمہیں نصیحت کرنے والا ہوں، میں تمہارا خیر خواہ ہوں۔ خیر خواہی کے رنگ میں یہ اس کو بے لباس کرنا چاہتے ہیں یہ شیطان کی اولاد ہیں، شیطان کے طریقے پر ہیں اور شیطان کے راستے پر ہیں۔ جس طرح شیطان کو اللہ رب العزت نے فرما دیا کہ مردود ہو گیا۔ انسان نے بھی اگر توبہ نہ کی تو اللہ تعالیٰ کے دربار جنت سے نکال دیا جائے گا۔ قیامت کے دن اس کو جنت نہیں ملے گی۔

جنہم کا لباس:

اسی بُدھ کو دو دن پہلے ایک نوجوان میرے پاس آیا۔ اور کچھ حالات میرے سامنے رکھے۔ میرے پاس تو ایسے ایسے عجیب و غریب قسم کے حالات ہیں جنہیں سینے میں چھپا رکھا ہے کہ اگر بیان کرنا شروع کروں تو آپ لوگ میرا بیان بند کروادیں گے کہ ہم ایسی بے حیائی والی باتیں نہیں سن سکتے، لیکن یہ حالات بھی تو ہمارے اپنے ہی گھروں کے ہیں۔ خیر اس نوجوان کی بات چل رہی تھی۔ میں نے اس سے پوچھا کہ سارا دن کیا کرتے ہو؟ بیعت ہو چکا تھا، توبہ کر چکا تھا تو کہنے لگا کہ جی میں فیس بک پر بیٹھتا ہوں اور کچھ خواتین سے تو میرے تعلقات ہیں اور مزید دیکھتا رہتا ہوں جہاں جہاں داؤ لگ



جائے وہ لگانے کی کوشش کرتا ہوں۔ یہ نوجوان سن لیں، سمجھ لیں کہ یہاں کسی کو بے لباس کریں گے تو قیامت کے دن اللہ رب العزت ان کو جہنم کے لباس عطا کریں گے۔

﴿سَرَّابِنْلَهُمْ مِّنْ قِطْرَانٍ﴾ (ابراہیم: 50)

وہ لباس عطا فرمائیں گے جو گندھک کا بنا ہوا ہوگا اور ان کو جہنم میں ڈال دیں گے۔ کسی بے حیا کے لیے آج کسی کو بے لباس کرنا آسان تو ہو سکتا ہے لیکن قیامت کے دن اس کا وبال اٹھانا مشکل ہوگا۔

میاں بیوی کا لباس ہونے کا مطلب:

لباس سے متعلق آخری بات بھی عرض کر دوں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے میاں بیوی کے بارے میں فرمایا:

﴿هِنَّ لِبَاسٍ لَّكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٍ لَّهُنَّ﴾ (البقرة: 187)

”وہ (عورتیں) تمہارے لیے لباس ہیں اور تم ان کے لیے لباس ہو۔“

کیوں کہا؟ دیکھیں! لباس سے انسان کو زینت ملتی ہے۔ فرمایا کہ میاں کو بیوی سے زینت ملے گی اور بیوی کو شوہر سے زینت ملے گی۔ دونوں ایک دوسرے کے لیے زینت ہوں گے۔ لباس سے انسان کے عیب چھپ جاتے ہیں تو یہاں سے ظاہر ہوا کہ میاں کی ذمہ داری ہے کہ بیوی کے عیب چھپائے، سسرال میں بیان نہ کرے، میکے میں بیان نہ کرے، کسی تیسرے کو بیان نہ کرے۔ اور بیوی کی ذمہ داری ہے میاں کے عیب کو چھپائے۔ لباس کا کام عیب چھپانا ہوتا ہے، اور لباس کا کام گرمی اور سردی سے حفاظت دینا ہوتا ہے تو یہ ایک دوسرے کو حفاظت دیں۔ اور لباس کا کام ایک دوسرے کو



زینت دینا ہوتا ہے ایک دوسرے کو زینت دیں۔ تو جب میاں بیوی اس پر عمل کر لیں گے، اور ایک دوسرے کے لیے لباس بن جائیں گے تو اللہ تعالیٰ ان دونوں کو جہنم میں عطا فرما دیں گے۔

بھوک اور خوف کا لباس:

اس کے علاوہ ایک اور چیز کو بھی قرآن پاک میں لباس کے ساتھ تشبیہ دی گئی چودھویں پارے میں۔ وہ کیا؟ فرمایا کہ ہم نے ان کو بھوک اور خوف کا لباس پہنا دیا:

﴿صَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ آمِنَةً مُطْمَئِنَّةً يَأْتِيهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِأَنْعَمِ اللَّهِ فَأَذَاقَهَا اللَّهُ لِبَاسَ الْجُوعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ﴾
(النحل: 112)

کہ اللہ تعالیٰ ایک بستی کی مثال بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ہر نعمت دی، ان کے پاس امن بھی تھا اور اطمینان بھی تھا۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری کی۔ اس ناشکری کے بدلے میں

﴿فَأَذَاقَهَا اللَّهُ لِبَاسَ الْجُوعِ وَالْخَوْفِ﴾

اللہ تعالیٰ نے ان نافرمانوں کو بھوک اور خوف کا لباس پہنا دیا۔ اگر ہم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کریں گے آج بھی ہمیں اللہ تعالیٰ بھوک اور خوف کا لباس پہنا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح لباس پہننے کی توفیق عطا فرمائیں۔ ان شاء اللہ العزیز اگلے جمعے سے لباس کے بارے میں مزید تفصیلات آئیں گی۔ ان میں سے صرف ایک بات عرض کر دیتا ہوں کہ لباس میں حضور پاک ﷺ کو گرنا پسند تھا۔ باقی تفصیلات ان شاء اللہ آئیں گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں



سنت کے مطابق پہننے کی توفیق عطا فرمائیں۔

لباس کی نعمت کے بارے میں قیامت کے دن اللہ سوال کریں گے کہ میرے بندو! کیا تم نے لباس کا حق ادا کیا؟ اگر ثابِت ہو گیا کہ ہم نے سنت کے مطابق لباس پہنا تھا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جنت کا لباس عطا فرمائیں گے۔ اور اگر ثابِت ہو گیا کہ ہم نے تو میڈیا کو دیکھ کر، ہم نے تو ہندوؤں کو دیکھ کر، ہم نے تو کافروں کو دیکھ کر لباس پہنا تھا تو اللہ تعالیٰ پھر جہاں ان کو بھیجیں گے وہاں کچھ عرصے کے لیے ایمان والوں کو بھی بھیج دیں گے کہ ذرا تم مزہ چکھ کر آؤ، مطلب جیسی کرنی ویسی بھرنی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا معاملہ ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی رحمت عطا فرمائیں، ہمارے گناہوں کو معاف فرمائے۔

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اِنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ





سنت اور سائنس

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَلَّمَ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى. آمَّا بَعْدُ:

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

﴿وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا﴾ (سورة الاحزاب: 71)

سُبْحٰنَ رَبِّيْكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلٰى الْمُرْسَلِيْنَ ۝

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

محبوبِ كل جہاں ﷺ کی زندگی:

حضرت محمد ﷺ ہمارے پیارے نبی محبوبِ کل جہاں رحمۃ اللعالمین کی مبارک زندگی



ہم سب کے لیے کامل نمونہ ہے۔ اگر انسان دنیا اور آخرت کی کامیابی حاصل کرنا چاہتا ہو تو اس کو چاہیے کہ رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کو زندگی میں لائے، آپ ﷺ کے اخلاق، اور عادات کو اپنائے اور اس طرح اپنائے کہ اس کا ظاہر بھی آقا کے مطابق بھی ہو جائے اور باطن بھی نبی ﷺ کی تعلیمات کے مطابق ہو جائے۔ حضور پاک ﷺ کی زندگی ہر لحاظ سے کامل اور اکمل زندگی ہے۔ سیرت کے عنوان پر امت کے علماء نے بہت کام کیا بلکہ چودہ سو سالوں سے ہو رہا ہے اور قیامت تک ہوتا رہے گا۔ یہ ایک ایسا سمندر ہے جس کا کنارہ کوئی نہیں ہے۔

میرا قائد ہے وہ زندگی پیغام تھا جس کا
محمد ﷺ نام تھا جس کا محبت کام تھا جس کا
وہ رفتہ رفتہ جس نے قوم کو منزل عطا کر دی
کلی آغاز تھا جس کا چمن انجام تھا جس کا

ایک اٹل حقیقت:

جب ہم تاریخ عالم پر نظر ڈالتے ہیں تو پتا چلتا ہے کہ دنیا کے اندر جتنے بھی مشاہیر آئے، کوئی فاتح آئے، کوئی سائنس دان بنا، کسی نے چیزوں کو ایجاد کیا، زندگی میں بڑے بڑے کام کیے لیکن ان تمام کی زندگیوں میں ایک بات کا من (Common) ملتی ہے کہ انہوں نے خود اقرار کیا یا بعد والوں نے کہا کہ اگر اس کو اور زندگی مل جاتی تو یہ اور کام کر لیتا یعنی ادھوری زندگیاں اور حسرتیں لے کے قبر میں چلے گئے۔ مثال کے طور پر نیوٹن (Newton) نے لا ز آف نیوٹن (Laws Of Newton) پر اس قدر ٹھوس کام کیا کہ سائنس کی دنیا میں اس کی بہت عرصے تک اس کی وجہ سے عزت ہوتی



رہی لیکن پھر بھی لوگوں نے کہا کہ نیوٹن کو کچھ اور مہلت مل جاتی تو مزید چیزیں دریافت ہوتیں۔ اور آئن سٹائن (Einstein) کی تو یورپ میں بے پناہ عزت ہے اور اس نے بھی ایسی تھیوری پیش کی جس کی وجہ سے آج انسان چاند پہ قدم رکھ رہا ہے۔ اس کے بارے میں بھی یہی کہا گیا کہ اس کو اگر اور وقت ملتا تو مزید بھی راز کھولتا۔ تیمور لنگ ایک بادشاہ کا نام ہے جس کا مزار سمرقند میں ہے، چونکہ اس نے بہت سی جگہوں اور ملکوں کو فتح کیا اس لیے اسے فاتح عالم بھی کہا جاتا ہے اور یہی لفظ اس کے مزار پر بھی لکھا ہوا ہے، لیکن اس کے مرنے کے بعد بھی یہی کہا گیا کہ اگر اس کو اور موقع مل جاتا تو اور بھی دنیا کے علاقے فتح کر لیتا۔ شیکسپیر (Shakespeare) نے اپنی زبان میں کتابیں لکھیں اور اپنی زبان کے حساب سے بہت کچھ لکھا، لیکن اس کے مرنے کے بعد بھی یہ کہا گیا کہ دیکھو! اس کو اور زندگی مل جاتی تو یہ اور کام کرتا۔ مطلب یہ کہ تمام مشاہیر عالم کی زندگیاں نامکمل ہیں ادھوری ہیں مشن پورا نہیں کر سکے۔

صرف ایک ہستی:

تاریخ عالم میں ایک ہی ہستی آپ کو ملے گی جس نے اپنی زندگی کے مقصد کو پورا کیا، وہ صرف رسول اللہ ﷺ کی مبارک ہستی ہے کہ جنہوں نے اپنی آمد کے مقصد کو پورا کیا اور رات کے اندھیرے میں نہیں، دن کے اُجالے میں، جنگل کے ویرانے میں نہیں، سوا لاکھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں۔ اور پھر نبی ﷺ نے سب سے پوچھا کہ کیا میں نے اللہ کا پیغام تم تک پہنچا دیا؟ تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے ایک زبان ہو کر عرض کیا: اللہ کے نبی ﷺ! پہنچا ہی نہیں دیا بلکہ پہنچانے کا حق ادا کر دیا۔ پھر اللہ کے نبی حضور پاک ﷺ نے آسمان کی طرف انگلی اٹھا کر اللہ تعالیٰ سے عرض کی: اے اللہ! تو گواہ رہنا۔ اللہ! تو گواہ رہنا۔ تو



ہمیں اگر کسی کو آئیڈیل بنانا ہے تو ادھوری زندگی والے کو کیوں آئیڈیل بنائیں، ایسی زندگی والے کو آئیڈیل کیوں نہ بنائیں کہ جس کی زندگی ہر لحاظ اور ہر زاویے سے مکمل ہے تاکہ ہمارا مقصد بھی زندگی کا پورا ہو جائے۔

نبی کریم ﷺ کی سیرت اور سائنس:

اب امت کے علماء نے بہت سے انداز سے سیرت کو کھولا۔ حضرت جی دامت برکاتہم (محبوب العلماء و الصالحاء حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی صاحب دامت برکاتہم) نے بھی سیرت کو ایک الگ انداز سے کھولا ہے۔ آج کل سائنس کا زمانہ ہے، گھر گھر میں کمپیوٹر موجود ہیں، چھوٹے چھوٹے بچے بھی انٹرنیٹ کا استعمال کرتے ہیں۔ تو سپر کمپیوٹر کے اس دور میں تو لوگوں کی سوچ ہی سائنسی ہو گئی ہے اور وہ ہر بات کو سائنسی نکتہ نظر سے سوچتے اور جانچتے ہیں۔ ایمان والوں کے دلوں میں اب وہ محبت نہیں رہی کہ وہ اس لیے عمل کریں کہ یہ میرے محبوب ﷺ کا عمل ہے۔ آج کوئی سائنسی بات آجائے تو بس اس کے پیچھے لگ جاتے ہیں۔ حضرت جی دامت برکاتہم نے اس سلسلے میں ایک بیان فرمایا تھا تو آج وہی آپ کو سنایا جائے گا۔

نبی پاک ﷺ کی مبارک زندگی اور آپ کی مبارک سنتیں سائنسی نکتہ نظر سے ہمیں کیسے معلوم ہوتی ہیں اس کے بارے میں حضرت جی کا ایک نقطہ نظر ہے۔ فرماتے ہیں کہ اگر دل کے کانوں سے ان باتوں کو سنیں گے تو ان شاء اللہ دل پر ضرور اثر ہوگا۔ اور اگر سینوں میں سل ہو اور دل نہ ہو تو پھر اس کا آپ کو فائدہ نہیں ہوگا۔ طلب لے کے بیٹھیں گے تو ان شاء اللہ العزیز فائدہ ہوگا۔ حضرت فرماتے ہیں کہ یہ باتیں ہم لوگوں کے لیے فکر انگیز (Food Of Thought) ہوں گی۔ یہ باتیں سائنس کے طلباء کو اور پڑھے لکھے لوگوں کو فائدہ



دیں گی۔ بلکہ حضرت کے لحاظ سے یہ ایک ایسا عنوان اور مضمون ہے اگر اس پہ اسٹوڈنٹس کام کریں تو اسلامک اسٹڈیز کے اندر پی ایچ ڈی (PHD) بھی کر سکتے ہیں۔

دو درختاں باب:

حضرت جی نے لکھا کہ نبی پاک ﷺ کی سنتوں کے بارے میں دو فیز (Phase) ہیں۔

فیز 1 One تو یہ کہ جو انسان نبی ﷺ کی مبارک سنتوں پر عمل کرے گا، اللہ رب العزت کی طرف سے اس کی زندگی میں برکتیں آئیں گی۔ وہ دنیا میں بھی کامیاب ہوگا اور آخرت میں بھی کامیاب ہوگا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرما دیا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے گا بے شک وہ بہت بڑی کامیابی پانے والا بن جائے گا:

﴿وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا﴾ (سورۃ الاحزاب: 71)

”جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے گا تحقیق وہ بڑی کامیابی کو پہنچے گا“۔

تو نبی ﷺ کے طریقوں پر عمل کرنا، آپ ﷺ کے اخلاق اور عادات کو اپنانا اس کو سنت کی پیروی کہتے ہیں۔ اب سنت کی پیروی عبادات میں ہو، معاشرت میں ہو، معیشت میں ہو، انفرادی یا اجتماعی سطح پر ہو، تمام حالات میں یہ انسان کے لیے نفع بخش ہے اور اس میں انسان کے لیے کامیابی ہے۔ تو پہلا فیز کیا ہے کہ اگر ہم سنت پر عمل کریں گے تو دنیا میں بھی سکون اور آخرت میں بھی سکون اور انسان قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے پیارے بندوں میں شامل ہو جائے گا۔ اور یہ بات سو فیصد سچی اور سچی ہے اس موضوع پر تو ہم لوگ باتیں سنتے ہی رہتے ہیں۔



آج کی بات سنت کے سیکنڈ فیز کے متعلق ہوگی۔ اس کو ذرا دل کے کانوں سے سنیں۔ وہ کیا ہے؟ وہ یہ ہے کہ جس کام کو نبی کریم ﷺ نے جس طریقے سے کیا اس کام کو اس سے بہتر کرنے کا انداز ہو ہی نہیں سکتا۔ جس کام کو رسول اللہ ﷺ نے جس طریقے سے، جس انداز سے کیا وہ کام اس سے بہتر طریقے سے قیامت تک کوئی کر ہی نہیں سکتا، ہو ہی نہیں سکتا، یہ ہمارا عقیدہ ہے۔ اب اس کے بارے میں ہمارا دعویٰ سمجھ لیجئے یا نتیجہ سمجھ لیجئے لیکن یہ اتنا ٹھوس ہے کہ اس بات کو کرتے ہوئے ہمارے پاؤں کے نیچے چٹان ہے۔ جس طرح کسی انجینئر کے سامنے کہا جائے کہ دو جمع دو کتنے ہوتے ہیں کہے گا چار ہوتے ہیں۔ اس کو یقین ہے کہ اس کے علاوہ کوئی (Answer) ہے ہی نہیں تو ہمیں بھی یقین ہے کہ جس کام کو نبی کریم ﷺ نے جس انداز سے کر لیا اس سے بہتر اس کام کو کرنے کا کوئی دوسرا انداز ہو ہی نہیں سکتا۔ اگر ہوتا تو نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ عطا فرمادیتے۔ سب انبیاء سے افضل نبی ﷺ ہیں اور افضل نبی ﷺ کے لیے اللہ تعالیٰ نے وہ نعمتیں عطا فرمائیں جو کسی کو نہیں دی گئیں۔

سونے کا مسنون طریقہ اور میڈیکل سائنس:

اب رات کو سونے کی چار ممکن صورتیں ہو سکتی ہیں اس کے بارے میں ذرا تفصیل سے سنیں۔ انسان روزانہ سوتا ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ میڈیکل (Medically) سونے کا انداز کونسا زیادہ بہتر ہے۔

پہلا انداز:

ایک انداز یہ ہے کہ انسان لیٹ جائے کمر نیچے ہو اور سینہ اوپر ہو یعنی یہ سیدھا لیٹنا ہو گیا۔



دوسرا انداز:

یہ ہو سکتا ہے کہ انسان اوندھا لیٹ جائے کہ چہرہ اور پیٹ بستر کی طرف ہو کمر آسمان کی طرف ہو۔

تیسرا انداز:

یہ ہے کہ انسان بائیں طرف لیٹ جائے کہ دل نیچے ہو اور باقی جسم کا حصہ اوپر ہو۔

چوتھا انداز:

یہ ہے کہ انسان دائیں کروٹ، سیدھے ہاتھ پر لیٹ جائے۔ تو یہ چار صورتیں ہو سکتی ہیں۔

سونے کی پہلی صورت:

اگر ہم سب سے پہلی صورت پر آئیں یعنی سیدھا سونا کہ انسان کا سینہ اور چہرہ آسمان کی طرف ہو اور کمر بستر کی طرف، تو میڈیکل کی صورت انسان کے لیے نقصان دہ ہے۔ وہ کیسے؟ اگر آپ انسان کی ریڑھ کی ہڈی کی بناوٹ کے بارے میں سوچیں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ بالکل سیدھی نہیں بلکہ خم دار ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ معدہ کے اندر وزن ہوتا ہے اور اس وزن نے بالآخر کسی جگہ اپنا زور ڈالنا ہوتا ہے اور اس مقصد کے لیے کسی نہ کسی ہڈی نے تو اس وزن کو برداشت کرنا تھا، تو اس کے لیے اللہ رب العزت نے اسپائنل کوڈ (Spinal Cord) ریڑھ کی ہڈی بنا دی اور معدہ کا وزن اس کے اوپر ڈالا گیا، اس کو سنبھالنے کے لیے ریڑھ کی ہڈی کے اندر تھوڑا سا خم بنا دیا گیا۔ چنانچہ کندھے سے پیچھے سیدھی آتی ہے اور جہاں ہمارا پیٹ ہے وہاں تھوڑا آگے کو خم کھا کے واپس پیچھے سیدھی ہونے لگتی ہے اور ہم کمر کو ہاتھ لگا کر اس کو محسوس بھی کر سکتے ہیں۔ تو



جب آدمی سیدھا سو یا ہوتا ہے تو ریڑھ کی ہڈی کا خم اوپر کی طرف ہوتا ہے اور اس خم کے اوپر معدہ کا سارا بوجھ آجاتا ہے۔ اور ماشاء اللہ کسی کے معدہ پیٹ کا وزن دس کلو کسی کا پچاس کلو تو اب اتنے وزن نے اس کے اوپر اثر تو کرنا ہے، تو سائنس کا اصول ہے کہ جب بھی کسی خم دار چیز کے اوپر وزن ڈال دیا جائے تو وہ سیدھا ہونے کی کوشش کرے گی۔ اور وہ بوجھ اس کے دونوں سروں کے اوپر پڑے گا۔ تو جب ریڑھ کی ہڈی کے اوپر پچاس کلو کا وزن پڑے گا تو تو ایسی صورت میں نتیجہ کیا ہوگا؟ یہی ہوگا کہ گردن کے مہرے درمیان سے دباؤ میں آجاتے ہیں اور گردن کے پیچھے انجائینا کا پین ہونا شروع ہو جاتا ہے، یا کمر کے نچلے مہرے درمیان میں سے دباؤ میں آجاتے ہیں اور لور بیک پین (Lower Back Pain) شروع ہو جاتی ہے۔ لہذا جو لوگ سیدھا سوتے ہیں انکو گردن کے پیچھے انجائینا کا درد بھی ہوتا ہے یا پھر لور بیک پین بھی زیادہ ہو جاتی ہے۔ اس سے پتا چلا کہ سیدھا سونا انسان کے لیے فائدہ مند نہیں نقصان دہ ہے۔

سونے کی دوسری صورت:

یہ ہے کہ انسان الٹا سونے کہ پیٹ نیچے ہو جائے کمر آسمان کی طرف ہو جائے، اس کو اوندھے منہ سونا بھی کہتے ہیں۔ یہ بھی انسان کے لیے میڈیکل (Medically) نقصان دہ ہے کیونکہ انسان کے معدہ کیساتھ آنتیں ہوتی ہیں جہاں سے اس کی غذا گزر رہی ہوتی ہے۔ وہاں اس کو جسم سے مختلف وائٹامنز (Vitamins) اور کیمیکلز (chemicals) ملتے ہیں۔ وہ آنتیں دائیں اور بائیں سائیڈ پر ہوتی ہیں اور ان آنتوں میں خوراک بھری ہوتی ہے اور ہر آنت ایک دوسرے کیساتھ چربی کی باریک سی جھلی کے ذریعہ جڑی ہوتی ہے۔ اگر کسی بکری کو ذبح کریں اور آپ اس کی آنتوں کو دیکھیں تو آپ کو اس کی آنتیں ایک دوسرے کیساتھ باریک سی جھلی سے جڑی ہوئی نظر



آئیں گی۔ تو جب انسان الٹا سوتا ہے یعنی پیٹ کے بل تو اس کی آنتیں اوپر ہو جاتی ہیں اور وہ دونوں طرف معلق پوزیشن میں لٹک رہی ہوتی ہیں۔ اس کے اندر وزن بھی ہوتا ہے، اس کا اپنا وزن بھی ہوتا ہے آنت کا اور دوسرا ماشاء اللہ ہم نے بھی مرغے اور چرغے کھائے ہوتے ہیں، تو ان کا بھی اچھا خاصا وزن ہو جاتا ہے۔ اب ایسی صورت میں یہ امکان ہوتا ہے اگر کسی جگہ سے آنتوں کی چربی کمزور ہو اور وہ آنت اوپر سے نیچے گرے گی اور اس میں بل آجائے گا گرہ لگ جائے گی، اور یہ بات چودہ سو سال پہلے نبی کریم ﷺ نے بتادی تھی۔ فرمایا: الثامت سویا کرو، اس طرح الٹا سونے سے ممکن ہے آنتوں میں کوئی گانٹھ پڑ جائے۔ جب یہ گرہ لگ جاتی ہے تو ہسپتالوں میں پہنچ کر لمبے آپریشن کروانے پڑتے ہیں۔ آج ڈاکٹر اس بات کو مانتے ہیں کہ الٹا سونے سے گرہ لگ جاتی ہے اور انسان کو پھر آپریشن کروانا پڑتا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ الٹا سونا بھی میڈیکلی (Medically) ٹھیک نہیں۔

اِسُونے کی تیسری صورت:

یہ ہے کہ انسان بائیں کروٹ پر سو جائے۔ جب انسان بائیں کروٹ پر سوتا ہے تو اس کا دل اس وقت نیچے کی طرف ہو جاتا ہے باقی سارا سسٹم اوپر ہوتا ہے۔ اب دیکھیں بھئی! گھروں میں جو پانی کی مشین لگی ہوتی ہے، اگر اس نے دوسری منزل پر پانی پہنچانا ہو اور موٹر نیچے ہے تو اس کو زیادہ پریشر ڈالنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور اگر مشین اوپر ہو اور پانی نیچے پہنچانا ہو تو پھر مسئلہ ہی کوئی نہیں، جیسے دو منزلہ عمارت ہے اور پمپ نیچے لگا ہوا ہے جب سپلائی کرنے کا سسٹم اوپر ہوتا ہے تو پمپ انڈر پریشر ہو جاتا ہے اور اگر نیچے سپلائی کرنا ہو تو اس کا کوئی ہیڈ ہی نہیں ہوتا۔ اس کے پاس جتنا بھی پانی ہوتا ہے وہ سارا سارا خود بخود نیچے چلا جاتا ہے اور جب اس کو کشش ثقل گریوٹی (Gravity)



کے مخالف پمپ کرنا ہوتا ہے تو اسکے اوپر لوڈ پڑتا ہے۔ اسی طرح اگر انسان الٹی طرف بائیں کروٹ پہ سو گیا تو اب ساری رات اس کا سسٹم اوپر ہوتا ہے اور پمپ جو دل ہے وہ نیچے ہوتا ہے تو اس طرح دل انڈر پریشر دباؤ میں کام کر رہا ہوتا ہے۔ اس طریقے میں دو خرابیاں بتائی گئیں ہیں۔

پہلا نقصان:

انسان کا دل دباؤ میں ہوتا ہے اس کی وجہ سے اس کی نیند بہت زیادہ گہری ہوتی ہے اس کو الارم بھی نہیں اٹھاتے۔ اس کو گھر میں اگر اماں اٹھائے کہ بیٹا! فجر کا وقت ہو گیا ہے تو اس کو پتا ہی نہیں چلے گا، اور صبح نو بجے کہے گا کہ مجھے اٹھایا کیوں نہیں۔ بھئی! تمہیں اٹھایا تو تھا، اچھا مجھے پتا ہی نہیں چلا۔ تو اس کی نیند بہت زیادہ گہری ہوتی ہے۔ اور بعض دفع ایسا بھی ہوتا ہے جب یہ سو کے اٹھتا ہے تو ایک دو منٹ تین منٹ تک کہتا ہے: نہیں ابھی ذرا میں پہلے سیٹ ہو جاؤں پھر کھڑا ہوؤں گا اور واش روم جاؤں گا۔ تو فوری طور پر فریش (Fresh) ہو کر نہیں اٹھ پاتا بلکہ اسے ویٹ (Wait) کرنا پڑتا ہے۔

دوسرا نقصان:

ایسے لوگ جو الٹی طرف بائیں کروٹ پر سوتے ہیں، یہ لوگ ڈراؤ نے خواب بہت دیکھتے ہیں، کیونکہ دل پہ دباؤ ہوتا ہے، اس لیے خواب میں دیکھتے ہیں کہ بھینس پیچھے چلی آرہی ہے، سانپ آ کے ان کو کھا رہا ہے، ڈس رہا ہے یا کبھی کوئی کتا آ رہا ہے یا کوئی اور چیز۔ تو یہ بائیں کروٹ پر لیٹنے والے ڈراؤ نے برے خواب بہت دیکھتے ہیں اور ہڑبڑا کر اٹھتے ہیں۔ حضرت جی کا یہ مضمون پڑھا اور ذہن میں بٹھالیا۔ چند دن پہلے ایک عالمہ کا فون آیا انہوں نے دو باتیں مجھے کہیں: پہلی یہ کہ بارہ (12) گھنٹے سے پہلے تو میری



آنکھ ہی نہیں کھلتی۔ اور دوسری یہ کہ فجر کی نماز چھوٹ جاتی ہے۔ الحمد للہ! حضرت جی کی بات پڑھی ہوئی تھی تو ان کو یہ عمل بتایا کہ آپ پوری ہمت کوشش کریں کہ دائیں کروٹ پر سوئیں اور کسی طریقہ پر نہیں سونا۔ الحمد للہ! چند ہی دنوں کے بعد بمشکل چھٹا ساتواں دن ہوگا فون آیا کہ اب میری نیند بھی کم ہو گئی ہے اور نماز کے لیے بھی اللہ نے اٹھانا شروع کر دیا۔

سونے کی چوتھی صورت:

یہی مسنون ہے کہ انسان اپنی دائیں کروٹ پہ سوئے۔ اس صورت میں اس کا پورا سسٹم نیچے ہوتا ہے اور دل اوپر ہوتا ہے گویا اس صورت میں مین پمپ اوپر ہے اور پمپ کو نیچے سپلائی کرنے کے لیے کسی پریشر کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اچھا یہ بھی ایک مزے کی بات ہے کہ جب آدمی جاگ رہا ہو تو اس وقت دل کی جو نبض کی رفتار ہوتی ہے، جس کا براہ راست دل سے تعلق ہوتا ہے، یہ ستر سے پچھتر ہوتی ہے لیکن سونے کی حالت میں نبض کی رفتار کم سے کم ہونی شروع ہو جاتی ہے گویا گاڑی کی سپیڈ کم ہو جاتی ہے۔ ایسی صورت میں اگر اس کے اوپر لوڈ ڈال دیا جائے تو وہ بند ہی ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ اگر بائیں کروٹ سوئے گا تو یہی حال ہوگا کہ گاڑی کی سپیڈ کمتر ہو گئی اور اوپر لوڈ پڑ گیا اور یوں انڈر پریشر رہ کر خون کی سپلائی اوپر کرنی پڑتی ہے۔ لیکن اگر ہم دائیں کروٹ پر سوئیں گے تو ایسے میں انسان کی جیسے ہی نبض کی رفتار کم ہوئی اسی حساب سے اس کے اوپر لوڈ بھی کم ہو گیا۔ یوں سمجھیے کہ نیند کی حالت میں انسان کا دل تقریباً آف لوڈ کنڈیشن میں چل رہا ہوتا ہے اور پورے جسم کو خون کی مطلوبہ مقدار پہنچا رہا ہوتا ہے۔



دائیں طرف سونے کے تین فائدے:

اب دائیں طرف سونے سے تین فائدے حاصل ہوتے ہیں:

پہلی بات:

ایسے بندے کی نیند بہت گہری نہیں ہوتی، الارم ہو یا کوئی بندہ اس کو فجر کے لیے اٹھا دے تو اس کے لیے اٹھنا آسان ہو جاتا ہے۔

دوسری بات:

ایسے بندے کو ڈراؤ نے خواب بھی نہیں آتے۔

تیسری بات:

یہ بندہ جب دائیں کروٹ پر سونا شروع کرتا ہے، تھوڑی دیر کے لیے بھی سوتا ہے تو اپنے آپ کو تازہ دم محسوس کرتا ہے۔ اگر یہ دس منٹ بھی دائیں کروٹ پر سو جائے تو محسوس ہوگا کہ ایک گھنٹا سو گیا۔ تو وقت میں بھی اللہ رب العزت برکت عطا فرمادیتے ہیں۔ لہذا میڈیکل (Medically) بھی یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ انسان کے لیے سونے کا بہترین طریقہ یہی ہے کہ وہ دائیں کروٹ پر سوئے اور یہی ہمارے محبوب حضرت محمد ﷺ کی مبارک سنت ہے۔ آج سائنس بڑی گھوم پھر کے اس بات کو ثابت کر چکی ہے۔ تو معلوم ہوا کہ سائنس بھی منزل کی تلاش میں بھٹکتی رہتی ہے اور جب کبھی اس کو منزل ملتی ہے تو وہ جگہ وہی ہوتی ہے جہاں ہمارے محبوب ﷺ کے قدموں کے نشان ہوتے ہیں۔ سائنس بالآخر وہیں پہنچتی ہے تو اس سے یہی بات سمجھ میں آتی ہے کہ جس کام کو نبی ﷺ نے جس طریقے سے کیا، اس کام کو اس سے بہتر کرنے کا کوئی طریقہ ہو



ہی نہیں سکتا۔ یہ ہر چیز کے اند ایک رول (Rule) ہے۔

سورج کی شعاعوں سے متعلق آپ ﷺ کا ارشاد اور سائنس:

اور دیکھئے! کچھ سال پہلے کی بات ہے کہ یورپین لوگ مسلمانوں کا مذاق اڑاتے تھے اور کہتے تھے کہ تم کیسے دقیانوسی لوگ ہو تم سن باتھ (Sun Bath) لینے کیوں نہیں جاتے۔ جب وہ لوگ چھٹیوں میں سن باتھ لینے جاتے تو مسلمانوں سے کہتے کہ تم بھی چلو! تو مسلمان کہتے کہ ہم کیوں جائیں۔ وہ کہتے کہ بھئی! سائنسی تحقیق نے ثابت کیا ہے کہ سن باتھ لینے سے جسم کے مسام کھل جاتے ہیں اور انسان کو بے حد فائدے ہوتے ہیں، تو مسلمان نہیں جاتے تھے تو انکا مذاق اڑاتے تھے۔ اس کے کچھ عرصے کے بعد پوری دنیا میں تحقیق کی گئی کہ مختلف بیماریاں دنیا کے کن کن ممالک میں کہاں کہاں کیا کیا ہیں۔ اس تحقیق سے یہ ثابت ہوا کہ جلد کا جو کینسر ہے (Skin Cancer) یہ یورپ کے اندر سب سے زیادہ ہے۔ تو جب یہ تحقیق سامنے آئی تو ان کو پریشانی لاحق ہوئی کہ آخر یورپ میں جلد کا کینسر کیوں زیادہ ہے۔ اس پر ریسرچ شروع کی، ریسرچ کر کے وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ سن باتھ کی وجہ سے یہ بیماری ہو رہی ہے۔ سورج کے انڈر جو الٹرا وائلٹ ریز (Ultraviolet Rays) ہوتی ہیں وہ جسم کے اوپر ڈائریکٹ پڑتی ہیں اور اسکین کے اندر کینسر کے اثرات کو چھوڑ جاتی ہیں۔ کہرام مچ گیا کہ بھئی! یہ طریقہ تو غلط ہے۔ تو بہت سی کمپنیاں میدان میں آئیں کہنے لگیں کہ ہم ایسی چھتریاں بنائیں گے جو انسان سن باتھ لینا چاہے، ان چھتریوں کے نیچے آجائے تو اس کو وہ الٹرا وائلٹ ریز نقصان نہیں پہنچائیں گی۔ لہذا اب ڈاکٹر کہتے ہیں کہ جس بندے نے سن باتھ لینا ہو وہ چھتری استعمال کرے۔



اب ذرا یہ تو دیکھیں کون کون آدمی ہوگا، کس کس کے ہاتھ میں چھتری پکڑا سکتے ہیں۔ تو اس تحقیق کے بعد ان لوگوں کا ساحل پر جانا مہنگا بھی ہو گیا اور مشکل بھی ہو گیا کہ اپنی جان تو بچانی ہے۔ تو اللہ رب العزت نے مسلمانوں کو ایک پوائنٹ دے دیا۔ ہم ان سے بات کرتے ہیں کہ دیکھو بھئی! جب تم کہتے تھے کہ تم ساحل پر جاتے ہو اور ہم نہیں جاتے تھے تو تم ہمارا مذاق اڑاتے تھے۔ اب جب سائنس نے تمہیں بتا دیا کہ اس سے تمہیں بیماریاں لاحق ہوتی ہیں تو اپنی چھٹیاں گزارنے کے لیے بجائے سن ہاتھ لینے کے اب تم کہیں اور جانے کے پروگرام کیوں بناتے ہو؟ تو نتیجہ کیا ہوا کہ بات پھرو ہیں گھوم پھر کر آگئی کہ نبی ﷺ کے طریقوں کے اندر ہی برکت ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ جو پانی سورج کی دھوپ سے گرم ہو تم اس سے وضومت کرو، جو پانی سورج کی شعاعوں سے دھوپ کی وجہ سے گرم ہو جائے تم اس سے وضومت کرو۔ انسان حیران ہوتا ہے کہ آگ کے اوپر پانی گرم کیا جائے تو وضو کرنا منع نہیں۔ نبی ﷺ نے گرم پانی سے وضو کرنا منع نہیں کیا، تو سورج کی شعاعوں سے جو پانی گرم ہو اس سے کیوں منع کیا؟ سائنس نے تو آج بتایا ہے کہ الٹرا وائلٹ ریز (Ultraviolet Rays) آتی ہیں جو نقصان پہنچاتی ہیں۔ نبی ﷺ چودہ سو سال پہلے بتا گئے کہ تم ایسے پانی سے وضو نہ کیا کرو یہ جسم کے لیے نقصان دہ ہوگا۔ تو پھر وہی بات آگئی کہ بالآخر سائنس اسی درخت کے نیچے پہنچتی ہے جس درخت پر محبوب ﷺ کی سنتوں کا سایہ ہوتا ہے۔

موٹاپے کا علاج بذریعہ سنت:

دیکھیے! حضرت جی نے بتایا کہ نیویارک میں ان کے ایک ہارٹ اسپیشلسٹ (Heart Specialist) جاننے والے تھے، دوست تھے۔ فرمایا: ایک دفعہ میں



ان کے آفس میں بیٹھا ہوا تھا تو وہاں کچھ لٹریچر پڑا ہوا تھا۔ میں نے اس لٹریچر کو اٹھایا اس پر لکھا ہوا تھا کہ یہ میڈیکل ایسوسی ایشن آف امریکہ کی طرف سے ہے۔ میں نے اس کو پڑھنا شروع کیا تو اس کا عنوان بڑا دلچسپ تھا۔ اس میں لکھا ہوا تھا کہ آپ اپنے وزن کو آسانی کے ساتھ کنٹرول کیجئے۔ جو بندہ اپنے اضافی وزن کو کنٹرول کرنا چاہے اور وہ ورزش بھی نہیں کر سکتا، سلمنگ سنٹر (Slimming Centre) بھی نہیں جاسکتا، زیادہ کھانے کی عادت پہ قابو بھی نہیں پاسکتا، اور وہ دوائیاں بھی استعمال نہیں کر سکتا تو ایسے بندے کے لیے وزن کم کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ وہ آدمی خوب چبا چبا کر کھانا کھائے۔

حضرت جی فرماتے ہیں کہ جب میں نے یہ بات پڑھی کہ وزن کم کرنے کے لیے کھانے کو خوب چبا چبا کر کھایا کرو تو فرماتے ہیں کہ مجھے یاد آیا کہ یہ تو نبی کریم ﷺ کی مبارک سنت ہے۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ نبی ﷺ جو لقمہ منہ میں لیتے تھے تو اس کو خوب اچھی طرح چبا چبا کر نگلتے تھے۔ اس کے بعد دوسرا لقمہ لیتے تھے۔ پھر اسی لٹریچر کے انداز کی تفصیل بھی لکھی ہوئی تھی۔ انہوں نے بتایا اس کی سائنسی وجہ یہ ہے کہ جب انسان کھانا کھاتا ہے تو اس کو پتا چل جاتا ہے کہ میرا پیٹ بھر گیا لیکن یہ پیٹ بھرنے کا فیصلہ پیٹ نہیں کرتا انسان کا دماغ کرتا ہے۔ اب انسانی دماغ کو دو طریقوں سے اطلاعات ملتی ہیں۔ ایک سگنل تو اس کو منہ کی طرف سے آتا ہے۔ منہ کو اللہ تعالیٰ نے غذا کو چبانے کے لیے بنایا ہے، دانتوں کا یہ کرشنگ یونٹ (Crushing Unit) ہے۔ جتنی مرتبہ بھی انسان غذا کو چبانے کے لیے منہ چلاتا ہے یہ گنتی گنی جا رہی ہوتی ہے اور یہ گنتی دماغ کو پہنچائی جا رہی ہوتی ہے، اور دماغ اس گنتی سے فیصلہ کر لیتا ہے کہ پیٹ بھر گیا یا نہیں۔ ایک تو یہ طریقہ ہے۔ دوسرا طریقہ کیا ہے؟ دوسرا سگنل انسان کے دماغ کو



پیٹ کی طرف سے ملتا ہے۔ وہ کیسے؟ اس طرح کے پیٹ کے اوپر والی سطح کے اوپر کچھ ٹرانس ڈیوسر (Transducer) ہوتے ہیں جو سگنلز کو ایک حالت سے دوسری حالت میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ چنانچہ جب ہمارے پیٹ میں خوراک جاتی ہے تو پیٹ پھیلتا ہے۔ جب پیٹ پھیلتا ہے تو وہ ٹرانس ڈیوسر (Transducer) اس کے پھیلاؤ کا سگنل دماغ کو دیتا ہے، یہ لونگ ایکٹیو ٹرانسڈکشن (Long Active transduction) کہلاتا ہے، یعنی یہ فوراً سگنل نہیں دیتا اس کو پراسس (Process) کرنا پڑتا ہے تو ٹائم لگتا ہے، اور وہ ٹائم بتایا گیا کہ پیٹ کا سگنل دماغ تک پہنچنے میں آٹھ منٹ لگتے ہیں۔ مثال کے طور پر ابھی آپ نے کوئی چیز منہ میں ڈالی اور ایک دم ہی ساری کھالی تو آپ کو جو محسوس ہوگا کہ پیٹ کتنا بھرا ہوا ہے وہ آٹھ منٹ بعد محسوس ہوگا فوراً نہیں ملے گا، کیونکہ یہاں سے جو سگنل جا رہا ہے وہ آٹھ منٹ بعد پہنچے گا۔

اب ہم کیا کرتے ہیں کہ جب دسترخوان پر بیٹھے ہیں تو سوچ لیتے ہیں کہ یا کھانا نہیں یا ہم نہیں۔ تو چند ہی منٹوں میں ہم اتنا کھا لیتے ہیں کہ ہماری اپنی ضرورت سے زیادہ ہوتا ہے تو آٹھ منٹ بعد جب دماغ کو سگنلز پہنچنے شروع ہوتے ہیں تو ہم اپنی ضرورت سے زیادہ کھا چکے ہوتے ہیں، پھر ہم کہتے ہیں کہ آج تو ہم نے زیادہ کھا لیا اور ایننگ (Over Eating) کر لی۔ اس کو سمجھنے کے لیے ایک آسان سی مثال دیکھیں! آپ نے کھانا کھانا شروع کیا تھوڑا سا ہی کھا یا تھا، چند لقمے آدھی روٹی کھائی کہ فون آ گیا، کسی کا ضروری فون تھا۔ آپ نے کھانے کو چھوڑا بات کرنے چلے گئے۔ دس منٹ بعد جب آپ واپس آئے تو اب آپ کہتے ہیں کہ میری بھوک ہی ختم ہو چکی ہے۔ وہ بھوک نہیں ختم ہوتی بلکہ آٹھ، نو منٹ بعد وہ دماغ کو صحیح سگنل پہنچ چکا ہوتا ہے۔ تو اگر ہم آہستہ آہستہ آرام آرام سے چبا چبا کر کھانا شروع کر دیں اور مناسب کھانا کھائیں تو ہمارے دماغ میں صحیح سگنل پہنچے گا اور



ہمیں محسوس ہو جائے گا کہ ہمارا پیٹ بھر گیا ہے۔ اس طرح ہم زیادہ کھانے کی عادت سے بچ جائیں گے اور درمیان سے موٹے نہیں ہوں گے۔ زیادہ کھانے کی وجہ سے ہی جسم میں چربی بڑھتی ہے۔ دراصل جتنی ہمیں ضرورت ہوتی ہے وہ ہم اپنی جلد بازی کی وجہ سے اس ٹائم کے اندر اس سے زیادہ کھانا کھا چکے ہوتے ہیں۔

اس میں ایک اور پوائنٹ بھی غور کرنے والا ہے۔ ہمارا منہ غذا کو چبانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے۔ ان دانتوں کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ غذا کو چباتے ہیں۔ دانت جب لقمے کو چباتے ہیں کرش کرتے ہیں تو یہ کرشنگ کا جو سگنل ہے دماغ کو ملتا ہے۔ اب آپ ایک لقمے کو بار بار چبائیں یا دس لقموں کو چبائیں، یا ایک ہی لقمہ دیر تک چباتے رہیں اس نے تو کاؤنٹنگ کرنی ہے کہ کتنی دفعہ چبا یا گیا۔ تو معلوم ہوا اگر لقمہ منہ میں ڈالیں اور اچھی طرح چبائیں اور اس کے بعد نگلیں، پھر دوسرا لقمہ منہ میں ڈالیں اور چبائیں اور اس کو بھی مکمل ٹائم دیں تو اس طرح آہستہ آہستہ کھاتے ہوئے ہم دس منٹ میں اتنا کھا لیں گے کہ ہمارا دماغ مکمل فیصلہ کر سکے گا کہ ہم نے ضرورت کے مطابق کھا لیا ہے۔ لہذا دو چپاتی کھانے والے سنت کے مطابق اگر ایک چپاتی آسانی سے چبا کر کھالیں تو ان کا دماغ فیصلہ دے دے گا کہ بھئی! اب پیٹ بھر چکا۔ تو اب گولیاں کھانے کی، ڈائٹنگ کرنے کی ضرورت نہیں رہے گی۔

اسی طرح اس میں ایک بات اور بھی یاد رکھیں کہ جب ہم نوالہ منہ میں چباتے ہیں اور اندر ڈالتے ہیں تو ہمارے معدہ کا کام ہوتا ہے خوراک کو ہضم کرنا، دانتوں کا کام ہے خوراک کو چبانے کا کام کیا ہے؟ خوراک کو ہضم کرنا۔ اب اگر ہم اپنی عادت کے مطابق جلدی جلدی کھا رہے ہیں تو معدہ کو ہم دو کام دے رہے ہیں، ایک اس کا اپنا کام خوراک کو ہضم کرنے کا اور جو دانتوں کا کام ہم نے دانتوں سے نہیں لیا، وہ کام بھی ہم



نے معدہ پر ڈال دیا۔ اب معدہ میں غذا اندر پہنچتی ہے تو اس کو ڈبل ڈیوٹی دینی پڑتی ہے اور اس پر بوجھ بڑھ جاتا ہے۔ اس کی اپنی کارکردگی بھی متاثر ہوتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بوجھ ہونے کی وجہ سے وہ خوراک کو مکمل طور پر کرش نہیں کر پاتا جس کی وجہ سے صحیح وٹامنز نہیں بنتے اور معدہ ہر چیز کو چربی میں تبدیل کرتا چلا جاتا ہے، اور ایسا بندہ عام طور سے درمیان سے موٹا ہوتا چلا جاتا ہے۔ اصل میں پیٹ پر چربی چڑھ جاتی ہے، پھر وہ بندہ کہتا ہے: پتا نہیں کیا ہوا ذرا سا کھالوں تو پیٹ بڑھ جاتا ہے۔ وہ اس لیے کہ آپ نے سسٹم کو مکمل طور پر استعمال ہی نہیں کیا۔ تو ہم کرشنگ یعنی خوراک کو چبانے کا کام دانتوں سے لیں اور ہاضمے کا کام اپنے معدے سے لیں تو یہ پورا سسٹم ٹھیک رہے گا۔ اور ایننگ سے بھی انسان بچے گا، اور یہ غذا انسان کو صحیح وٹامنز بھی بنا کر دے سکے گی چربی نہیں بنے گی۔

ڈاکٹرز کہتے ہیں کہ جو بندہ اپنا وزن کنٹرول کرنا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ وہ اچھی طرح چبا چبا کر تسلی سے کھانا کھائے تاکہ کھانا کھانے میں کچھ وقت لگے اور اس کے پیٹ میں جو خوراک جا چکی ہے اس کا مناسب سگنل دماغ کو پہنچے۔ اس طرح اگر وہ کھائے گا تو اس کے پیٹ میں فالٹو چربی نہیں بنے گی ورنہ پیٹ بڑھ جانے کی صورت میں ڈاکٹرز کہتے ہیں کہ اب آپ کو ہارٹ اٹیک بھی ہو سکتا ہے، فلاں فلاں بیماریاں بھی ہو سکتی ہیں۔ تو پھر کیا معلوم ہوا کہ جہاں ہم نبی ﷺ کی سنت کو چھوڑتے ہیں، وہیں کوئی تکلیف ہمارے پاس آ جاتی ہے، تو کتنا اچھا ہو کہ ہم ہر کام نبی ﷺ کی سنت کے مطابق کریں۔ اس میں دنیا کا بھی فائدہ اور دین کا بھی فائدہ ہے۔ اور آج یورپ والے اس معاملے میں کیا کرتے ہیں کہ جب وہ لوگ کھانے کے لیے بیٹھتے ہیں تو تقریباً ایک گھنٹے کا کھانے کا پروگرام بناتے ہیں، ڈیڑھ گھنٹے پروگرام بناتے ہیں کہ جی ہم آہستہ آہستہ



کھائیں گے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ٹائم ضائع کر رہے ہیں یا انجوائے کرنے بیٹھے ہیں۔ نہیں، وہ غذا کو انجوائے بھی کرتے ہیں اور صحت کا خیال بھی رکھ رہے ہوتے ہیں۔ تو وہ کھانے کا جو پروگرام بناتے ہیں گھنٹے کا ڈیڑھ گھنٹے کا بناتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے سنت کو تسلیم تو نہیں کیا لیکن تسلیم کیے بغیر نبی ﷺ کی چبا چبا کر کھانا کھانے کی سنت کو اپنالیا۔

سونے سے اٹھتے ہی نماز کا ایک فائدہ:

سونے سے اٹھتے ہی نماز کے ایک فائدے پر غور کریں۔ ایک آدمی جب صبح اٹھتا ہے تو فجر کی نماز پڑھنے کے لیے اس کو وضو کرنا پڑتا ہے تو وضو کے لیے وہ اپنے منہ پر پانی ڈالتا ہے۔ آج ڈاکٹرز یہ کہتے ہیں کہ آنکھوں کے اندر کالاموتیا اور سفید موتیا بینائی کو متاثر کر دیتا ہے۔ اب اس کو کنٹرول کرنے کے لیے کہ یہ بیماری نہ لگے، تو اس کے لیے کیا کریں؟ ڈاکٹرز کہتے ہیں کہ صبح کے وقت اپنی آنکھوں میں پانی کے چھینٹے ڈالیں، کیونکہ اس وقت اوزون (Ozone) ہوتی ہے جو کہ پانی کے ساتھ مل کر انسان کی آنکھوں میں جاتی ہے اور انسان کی بینائی کو ٹھیک رکھتی ہے۔ اب دیکھیں جن لوگوں کو فجر کی نماز پڑھنے کی عادت ہوتی ہے اور وہ صبح اٹھ کر وضو کرتے ہیں تو (Automatically) یہ فائدہ ان کو مل جاتا ہے۔

رات کو سوتے ہوئے مسواک کا ایک فائدہ:

پھر اسی طرح انسان وضو کے دوران مسواک بھی کرتا ہے یہ سنت ہے۔ آج سے کچھ عرصہ پہلے یورپ کے ڈاکٹرز کہتے تھے کہ ہر آدمی صبح اٹھے اور صبح اٹھتے ہی اپنے دانت صاف کرے۔ کچھ عرصے کے بعد ان کی تحقیق آئی کہ بھی صبح کرے نہ کرے ٹھیک ہے تمہاری مرضی لیکن رات کو سونے سے پہلے ضرور کرے۔ وجہ کیا ہے؟ کہتے ہیں کہ انسان



کے دانتوں کے اندر کی جو جگہیں ہیں وہاں بیکٹیریا آجاتے ہیں اور ان کی بہت بڑی تعداد آجاتی ہے۔ دن کے وقت تو انسان بولتا رہتا ہے کام کرتا رہتا ہے، کوئی نہ کوئی حرکت میں رہتا ہے کھانا پیتا رہتا ہے، تو اس بیکٹیریا کو اپنا کام کرنے کا موقع نہیں ملتا۔ رات کو جب انسان کھانا کھا کے سو جاتا ہے تو اب کئی گھنٹوں کے لیے منہ بند، اب بیکٹیریا کو پورا انا تم مل جاتا ہے کہ انسان کو بیماری کی طرف لے جائے۔ انسان اگر منہ صاف نہیں کرتا تو دانتوں کے اندر کچھ خوراک کے ریزے رہ جاتے ہیں وہ بھی ملین آف بیکٹیریا میں تبدیل ہو جاتے ہیں تو وہ بھی انسان کو بیماریوں کا شکار کر دیتے ہیں۔ اس لیے آج ڈاکٹرز کہتے ہیں کہ رات کو مسواک کر کے برش کر کے سویا کرو۔ حضرت فرماتے ہیں کہ جب ہم نے یہ ریسرچ پڑھی تو اسی عائنہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بات یاد آگئی کہ وہ فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ رات کو سونے سے پہلے مسواک کیا کرتے تھے گویا منہ کو اچھی طرح صاف کر لیا کرتے تھے۔ (شرح مواہب جلد 5 صفحہ 68، کنز العمال جلد 7 صفحہ 69)

ایک اور نکتہ بھی ہے جو خاوند حضرات کے لیے بے حد قابل عمل ہے کہ رات کو جب یہ سوئیں تو ان کے منہ سے کوئی بو (Smell) نہیں آنی چاہئے، نہ سگریٹ کی، نہ نسوار کی نہ اور کسی ایسی چیز کی۔ منہ کو صاف کر کے سوئیں۔ ایک تو صحت کے لیے ٹھیک ہے انکی اپنی اور دوسرا جو میاں بیوی کے تعلقات ہیں اسکے لیے بھی یہ ٹھیک ہے۔ آج مرد اس بات کو محسوس نہیں کرتے۔ بیوی کے منہ سے بد بو آنے لگے تو اسکو کہتے ہیں۔ کئی عورتوں نے بتایا کہ جی! ہمارے منہ سے بد بو آتی ہے اور شوہر کہتا ہے کہ تم اچھی نہیں لگتی، تو کیا خیال ہے جب ہمارے منہ سے بد بو آئے گی تو ہم کون سے بڑے اچھے لگ رہے ہوں گے۔ یہ سمجھنے کی بات ہے اور نبی ﷺ کی سنت ہے، ہر ہر اینگل سے اس میں فائدہ ہی فائدہ ہے۔ تو رات کو جب سونے لگیں تو منہ سے کسی قسم کی بد بو نہیں آنی چاہیے۔ صحت کے لیے



بھی ٹھیک اور ازدواجی زندگی کے لیے بھی یہ بہترین نکتہ ہے۔ اگر کوئی اس بات کو بغیر تحقیق کے ماننا چاہے تو ٹھیک ورنہ اس کی تحقیق پھر دوبارہ پیش کر دیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔ آج ڈاکٹرز کہتے ہیں کہ انسان کی پیٹ کی بیماریاں زیادہ تر اس کے گندے دانتوں کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ واقعی جو لوگ مسواک کرنے کے عادی نہیں ہوتے ان کو پیٹ کی کوئی نہ کوئی بیماری ضرور مل جاتی ہے، لہذا جو بندہ بیماریوں سے بچنا چاہے اسے چاہئے کہ منہ صاف رکھے، یہ میرے پیاری نبی ﷺ کی مبارک سنت ہے۔ خلاصہ یہ کہ پہلے تو کہتے تھے کہ صبح دانت صاف کرو، اب کہتے ہیں کہ صبح کرو یا نہ کرو رات کو ضرور کرو۔ نتیجہ کیا نکلا؟ کہ سائنس بالآخر پھر جس منزل پر پہنچی وہ وہی منزل تھی جہاں ہمارے محبوب ﷺ کے قدموں کے نشان ہیں۔

وضو کے ہماری صحت پر بہترین اثرات:

بندہ جب وضو کرتا ہے تو مسواک ہی نہیں کرتا بلکہ وہ چہرہ بھی دھو رہا ہوتا ہے۔ ناک میں بھی پانی ڈال رہا ہوتا ہے، کٹی بھی کرتا ہے، کانوں کا مسح بھی کرتا ہے۔ اور دن میں کتنی مرتبہ کرتا ہے؟ پانچ مرتبہ۔ تو وضو میں یہ سارے کام دن میں کم از کم پانچ مرتبہ کر رہا ہوتا ہے۔ اب ذرا غور کریں! میڈیکل سائنس نے بتایا کہ انسان کی گردن والے حصے میں سارے الیکٹرون (Electron) ہیں۔ انسان کے دماغ کی ساری نروز (Nerves) ایک بندل کی شکل میں گردن کے پچھلے حصے سے گزر کر ریڑھ کی ہڈی میں اور وہاں سے پورے جسم میں پھیل رہی ہیں، اس لیے یہ گردن کا پچھلا حصہ بہت ہی اہم اور حساس ہوتا ہے۔ اگر کوئی بندہ اس حصے کو مسلسل خشک رکھے اس خشکی کی وجہ سے بعض اوقات ان پٹھوں میں تناؤ پیدا ہو جاتا ہے، پھر اس تناؤ کی وجہ سے اس کی نروز کے اوپر اثر پڑتا ہے۔ لہذا ڈاکٹرز کہتے ہیں کہ دن میں ایک دفعہ دو دفعہ نہالیا کرو۔ اللہ اکبر! انہوں نے



پانی لگانے کا طریقہ تو اب سوچا اور وضو میں نبی کریم ﷺ نے مسح کرنے کا چودہ سو سال پہلے بتا دیا۔ یہ لوگ اب کہتے ہیں کہ اس جگہ کو خشک نہ ہونے دو۔ اسی لیے کہتے ہیں کہ سائنس ترقی کر کے جہاں پہنچتی ہے وہاں آقا ﷺ کے قدموں کے نشان پہلے سے ہوتے ہیں۔

اچھا یہ بتائیں! ایک آدمی بہت ہی پڑھا لکھا ہو، اس کی لائف بہت ہی (sophisticated) ہو، وہ دن میں کتنی مرتبہ نہا سکتا ہے؟ زیادہ سے زیادہ آفس جاتے ہوئے ایک ہی دفعہ نہالے گا بار بار تو نہیں نہا سکتا، لیکن دیکھیے انسان کے جسم کے کچھ اعضا ایسے ہوتے ہیں جو کام کرتے ہوئے عام طور سے سارا دن ننگے رہ جاتے ہیں یا رہ سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر چہرہ ننگا ہوتا ہے۔ بعض لوگوں کے ہاتھ کہنیوں تک بھی ننگے رہ سکتے ہیں، جیسے مستری لوگ ہوتے ہیں کام کرنا ہوتا ہے مزدور ہوتے ہیں، بچوں تک ننگے رہ سکتے ہیں۔ عورت ہے تو پانچ بچوں سے نیچے نیچے تک رکھے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کسی وقت کسی مجبوری کی وجہ سے انسان کا سر بھی کام کے دوران ننگا ہو جائے۔ تو ذرا غور کریں! یہ وہ جگہ ہیں جن کو عام طور سے کام کے دوران ننگا رکھنا پڑ سکتا ہے۔ اب نماز پڑھتے ہوئے انہی کھلی رہنے والی جگہوں کو دن میں پانچ مرتبہ دھونے کا حکم دیا کہ فضا میں جتنا پلازما اور جتنے جراثیم ہوتے ہیں وہ ننگے بدن پر ہی لگ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی شان دیکھیں کہ وضو کے وقت ہمیں پتا بھی نہیں ہوتا اور کئی جگہ سے آلودگی آرہی ہوتی ہے اور وہ صاف ہو رہی ہوتی ہے۔ ہمارے ساتھ کام کرنے والوں میں کوئی ٹی بی کا مریض ہو سکتا ہے، کوئی السر کا ہو سکتا ہے، کسی کے منہ سے بیکٹیریا کی وجہ سے اثرات نکل سکتے ہیں ہمیں پتا بھی نہیں ہوتا اور وہ ہمارے جسم کے ساتھ لگ جاتے ہیں۔ اگر اپنی جلد کو ہم دن میں ایک مرتبہ دھوئیں سائنس کے مطابق تو اتنا محفوظ طریقہ نہیں ہے۔ اور



اگر سنت کے مطابق پانچ مرتبہ وضو کر لیں تو یہ موٹہ ہائی جائیگا تک وے آف لوگ (Most hygienic way of living) ہوگا۔ یہ حفظانِ صحت کا بہترین طریقہ ہوگا کہ ہم اپنے ان ننگے رہنے والے اعضا کو دن میں پانچ مرتبہ دھوئیں۔ تو فائدہ کس کو ہوا؟ انسان کو اور سنت کس کی پوری ہوئی؟ آقا ﷺ کی۔

وضو میں پاؤں دھونے کا ایک طبی فائدہ:

حضرت جی فرماتے ہیں کہ حضرت کے ایک دوست شوگر کے مریض تھے۔ ان کو ڈاکٹر نے ہدایت دی تھی کہ آپ اپنے پاؤں کو دن میں چند مرتبہ مساج کیا کریں، اور وجہ یہ بتائی کہ پاؤں کے اندر جو خون کی نالیاں جا رہی ہوتی ہیں وہ شوگر کی وجہ سے قدرے تنگ ہو جاتی ہیں اور باریک ٹھوز کے اندر خون نہیں پہنچ پاتا، اسی وجہ سے شوگر کے مریض کے پاؤں سن ہو جاتے ہیں۔ اور ڈاکٹر کہتے ہیں کہ اس بات کا خیال رکھے کہ پاؤں کے اندر کوئی زخم نہ ہو اور دن میں کئی دفعہ پاؤں کا مساج کیا کریں۔ اب پاؤں کو بار بار دیکھنا دن میں، اور مساج کرنا کروانا یہ کچھ ایکسٹرا چیز نظر آتی ہے آسان نہیں ہے، لیکن جو نمازی بندہ ہے اور جو نبی کریم ﷺ کی سنتوں کا عاشق ہے اس کو روزانہ پانچ دفعہ یہ کام کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔ وہ پاؤں بھی دھوتا ہے مل کے دھوتا ہے اور انگلیوں کا خلال بھی کرتا ہے، تو یہ سارے فائدے اس کو (Automatically) اللہ رب العزت کی طرف سے مل رہے ہوتے ہیں۔ اگر خون کی کوئی بندش وغیرہ ہو تو خود بخود ڈھیک ہو جاتی ہے۔

ذرا سوچیے! اگر ایک کافر شوگر کا مریض ہو یا کوئی بے نمازی ہو اور شوگر کا مریض ہو اس کو بعض اوقات کئی کئی دن تک پتا چل پاتا کہ میرے پاؤں میں کچھ نقصان یا



کوئی زخم شروع ہو چکا، لیکن اگر جو نمازی بندہ ہوگا اگر وہ شوگر کا مریض بھی ہے دن میں پانچ مرتبہ اپنے پاؤں کو دیکھے گا تو جیسے ہی زخم ہونا شروع ہوگا تو فوری طور سے اسے اطلاع مل جائے گی اور ڈاکٹر کی طرف رجوع کر سکے گا۔ تو سنت کے فائدے ہی فائدے ہیں۔ اللہ اکبر کبیرا!

حضرت جی فرماتے ہیں کہ اس بندے نے جب یہ بتایا اور ڈاکٹر نے جب ہدایات دیں تو حضرت نے اس سے کہا: اللہ کے بندے! کتنی پیاری بات ہے کہ تم بجائے اس کے کہ اپنے پاؤں کو دن میں پانچ مرتبہ ٹٹولا کرو دیکھا کرو تو تم سنت کے مطابق وضو کیا کرو۔ پانچ مرتبہ نماز پڑھ لیا کرو اور تمہارے پاؤں کا (Automatically) مساج ہوتا رہے گا۔ انگلیوں کو مل کے دھویا کرو اور خلال بھی کرو۔ پھر حضرت فرماتے ہیں کہ میں نے اس سے کہا کہ تم جا کر ڈاکٹر کو کہہ دینا کہ تم مریضوں کو سیدھا سیدھا کیوں نہیں کہہ دیتے کہ تم دن میں پانچ مرتبہ وضو کیا کرو تو تمہیں یہ سارے فائدے خود بخود حاصل ہو جائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے میں اپنے ڈاکٹر سے بات کروں گا۔ قدرتا وہ ڈاکٹر ہندو تھا۔ جب حضرت کے دوست نے ڈاکٹر کو وضاحت سے بتایا کہ ہم لوگ یوں وضو کرتے ہیں اور اس کے یہ یہ فائدے ہیں تو حیران ہو گیا اور کہنے لگا: اچھا! تمہارا بچہ بھی وضو کرتا ہے اور بوڑھا بھی وضو کرتا ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ کہنے لگا: بہت خوب درحقیقت یہی بات ہے کہ جو بندہ عملی طور پر مسلمان ہوتا ہے وہ کتنی بیماریوں سے خود بہ خود بچ رہا ہوتا ہے۔ آج کفر کی دنیا ان سے دنیاوی فائدے اٹھا کر عمل کر رہی ہوتی ہے۔

اطمینان سے سجدہ کرنے کا ایک طبی فائدہ:

حضرت جی نے ایک اور بات بھی سنائی۔ فرمایا کہ ایک نوبل پرائز ورنر تھا۔ اس سے



انٹرویو لیا گیا تو انٹرویو لینے والوں نے اس سے پوچھا: آپ نوبل پرائز ورنر کیسے بنے؟ اس نے کہا کہ میں ایک اسپیشل ورزش کرتا ہوں جس کی وجہ سے میرا دماغ زیادہ تیز کام کرتا ہے اور میں نوبل پرائز ورنر بن گیا۔ انہوں نے پوچھا کہ بھئی! وہ اسپیشل ایکسرسائز آپ کیا روزانہ کرتے ہیں؟ اس نے کہا: میں روزانہ تقریباً پندرہ منٹ الٹا کھڑا ہوتا ہوں۔ میرا سر نیچے ہو جاتا ہے اور ٹانگیں اوپر، یہ میری اسپیشل ورزش ہے۔ پوچھا گیا کہ بھئی! ایسا کیوں؟ اس نے کہا کہ عام حالات میں دل نیچے ہوتا ہے اور سر اوپر ہوتا ہے، اس صورت میں دل سے نیچے والے اعضا کو تو خون آسانی سے پہنچ جاتا ہے دماغ گویا اوپر کی منزل ہے لہذا اس تک خون کا پہنچنا ذرا مشکل ہے، تو دونوں صورتوں میں اوپر والی سمت اور نیچے والی سمتوں میں خون کا پریشر مختلف ہوتا ہے۔ دماغ کو جتنے خون کے پریشر کی ضرورت ہوتی ہے اتنا اس کو نہیں مل پاتا۔ اور جب میں الٹا کھڑا ہو جاتا ہوں میرا سر نیچے ہو جاتا ہے اور پاؤں اوپر ہو جاتے ہیں تو دل خون کو دماغ کی طرف بھیج دیتا ہے اور میرے دماغ کے بلین اور ٹرلین خلیوں کے اندر میرا خون پہنچ جاتا ہے۔ اس کی وجہ سے میرا دماغ بہت اچھا کام کرتا ہے اور میں نوبل پرائز ورنر بن گیا۔

اب ذرا غور کریں! پورے دن میں اور تو کوئی صورت نہیں ہوتی کہ انسان سر نیچے کرے اور دل اوپر ہو جائے، لیکن نماز میں انسان جب سجدے میں چلا جاتا ہے تو انسان کا سر نیچے اور اس کا دل اوپر ہو جاتا ہے اس لیے اگر تھوڑا سا لمبا سجدہ کیا جائے تو آدمی کو اپنے کانوں میں چہرے میں اور دماغ میں فراوانی کے ساتھ خون پہنچنا محسوس ہوتا ہے جیسے خون کا فلڈ (Flood) آچکا ہو۔ یہ ہے سجدے کی حالت جس میں انسان کا زیادہ سے زیادہ خون سر اور چہرے میں جا رہا ہوتا ہے اور ایک ایک خلیے کو جا کے تازگی دے رہا ہوتا ہے۔ اس لیے لمبے سجدے کرنے والوں کو اللہ رب العزت ایک خاص



کیفیت عطا فرمادیتے ہیں۔ ایک رونق عطا فرمادیتے ہیں۔
حضرت جی فرماتے ہیں کہ مجھے ایک ڈاکٹر ملا وہ کہنے لگا کہ دین اسلام نے کہا ہے کہ
صلحاء کے چہرے پر نور ہوتا ہے۔ میں نے کہا کہ بالکل سچی بات ہے۔ کہنے لگا کہ کیا
آپ جانتے ہیں کہ وہ نور کیسے ہوتا ہے؟ پھر کہنے لگا کہ میں ایک ڈاکٹر ہوں اور میں نے
یہاں امریکہ سے میڈیکل کی ڈگری لی ہے اور ریسرچ کی ہے۔ اور میری ریسرچ یہ کہتی
ہے کہ اصل میں یہ لوگ لمبے لمبے سجدے کرتے ہیں اور ان لمبے سجدوں کی وجہ سے انکے
چہرے، دماغ میں اور اوپر باقی اعضا میں خون وافر مقدار میں چلا جاتا ہے اسکی وجہ سے
انکے چہرے دوسروں کی نسبت زیادہ تازہ نظر آتے ہیں۔ بڑھاپے میں بھی پُر رونق
چہرہ لگتا ہے۔ اس کے بعد وہ ہنسا اور کہنے لگا کہ ایک بات آپ کو اور بتاؤں؟ ہاں بھئی!
بتاؤ کہنے لگا کہ اگر عورتوں کو پتا چل جائے کہ لمبے سجدے کرنے سے ہمارے چہرے
کتنے تازہ نظر آئیں گے تو یہ بیچاریاں کئی کئی گھنٹے روزانہ سجدے میں ہی گزار دیں اور
کریموں سے ان کی جان چھوٹ جائے۔

سرکے کا استعمال سنت بھی صحت بھی:

حضرت جی فرماتے ہیں کہ حضرت نے ایک مرتبہ نیویارک ٹائمز میں پڑھا اس میں
تین کالم کی ایک خبر لگی ہوئی تھی کہ سرکے استعمال کر کے اپنی اضافی چربی کو ختم کر لیں
(Burn your Extra Fat with the use of vinegar) سرکے
استعمال کر کے اپنی اضافی چربی کو ختم کر لیں۔ فرماتے ہیں کہ مجھے حیرت ہوئی کہ سرکے
استعمال کرنا تو حضور پاک ﷺ کی سنت ہے اور نبی پاک ﷺ کے دور میں کوئی دعوت
ایسی نہیں ہوتی تھی کہ جس میں سرکے موجود نہ ہو۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس گھر میں
سرکے موجود ہوتا ہے اس گھر میں سالن موجود ہوتا ہے یعنی سرکے ایک سالن بتایا۔ حضرت



فرماتے ہیں کہ پھر میں نے پورا مضمون پڑھا اس میں لکھا ہوا تھا کہ اگر انسان روزانہ چائے کے ایک چمچ کی مقدار سرکہ استعمال کر لے تو وہ موٹا نہیں ہوگا۔ اس کے استعمال کے کئی طریقے ہیں، مثلاً پانی میں ڈال کر یا سالن میں ڈال کر یا سلاد میں ڈال کر، لیکن اگر سلاد میں ڈال کر کھائیں گے تو لوگوں کے گلے اس کو برداشت نہیں کر پائیں گے۔ اس لیے سرکہ استعمال کرنے کا سب سے بہترین طریقہ یہ ہے کہ آپ آدھا گلاس پانی لیں اور اس میں ایک چمچ سرکہ ملا کر روزانہ پی لیں۔ چوبیس گھنٹوں میں جتنی بھی اضافی چربی ہوگی، یہ اس چربی کو ختم کر دے گا۔ تو جن لوگوں کو ڈاکٹرز کہتے ہیں کہ اپنا وزن کم کریں وہ بیچارے ورزش بھی کرتے ہیں مگر پھر بھی وزن نہیں کم کر پاتے، ڈائٹنگ بھی کرتے ہیں لیکن پھر بھی وزن نہیں کم کر پاتے۔ ان کے لیے آسان اور قدرتی علاج یہ ہے کہ وہ سرکہ استعمال کرنا شروع کر دیں۔ آج مسلمان اس سرکہ کا استعمال اتنا زیادہ نہیں کرتا، اہتمام نہیں کرتا۔

حضرت فرماتے ہیں کہ اس خبر کے چھپنے کے بعد امریکن اسٹورز کے اندر سرکہ کی قیمت زیادہ ہو گئی اور امریکی لوگ سرکہ کا استعمال کثرت سے کرنے لگے اور یہ ان کے ہر کھانے میں رہنے لگا۔ حضرت فرماتے ہیں کہ میں نے ایک امریکی سے پوچھا کہ جی آپ سرکہ کیوں استعمال کرتے ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ اس میں بہت سارے فائدے ہیں اور اس لیے اس کو ہم نے اپنی غذا کا حصہ بنا لیا۔ میں نے کہا: دیکھو کہ میں مسلمان ہوں یہ میرے پیارے نبی ﷺ کی پیاری سنت ہے، کیونکہ آپ نے بھی اس پر عمل کیا اور ہماری تحقیقات میں ایک تحقیق کا اضافہ ہو گیا یعنی سرکہ نبی ﷺ کے کھانے کا ایک حصہ تھا آپکی غذا کا حصہ تھا ہم نے تو چھوڑ دیا لیکن چودہ سو سال کے بعد سائنس تحقیق کر کے پھر وہاں پہنچی جہاں نبی ﷺ کے قدموں کے نشان ہیں۔



زیتون اور اسکا تیل:

اسی طرح زیتون کے تیل کے بارے میں حدیث میں آتا ہے کہ زیتون کا تیل کھاؤ بھی اور لگاؤ بھی۔ اور اللہ رب العزت نے زیتون کی قسم کھائی ہے:

﴿وَالزَّيْتُونِ وَالزَّيْتُونِ﴾ (سورۃ التین: 1)

تو کچھ تو اس کے اندر حکمتیں ہوں گی۔ تو زیتون کا بتایا کہ کھاؤ بھی اور لگاؤ بھی۔ اب کچھ لوگوں کو ہائی کولیسٹرول کا پرالیم ہوتا ہے تو ڈاکٹر زان کو کہتے ہیں کہ آپ پر اٹھانہ کھائیں، انڈانہ کھائیں۔ لاہور میں حضرت کے ایک خلیفہ ہیں ڈاکٹر شاہد اویس صاحب جنہوں نے آس اکیڈمی بنائی۔ وہ پیٹھالوجسٹ ہیں۔ انہوں نے حضرت جی کو بتایا کہ حضرت! میں نے سولوگوں کو جو کولیسٹرول کے مریض تھے، کہا کہ تم ساری دوائیاں چھوڑ دو جو کولیسٹرول کے لیے دوائی لیتے ہو سب چھوڑ دو اور چالیس دن تک اپنا سارا کھانا پینا زیتون کے آئل میں کرو (Olive Oil) میں کرو۔ فرماتے ہیں کہ حضرت! ان لوگوں نے میری بات کو مانا عمل کیا، میرا تجربہ یہ ہے کہ چالیس دنوں کے بعد جب وہ دوبارہ ٹیسٹ کروانے میرے پاس آئے تو ان سب کا کولیسٹرول لیول 200 سے کم تھا۔ ان پر پابندی یہ لگائی تھی کہ کولیسٹرول کی دوائی کوئی نہ کھاؤ، تم سلا دکھاؤ تو اس میں زیتون ڈالو، کھانا کھاؤ تو اس میں زیتون ڈالو اور زیتون کا استعمال کثرت سے چالیس دن تک کر لو۔ فرماتے ہیں کہ میں نے سولوگوں پر تجربہ کیا اور سو کے سو میں (100 Percent) مجھے رزلٹ ملا کہ انکا 200 سے نیچے کولیسٹرول ہو گیا۔ حضرت جی فرماتے ہیں کہ مجھے جب حضرت ڈاکٹر صاحب نے یہ بات بتائی تو میں حیران ہوا کہ زیتون کے تیل میں ایسی خاص بات کیا تھی کہ جو اللہ تعالیٰ نے قسم اٹھائی ہے تو یقیناً اس میں کوئی راز ہوگا۔



پھر بہر حال حضرت نے فرمایا کہ ہم نے ایک ریسرچ پیپر پڑھا۔ اس میں اس بات کی وضاحت تھی۔ اس ریسرچ کو آسان الفاظ میں یوں فرمایا کہ اس ریسرچ رپورٹ میں لکھا ہوا تھا کہ زیتون کے تیل کے سائنسی فارمولے میں ایک کرسی خالی ہے اور اس کرسی کی جگہ بالکل ایسی ہے جیسی بیڈ کولیسٹرول کی ہوتی ہے۔ لہذا یہ بیڈ کولیسٹرول اس کرسی کی پوزیشن میں جا کر فٹ ہو جاتا ہے اور یہ زیتون کا تیل اس بیڈ کولیسٹرول کو جسم سے باہر نکال دیتا ہے۔ اس سے پتا چلا کہ زیتون کا تیل کولیسٹرول لیول کو فقط کم ہی نہیں کرتا بلکہ بند شریانوں کو کھولنے کا کام بھی کرتا ہے، لہذا باہر کے ملکوں میں دل کے مریضوں کو زیتون کا تیل استعمال کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ کینیڈا میں ایک ریسرچ ہوئی کہ کون سا آئل کتنا استعمال ہوتا ہے۔ انہوں نے رپورٹ میں لکھا کہ اس وقت زیتون کا تیل پورے کینیڈا میں سب سے زیادہ استعمال ہوتا ہے، وہ اس لیے کہ زیتون کا تیل استعمال کریں گے تو دل کی بند شریانیں بھی کھل جائیں گی۔

اب ذرا غور کریں کہ زیتون کا تیل کھانا بھی سنت اور لگانا بھی سنت، تو سائنس ریسرچ کر کر کے، ساری محنتیں کر کے کہاں پہنچتی ہے جہاں نبی ﷺ کی ٹھنڈی سنتوں کا سایہ موجود ہوتا ہے۔ ہمارے نوجوانوں کا عمل یہ ہے کہ جب یہ بیچارے سنت پر عمل کرتے ہیں تو چونکہ انکو سائنسی فوائد کا معلوم نہیں ہوتا تو یہ ڈاؤن فیل کر رہے ہوتے ہیں، یہ شرم محسوس کر رہے ہوتے ہیں۔ حبیب ﷺ کے طریقے پر چلنے میں حضور پاک ﷺ کے طریقے کو اپنانے میں شرم محسوس کر رہے ہوتے ہیں۔ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم تو دقیقاً نوسی نظر آئیں گے۔ اودھا کے بندو! یہ تو ہماری کمزوری ہے کہ ہم نے ریسرچ ورک نہیں کیا، اگر ہمارے اسکالرز اس پر ریسرچ کرتے اور دنیا کو بتاتے کہ نبی ﷺ کی سنتوں میں تمہارے دنیا کے بھی کتنے بڑے بڑے فائدے ہیں، تو کفر کی دنیا ہو سکتا ہے بہت پہلے



اسلام قبول کر چکی ہوتی۔ قصور ہمارا ہے کہ ہم نے اسلام کے حسن کو اور نبی ﷺ کی پیاری سنتوں کو دنیا کے آگے نہیں کھولا۔ ہم نے ایسے سائنس دان پیدا کرنے بند کر دیئے جو ایک طرف عالم بھی ہوتے مسلمان بھی ہوتے اور دوسری طرف سائنس کی باریکیوں کو سمجھ کر نبی ﷺ کی سنتوں کے فائدے دنیا کو بتاتے، یہ ہماری کمزوری ہے۔ آج ہمارے مذہب کے نوجوان جب کسی سنت پر عمل کر رہے ہوتے ہیں تو شرم محسوس کر رہے ہوتے ہیں جیسے معاذ اللہ! انہوں نے کوئی جرم کر لیا ہو۔ پھر جب ان کو سائنسی طور پر سمجھایا جائے اس کے اندر یہ فائدے ہیں تو اللہ رب العزت ان کو ہمت عطا فرمادیتے ہیں۔

دل کا علاج عجوبہ کجھور سے حدیث کی روشنی میں:

اسی طرح عجوبہ کجھور کے بارے میں بھی چند باتیں سن لیجیے! حضرت فرماتے ہیں کہ میرے ایک دوست کا کولیسٹرول لیول ہائی ہو گیا۔ ڈاکٹر نے ان سے کہا کہ آپ اس کو کنٹرول کریں۔ وہ مریض حضرت کے قریبی جاننے والے تھے، انہوں نے حضرت کو فون کر کے کہا کہ حضرت! ہو سکتا ہے مجھے ہارٹ اٹیک ہو جائے، اب میں کیا کروں؟ تو حضرت فرماتے ہیں کہ میں نے پھر نبی ﷺ کی زندگی پر آپ کی سنت پر غور کرنا شروع کیا تو روشنی کا مینار مجھے نظر آ گیا اور مبارک زندگی میں ایک واقعہ ملا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہما ایک صحابی ہیں، وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے نبی! مجھے سینے کے اندر درد اور گھٹن ہوتی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ یہ تو دل کی بیماری ہے۔ اس حدیث کو پڑھ کے پتا چلا کہ دنیا میں سب سے پہلے ہارٹ اٹیک کو (diagnose) حضور پاک ﷺ نے کیا۔ ہارٹ کی بیماری کو، دل کی بیماری کو نبی ﷺ نے محسوس کیا حالانکہ سینے کی گھٹن کا دل کے ساتھ کیا تعلق؟ چودہ سو سال پہلے کس کو پتا تھا؟ لیکن نبی ﷺ نے فرمایا کہ یہ تمہیں دل کی بیماری ہے۔ پھر انہوں نے پوچھا: اے اللہ کے نبی ﷺ!



میں کیا کروں؟ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم عجمہ کھجوریں استعمال کرو۔ چنانچہ انہوں نے وہ کھجوریں استعمال کیں اور ان کی وہ تکلیف دور ہو گئی۔

حضرت جی فرماتے ہیں کہ جب ہم نے یہ حدیث پڑھی تو سوچا کہ یقیناً اس کے اندر کوئی نہ کوئی راز ہوگا۔ چنانچہ گٹھلی کے اوپر ریسرچ کی کہ یقیناً گٹھلی کے اندر کوئی خاص نعمت موجود ہے۔ ہمیں اس میں راز کی بات یہ ملی کہ کھجوروں کی گٹھلیوں کو پیس کر خود کھانا اور اونٹوں کو کھلانا یہ عربوں کا طریقہ رہا ہے۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں آتا ہے کہ وہ کھجوروں کی گٹھلیوں کو پیستی تھیں اور اپنے اونٹوں کو کھلایا کرتی تھیں۔ اگر لوگوں کے پاس بھی کھانے کے لیے کچھ نہ ہوتا تو وہ لوگ بھی گٹھلیوں کو پیس کر کھالیا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت جی فرماتے ہیں کہ ہم نے اپنے اس دوست کو حاجی صاحب کو فون کر کے کہا کہ ہم آپ کو ایک دوائی بھیج رہے ہیں، آپ اسے استعمال کیجئے۔ حضرت فرماتے ہیں کہ ہم نے عجمہ کھجور کی چالیس گٹھلیاں لیں اور ایک ہائیڈرو لک پریس (Hydraulic Press) کے ذریعے ان کو پیس لیا، انکا پاؤڈر بنا لیا پسو لیا، بعد میں ان کو کپسولز میں بھر لیا۔ پھر یہ کپسول حاجی صاحب کو بھیج دیے اور کہا: ان کو ہر کھانے کے بعد صبح دوپہر شام استعمال کریں۔ اور بعد میں پھر حضرت نے ان کو اور بھی کپسول بھیجے۔ اللہ کی شان جب چالیس دن کے بعد دوبارہ چیک اپ کروانے گئے تو کولیسٹرول لیول جو انکا 300 سے بھی زیادہ تھا اب اس کی ریڈنگ جو آئی وہ 185 آئی۔ ڈاکٹر نے جب اس کو چیک کیا تو کہنے لگا کہ اس میں کوئی پرابلم ہے رپورٹ ٹھیک نہیں دوبارہ کرواؤ۔ دوبارہ رپورٹ کروائی تو دوبارہ رپورٹ 185 ہی آئی۔ حضرت فرماتے ہیں کہ پھر ہم نے کئی درجن لوگوں کے اوپر اس دوائی کا تجربہ کیا اور اس کو تیرہ ہدف پایا کہ اللہ تعالیٰ نے عجمہ کھجور کی گٹھلیوں میں شفا رکھی ہے۔



پھر حضرت صاحب فرمانے لگے کہ ایک آدمی کراچی کے تھے، وہ ڈاکٹر تھے۔ وہ ایک دن میرے پاس آئے کہنے لگے کہ میں جسمانی ڈاکٹر تو ہوں، اب میں روحانی دنیا کا ڈاکٹر بھی بننا چاہتا ہوں۔ اور کہنے لگے کہ میں ہارٹ اسپیشلسٹ ہوں، لوگوں کے دلوں کا علاج کرتا ہوں۔ تو خیر ان سے بات چیت ہوئی تو بات چیت کے بعد حضرت جی دامت برکاتہم نے یہی کپسول اور یہ دوائی ان کو بھی دی اور کہا: جناب! آپ ذرا دل کے مریضوں کے اوپر اس کو استعمال کر کے دیکھیں۔ تو وہ ڈاکٹر صاحب لے کر چلے گئے ایک ہفتے کے بعد آ کر کہنے لگے: حضرت! یہ دوائی کیا آپ نے رجسٹرڈ کروائی ہوئی ہے؟ ہم نے جواب دیا کہ ہم نے تو رجسٹرڈ نہیں کروائی۔ کہنے لگا کہ حضرت! فوراً آپ اسے رجسٹرڈ کروالیں کیونکہ انسان اس دوائی کو دنیا میں اگر سپلائی کرے تو کروڑوں ڈالر کما سکتا ہے۔ میں نے کہا کہ بھئی! مجھے ایسا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں، یہ چودہ سو سال پہلے میرے آقا اور سردار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے مبارک نام پر رجسٹرڈ ہو چکی ہے۔ ہمیں یہ نعمت نبی کریم ﷺ کی مبارک حدیث سے ملی ہے، اور میں چاہوں گا کہ ہمیں یہ ڈالر ملنے کے بجائے میرے محبوب ﷺ کی نسبت سے یہ بات پوری دنیا تک پہنچے کہ محبوب ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے میرے اللہ نے اس گٹھلی کے اندر اس درد کی شفا رکھ دی ہے۔ تو ہم یہ بات کہنے میں حق بجانب ہیں کہ سائنس ایک مرتبہ پھر اپنی منزل پر اگر پہنچی ہے تو وہی منزل ہے جہاں نبی ﷺ کے قدموں کے نشان ہیں۔

اب گٹھلی کو پینا یہ بھی ایک بڑا کام ہے۔ وہ عورتیں تو کتنی ہمت والی تھیں کہ گٹھلیاں پیس کے اونٹوں کو کھلاتی تھیں۔ آج اگر چالیس گٹھلیاں پینا پڑ جائیں ہماری عورتیں تو دور کی بات مرد بھی نہیں کر سکتے، مذاق نہیں ہے۔ یہ عجوہ کھجور کی گٹھلی پینے کے لیے اگر آپ بیگم صاحبہ کو دیں تو گٹھلیاں آپ کے سر پہ پڑیں گی، پس کے نہیں ملیں گی۔ اور خود



کرنے لگیں تب بھی نہیں ہوں گی۔ تو کیا کریں؟ حضرت جی نے تو ہائیڈرو لک پر پریس سے کروالیا تو اب کون کون بھائی یہ اہتمام کرے؟ تو اس کا حل بھی حضرت جی دامت برکاتہم نے خود ہی بتایا کیونکہ انجینئر بھی ہیں اور ساتھ ایگریکلچر سے بھی تعلق ہے۔ فرمایا کہ سوچتے رہے کہ اس کو کیسے پیسیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت کے دل میں ایک خیال ڈالا کہ کھجور کی گٹھلیوں کو گملے کے اندر ڈال دیا۔ آٹھ دن دس دن وہ مٹی کے اندر رہیں۔ اب گٹھلی کا نارٹل ایک پروس ہوتا ہے، جب وہ مٹی کے اندر چلی جائے تو وہ باہر نکلنے کے لیے کھلنا شروع ہو جاتی ہے پھلنا شروع ہو جاتی ہے۔ فرمایا کہ آٹھ دس دن اس کو اندر رکھیں اور جب وہ اس پوزیشن پر آجائے کہ وہ خود بخود پھلنا شروع ہو جائے پھر اس کو نکال لیں، دھولیں، سکھالیں، اس کے بعد پیس لیں تو اب آپ کو محنت اس طرح سے نہیں کرنا پڑے گی اور آسانی سے پس جائیں گی۔ اور استعمال کا طریقہ اسی طرح ہے کہ اس کو پھر کثرت سے استعمال کریں صبح شام کھائیں، جیسے بھی آسانی ہو اسکو استعمال کریں اور اپنی صحت کو ٹھیک کریں۔

چلنے میں نبی ﷺ کی سنت اور موجودہ سائنس:

ایک بات اور بھی دیکھیے! کچھ سال پہلے کی بات ہے کہ ڈاکٹر تجویز کیا کرتے تھے کہ جو گنگ کیا کرو۔ تو کیا ہوا کہ ہر گھر میں جو گرز پہنچ گئے، مرد بھی عورت بھی، بچہ بھی بوڑھا بھی، سب جو گرز۔ اور جو گرز کی نئی دوکانیں بھی کھل گئیں اور نئی ورائٹی بھی آگئی۔ اب یہ جو گنگ کیا ہے کہ صبح اٹھ کے دوڑا کرو تو ان لوگوں نے دھوڑنا شروع کر دیا۔ پھر چند سالوں کے بعد ڈاکٹروں کے پاس ایسے مریض آنے لگے کہ جن کو بڑی عمر میں پاؤں کی ہڈیوں میں مستقل دردیں رہنے لگیں اور دوسرے جوڑوں میں بھی دردیں رہنے لگیں، تو پھر انہوں نے تحقیق کی تو پتا چلا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو صبح صبح جو گنگ کرنے کے عادی ہیں،



کیونکہ دوڑنے کے دوران انسان کا سارا وزن پاؤں کی ہڈیوں پر پڑتا ہے اس لیے ان کے اوپر سب سے زیادہ اثر پڑتا ہے۔ جوانی میں تو پتہ نہیں چلتا لیکن جیسے ہی آدمی بڑھاپے میں قدم رکھنے لگتا ہے پھر وہ دردیں ظاہر ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ اس وقت پتہ چلتا ہے کہ یہ ہڈیاں زیادہ گھس گئی تھیں۔

اصل میں کیا ہوتا ہے کہ ہڈیوں کے درمیان لبریکیٹنگ (Lubricating) کے لیے جو آئل کا مواد موجود ہوتا ہے وہ ضرورت سے زیادہ استعمال ہو چکا ہوتا ہے۔ لہذا اب ڈاکٹروں نے کہنا شروع کر دیا کہ جاگنگ نہ کرو برسک (Brisk) واک کیا کرو۔ اور یہ برسک واک کیا ہوتا ہے؟ برسک واک ذرا تیز چلنے کو کہتے ہیں۔ نہ انسان بہت بھاگے، نہ انسان بہت آہستہ سے چلے، ذرا اچھے اور تیز انداز سے چلنا برسک واک کہلاتا ہے۔ اور ڈاکٹروں کی ریسرچ کے مطابق یہ برسک واک انسان کے لیے سب سے بہتر ورزش ہے، اور نبی ﷺ کی سنت کیا ہے؟ نبی ﷺ کے بارے میں آتا ہے کہ جب چلتے تھے تو اتنا تیز چلتے تھے، یوں لگتا تھا جیسے پانی اونچی جگہ سے نیچی جگہ کی طرف آ رہا ہے، جیسے آدمی اونچائی سے نیچے کی طرف آئے تو ذرا تیزی سے چلتا ہے تو نبی ﷺ اس طرح تیز چلتے تھے۔ آج سائنس کی دنیا اس کو برسک واک کا نام دیتی ہے تو پھر وہی بات آگئی کہ سائنس اپنی محنت کر کے ساری ریسرچ کر کے جہاں پہنچتی ہے وہاں نبی ﷺ کے قدموں کے نشان ہوتے ہیں۔

نمازوں کا مختلف اوقات میں فرض ہونے کا ہماری صحت پر اثر:

ایک وقت تھا جب ڈاکٹر حضرات یہ کہتے تھے کہ انسان کو صبح سویرے اٹھ کر ورزش کرنی چاہیے۔ چنانچہ اس مقصد کے لیے لوگوں نے گھروں کے اندر جاگنگ مشینیں



ٹریڈمل (Treadmill) رکھنی شروع کر دیں۔ اب روز دوڑنا شروع کر دیا لیکن سائنس نے اب کچھ اور کہنا شروع کیا۔ سائنس کہتی ہے کہ چوبیس گھنٹوں میں ایک مرتبہ آپ اپنے جسم کو زیادہ ورزش کروالیں گے اس سے زیادہ توانائی ضائع ہو جاتی ہے، اس زیادہ بہتر یہ ہے کہ آپ وقفے وقفے سے ہلکی پھلکی ورزش کر لیا کریں، کیونکہ ورزش کا اصل مقصد یہ ہوتا ہے کہ انسان کے دل کی دھڑکن جو عام طور پر 70 ہوتی ہے، وہ ورزش کی وجہ سے بڑھ جائے اور اس کو بڑھا کر 120 ایک سو بیس تک پہنچا دیا جائے۔ 120 تک جو رفتار ہوتی ہے یہ محفوظ ہوتی ہے سیکور ہوتی ہے۔ اگر 120 سے بھی اوپر چلی جائے پھر انسان کے اوپر اس کا برا اثر پڑ سکتا ہے۔ اگر 150 سے بھی اوپر چلی جائے تو اور زیادہ برا اثر ہو سکتا ہے۔ 160 اور 170 کے اوپر ہارٹ پر اہم شروع ہو سکتا ہے، تو ڈاکٹر کہتے ہیں کہ انسان بس اتنی ورزش کر لے کہ ہارٹ بیٹ 70 سے اٹھے اور 120 تک چلی جائے۔

اب ہمارا دل ایک پمپ کی مانند ہے یہ پمپ خون کو سپلائی کرتا ہے، جب اس کی قوت بڑھ جائے گی سپلائی کی قوت بڑھ جائے گی، اور ستر کے بجائے ایک سو بیس ہو جائے گی تو خون کا بہاؤ بڑھ جائے گا، اور خون کا بہاؤ بڑھے گا تو ہمارے جسم کی شریانوں کے اندر اگر کوئی رکاوٹ ہے تو یہ تیز بہاؤ اس رکاوٹ کو دور کر دے گا، اور ہمارا سسٹم ٹھیک کام کرے گا۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ کوئی پائپ وغیرہ اگر بند ہو جائیں تو پیچھے ذرا پریشر سے پانی ڈالتے ہیں تو وہ بلاکنگ کلیئر ہو جاتی ہے، اسی طرح یہی میکانیزم ہے جو یہاں پہ بھی کام کر رہا ہے۔ ہمارے جسم میں تو شریانوں میں جہاں جہاں رکاوٹ ہوتی ہے جب ہمارے دل کی دھڑکن ایک سو بیس ہو جاتی ہے تو خون کا بہاؤ اتنا ہو جاتا ہے کہ وہ بہاؤ خود ہی ساری رکاوٹ کو دور کر دیتا ہے۔ تو اب سائنس دان یہ کہتے ہیں کہ اتنی ہلکی ورزش



کرنی چاہیے کہ آدمی کے دل کی دھڑکن ستر سے ایک سو بیس تک چلی جائے۔ اور یہ بات بھی کہ ایک سو بیس تک تو معمولی سی ورزش سے بھی چلی جاتی ہے۔ اسی لیے ڈاکٹرز نے کہا کہ ایک وقت میں بھاری ورزش کے بجائے مختلف اوقات میں ہلکی پھلکی ورزش کر لیں۔

حضرت فرماتے ہیں کہ حضرت کے ایک دوست جاپان گئے کسی میٹنگ میں، سارا دن میٹنگ رہنی تھی۔ اب یہ تو مسلمان تھے نمازی تھے۔ اب یہ میٹنگ میں بیٹھے ہوئے ہیں تو میٹنگ کے دوران پورے دن میں کئی مرتبہ چار یا پانچ مرتبہ انہوں نے کیا دیکھا؟ جب دو ڈھائی گھنٹے گزرتے، اس کے بعد وہ میٹنگ کو بند کر دیتے اور تھوڑی سی ورزش کرتے پانچ سات منٹ کی پھر دوبارہ آ کر بیٹھ جاتے، پھر دو ڈھائی گھنٹے گزرتے، پھر پانچ سات منٹ کی ورزش کرتے، تھوڑی ورزش کرتے پھر واپس آ کے بیٹھ جاتے۔ کہتے ہیں: میں ان کو دیکھتا رہا پھر میں نے ان سے پوچھا کہ یہ تم کیا کرتے ہو؟ تو کہنے لگے کہ ماڈرن ریسرچ یہ ہے کہ دن میں ایک مرتبہ بھاری ایکسرسائز کرنے کے بجائے دن میں کئی مرتبہ ہلکی پھلکی ورزش کر لی جائے تو انسان کا جسم زیادہ صحت مند رہتا ہے اور اس کی زندگی لمبی ہو جاتی ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ سن کر میں نے اپنے دل میں سوچا کہ یہ بیچارے ایکسرسائز کرنے کے بجائے اگر کلمہ پڑھ کر دن میں پانچ مرتبہ نماز پڑھ لیتے تو ان کی ایکسرسائز خود بخود ہی ہو جاتی۔ واقعی ہم دن میں جو نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں تو ہمارے کتنے ہی مسلز ایسے ہوتے ہیں جن کی ایکسرسائز ہو رہی ہوتی ہے۔ اور یہ نعمت ہمیں اللہ کا حکم مان لینے کی وجہ سے خود بخود دل رہی ہوتی ہے۔ اللہ اکبر کبیرا! تو سائنس جہاں پہنچتی ہے وہاں نبی ﷺ کی سنت پہلے سے موجود ہوتی ہے۔

رؤیت ہلال کے بارے میں نبی ﷺ کے فرمان کی سائنسی تصدیق:

ایک اور معاملہ رؤیت ہلال کے بارے میں، رمضان میں چاند دیکھنے کے بارے



میں ہے۔ اس کے بارے میں حضرت جی نے بڑی تفصیل سے بتایا۔ رمضان شریف کے روزوں کے بارے میں نبی ﷺ کی ایک حدیث مبارکہ ہے، ارشاد فرمایا:

صَوْمُ مَوْلِيٍّ وَوَيْتِهِ وَآقِطِرُؤَالِ رِيْؤَيْتِهِ (متفق علیہ)

”تم چاند کو دیکھو تو روزہ رکھو اور جب تم چاند کو دیکھو تو افطار کرو۔“

اور آج کل چاند کو دیکھنے کا بڑا اہم مسئلہ ہے۔ اس سلسلے میں دو گروہ بن گئے ہیں۔ ایک گروہ کہتا ہے کہ جی! جب ہم چاند دیکھیں گے تو روزہ رکھیں گے، اور چاند دیکھیں گے تو عید کریں گے۔ اور ایک نیا گروہ بھی ہے جو نبی روشنی اسکول کا پڑھا ہوا ہے، اور وہ کہتے ہیں کہ جی! آج انسان سائنس تک پہنچ چکا ہے، لہذا ہمیں پورے سال کا شیڈیول بنا لینا چاہیے کہ کس دن چاند نظر آئے گا، پھر اس کے مطابق ہمیں عمل کر لینا چاہیے۔ چنانچہ آج کے دور میں چاند دیکھنے کی ضرورت نہیں یعنی آج کے دور میں سنت پر عمل کرنے کی ضرورت نہیں۔ اور بعض ملکوں میں اس کام پر عمل بھی شروع ہو چکا۔ رمضان شروع ہونے سے کئی دن پہلے بتا دیتے ہیں کہ فلاں دن تراویح ہوگی، اور عید سے کئی دن پہلے بتا دیتے ہیں کہ جی فلاں دن عید ہوگی۔ تو باہر ملکوں میں بعض دفعہ دو عیدیں ہوتی ہیں کچھ لوگ کہتے ہیں کہ چاند کو دیکھ کر پڑھیں گے، اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ جی! ہم نے سائنس پڑھی ہوئی ہے تو بس (Computer Engineering) ہم نے کر لی ہے فلاں ڈگری حاصل کر لی ہے تو ہمیں اعداد و شمار سے ہی پتا چل جاتا ہے۔ ہم پہلے ہی پیشین گوئی کر لیتے ہیں۔

چنانچہ ایک مرتبہ حضرت جی ایسی جگہ پر پہنچے کہ جہاں سٹائیس میڈیکل ڈاکٹرز موجود تھے۔ انکے درمیان حضرت جی نے بیان فرمایا، اللہ تعالیٰ نے ایسی مہربانی کی کہ وہ سارے ڈاکٹرز بعد میں بیعت ہو گئے، اور وہاں یہی رویت ہلال کی بحث چل پڑی۔



پھر وہ ڈاکٹر ز کہنے لگے: اچھا ہم حضرت سے ہی پوچھ لیتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ حضرت! آج کے اس سائنسی دور میں اس چاند کو دیکھنے کی کیا ضرورت ہے جبکہ ہم اعداد و شمار بھی کر سکتے ہیں؟ میں نے کہا: بھئی! نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

صَوْمُ هُوَ الرُّؤْيَةُ وَأَقْطَرُ الرُّؤْيَةُ

کہ تم چاند کو دیکھو تو روزہ رکھو اور جب تم چاند کو دیکھو تو افطار کرو۔ اس لیے ہمارے سامنے تو ایک سیدھا سادہ اصول ہے کہ ہم حدیث پر عمل کیا کریں۔ ان میں سے ایک ڈاکٹر صاحب جو قرآن مجید کی زیادہ ہی فہم رکھتے تھے، وہ کہنے لگے کہ جناب! آپ آج کے دور میں بھی یہ بات کر رہے ہیں حالانکہ آپ نے انجینئرنگ (Engineering) بھی کی ہوئی ہے۔ کیا آج بھی انسان کو چاند دیکھنے کی ضرورت ہے؟ آج تو بندہ پہلے سے ہی کہہ سکتا ہے۔ انسان چاند پر پہنچ چکا تو کیا یہاں اس کو پہلے سے پتا نہیں چل سکتا؟ پھر حضرت جی نے اس کو تفصیل سمجھائی۔

حضرت نے فرمایا کہ دیکھو! جب چاند کے دن پورے ہو جاتے ہیں، تو ایک آخری دن ایسا آتا ہے کہ جب چاند نظر سے اوجھل ہو جاتا ہے اور ان دنوں میں وہ سیاہ ہو چکا ہوتا ہے، نظر ہی نہیں آتا۔ سائنس کی (terminology) میں اسے برتھ آف نیومون (Birth of new Moon) کہتے ہیں۔ نئے چاند کی پیدائش کو سمجھنے میں ہمارے کئی دوست غلطی کر جاتے ہیں، وہ کریسنٹ کو نیا چاند کہہ دیتے ہیں۔ سائنس کی زبان میں وہ نیا چاند نہیں۔ ہلال اور نئے چاند میں فرق ہے۔ جب چاند گھٹتے گھٹتے نظر آنا بند ہو جاتا ہے تو اس کو برتھ آف نیومون کہتے ہیں، پھر اس کے سترہ یا بیس گھنٹوں کے بعد وہاں چاند نظر آ سکتا ہے اس کو ہلال کہتے ہیں۔ ہم اس کریسنٹ کو دیکھ کر عید مناتے ہیں، ہلال کو دیکھ کر



عید مناتے ہیں، نیومون نئے چاند کو دیکھ کر عید نہیں مناتے۔ یہ ایک سائنسی مغالطہ ہے جو ہمارے پڑھے لکھے حضرات کو لگ جاتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جی! سائنس دانوں نے کہہ دیا ہے کہ اب برتھ آف نیومون ہو چکی لہذا نظر آ جائے تو بھی عید پڑھو، اور نہ نظر آئے تو بھی عید پڑھو۔ او خدا کے بندو! سمجھنے کی کوشش کرو کہ سائنس دان برتھ آف نیومون کس کو کہہ رہے ہیں، جب چاند بالکل نظر آنا بند ہو جائے۔ کبھی کبھی چاند کی پیدائش کے پس گھٹنے ہوتے ہیں اور کبھی کبھی بارہ چودہ بھی ہوتے ہیں۔ اس لیے یہ چانس بھی ہوتا ہے کہ چاند نظر آ جائے اور یہ چانس بھی ہوتا ہے کہ نہ نظر آئے، ایسی صورت کے اندر سائنس دان پھنس جاتے ہیں۔

حضرت فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ایسی ہی صورت حال تھی اور حضرت جی دامت برکاتہم اس وقت امریکہ میں تھے تو وہاں بار بار لوگ فون کر کے پوچھ رہے تھے کہ حضرت! بتائیں چاند نظر آئے گا یا نہیں؟ اگر چاند نظر آ گیا تو ہم روزہ رکھیں گے اور نہ نظر آیا تو ہم نہیں رکھیں گے۔ تو ہم ان کو یہی جواب دیتے تھے کہ دیکھو بھئی! ہم چاند کو دیکھنے کی کوشش کر رہے ہیں، آپ بھی کوشش جاری رکھیں تاکہ سنت پر بھی عمل ہو جائے۔ حضرت نے فرمایا کہ ہم اسپیس میوزیم سے بھی معلومات حاصل کر لیتے ہیں۔ واشنگٹن کے اندر بہت سے عجائب گھر ہیں، دنیا ان کو دیکھنے کے لیے جاتی ہے، ان کے اندر ایک اسپیس میوزیم بھی ہے۔ وہاں ایک ایسا ڈیپارٹمنٹ ہے جو خلا کے اندر چوبیس گھنٹوں کے اندر رونما ہونے والی تبدیلیوں کے بارے میں معلومات فراہم کرتا ہے۔

حضرت فرماتے ہیں کہ میں نے وہاں اسپیس میوزیم میں فون کیا اور وہاں پر بیٹھے ہوئے بندے سے میں نے خود بات کی۔ میں نے اس سے کہا کہ میں امریکہ میں فلاں



جگہ پر ہوں، کیا اس وقت مجھے ہلال چاند نظر آسکتا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ نظر آنے کے چانسز ہو بھی سکتے ہیں اور نہیں بھی ہو سکتے۔ میں نے کہا: کیا مطلب؟ اس نے مجھے ایک موٹی سی بات سمجھائی کہ چاند اپنے جس مدار کے اندر چل رہا ہے اس کا وہ مدار ایک لائن کی طرح نہیں بلکہ یوں سمجھیں کہ وہ پانچ سو کلومیٹر کا موٹا ٹائر ہے، اس کے اندر چاند کہیں سے بھی گزر سکتا ہے۔ یعنی قریب سے بھی گزر سکتا ہے، دور سے بھی گزر سکتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں اس کو یوں سمجھیں کہ وہ مدار کسی دھاگے کی طرح نہیں ہے بلکہ وہ مدار کئی کلومیٹر موٹا ہے اور اس میں چاند بالکل ایک دائرے کی شکل میں نہیں چل رہا، لہذا قریب سے بھی گزر سکتا ہے اور دور سے بھی۔ اور چاند کے اندر اپنے زلزلے بھی آتے ہیں۔ چاند کے اپنے اندر کئی پراسز (Process) ہو رہے ہوتے ہیں۔ یوں سمجھیں کہ چاند کے اندر ایٹم بم چل رہے ہوتے ہیں، لہذا چاند کی پوزیشن مختلف ہوتی رہتی ہے۔ ہم یقین سے نہیں کہہ سکتے کہ چاند نظر آئے گا یا نہیں۔

انکا ایک بحریہ کا ادارہ بھی ہے، بحریہ والوں کو چاند کی گردش کا خیال رکھنا ضروری ہوتا ہے، کیونکہ چاند کی چودہ تاریخ کو ہائی ٹائڈ (High Tide) آتی ہیں۔ اور ہائی ٹائڈ کیا ہوتی ہیں؟ کہ سمندر کے اندر لہریں بہت زیادہ ہو جاتی ہیں اس لیے بحری جہاز والوں کو پتا ہونا چاہیے کہ ہائی ٹائڈ کب ہوگی اور لو ٹائڈ (Low Tide) کب ہوگی، لہذا وہ چاند کی گردش کے بارے میں معلومات حاصل کرتے رہتے ہیں۔ آج دنیا کہتی ہے کہ ہم چاند کے راستے کے ایک ایک انچ کو ٹریس کرتے ہیں، اس لیے ہمارے پاس چاند کے بارے میں ہر وقت صحیح اور تازہ ترین معلومات ہوتی ہیں۔ حضرت فرماتے ہیں کہ میں نے بحریہ کے تحقیقاتی ادارے میں خود فون ملایا اور وہاں پر ایک خاتون تھیں، اس نے کہا: ہمارے کمپیوٹر سیکشن میں



آپ کو اپنے سوال کا جواب مل سکتا ہے۔ چنانچہ حضرت جی نے کمپیوٹر سیکشن میں رابطہ کیا وہاں بھی ایک خاتون انجینئر بیٹھی ہوئیں تھیں۔ میں نے اس سے کہا کہ میں امریکہ میں فلاں جگہ سے بول رہا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ آج میں اپنی آنکھوں سے چاند کو دیکھوں، اب آپ بتائیں کہ سپر کمپیوٹر کے مطابق اس کے کتنے چانسز ہیں؟ اس نے کہا کہ ہم نہیں بتا سکتے، کیونکہ آج اس مہینے میں ایسا معاملہ ہے کہ چاند نظر آ بھی سکتا ہے اور نظر نہیں بھی آ سکتا۔ میں نے کہا کہ بھئی! وہ کیوں؟ تو اس نے مجھے اور بھی تفصیل (Detail) میں بات کو سمجھایا۔ کہنے لگی کہ جب ہم چاند کے (Trajectory) راستے کو ناپتے ہیں تو ہمارے پاس بظاہر کوئی چیز نہیں ہوتی ایک (mathematical module) ہوتا ہے۔ اس کو ماڈل ہم نے بنایا ہے اس کو بھی ہم دیکھتے ہیں اور اس کے اندر (mathematical equations) ہیں اور مساوات کتنی ہیں، وہ دس ہزار ایکویشنز (equations) ہیں، اور ہم ان کو (Calculate) کر کے بتا سکتے ہیں کہ اس وقت چاند کہاں ہوگا، لیکن ان دس ہزار میں سے 6000 (variables) متغیّرات ہوتے ہیں۔ جو لوگ (Mathematics) کو سمجھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ کچھ تو مستقل مقداریں ہوتی ہیں اور کچھ ویری ایبلز ہوتے ہیں یعنی غیر متعین مقداریں۔ اس خاتون نے کہا: ان ایکویشنز کے اندر چھ ہزار متغیّر مقداریں ہیں اور کسی ایک ویری ایبل کی وجہ سے اس چاند کی لوکیشن میں فرق ہو سکتا ہے۔ وہ پھر کہنے لگی کہ جب چاند کے راستے میں چھ ہزار ویری ایبلز ہیں تو کون گارنٹی سے کہہ سکتا ہے کہ چاند اس وقت یہاں ہوگا، لہذا ہم سو فیصد یقین سے نہیں کہہ سکتے باوجود اس کے کہ ہم چاند پر پہنچ چکے ہیں، لیکن یہ فیصلہ کہ چاند نظر آئے گا یہ ہم دیکھ کر ہی کر سکتے ہیں سائنسی آلات سے نہیں کر سکتے۔



حضرت نے فرمایا: قربان جاؤں اپنے آقا ﷺ کی سنت پر! جو لوگ سائنس دان بن کر چاند پر پہنچ بھی چکے ہیں، وہ خود تسلیم کر رہے ہیں کہ چھ ہزار مستغیر مقدا روں میں سے کسی ایک میں بھی فرق آجائے تو چاند کی لوکیشن میں فرق پڑھ سکتا ہے۔ اگر فیصلہ کرنا ہو تو ہمارے پاس اس کا ایک ہی طریقہ ہے کہ ظاہر میں دیکھ کر ہی ہم فیصلہ کر سکتے ہیں اور نبی ﷺ نے چودہ سو سال پہلے بتا دیا تھا:

صَوْمُ الْمُؤَلِّفِ وَالرُّؤْيِيَّةِ وَأَفْطَرُؤُ الرِّوْءِيَّةِ

”تم چاند کو دیکھو تو روزہ رکھو اور جب تم چاند کو دیکھو تو افطار کرو۔“

تو معلوم ہوا کہ اتنی ریسرچ کے بعد بھی بحریہ والوں نے یہ کہہ دیا کہ ہم یہ نہیں کہہ سکتے، فیصلہ تو پھر دیکھ کر ہوگا۔ تو بالآخر ہمارے آقا ﷺ کی بات پھر سچی نکلی۔ پتا چلا کہ ہم سائنس میں جتنا بھی آگے چلے جائیں، بالآخر ہمارے آقا اور سردار کی ہی باتیں پکی اور سچی ہوں گی اور بالآخر ہمیں سنت کے سامنے گھٹنوں کو ٹیکنا پڑے گا اور سنت کو قبول کرنا پڑے گا۔

عزیزو جوانو! اگر ہم سائنس پڑھنے والے ہیں تو ہمیں چاہیے کہ ہم سنت پر سائنس کے نقطہ نظر سے سوچا کریں، اور نبی ﷺ کی مبارک سنتوں کے فائدے ہم لوگوں کے سامنے کھولیں تاکہ لوگ سنت کو چھوڑنے کے بجائے سنت کو اپنانے والے بنیں، اور دنیا کے نقصان سے بھی بچیں آخرت کے نقصان سے بھی بچیں۔ جو آدمی پہاڑ کی چوٹی پر رہتا ہے سائنس کی روشنی اس تک تو نہیں پہنچ سکتی، شہروں میں تو چلو ریسرچ سنٹر ہیں، آپ کو اطلاعات مل جائیں گی لیکن جو کہیں دور جگہ پر رہتا ہے، اس کو سائنس کی یہ اطلاعات تو نہیں پہنچ سکتیں لیکن اگر وہ پہاڑ کی چوٹی پر رہ کر سنت پر عمل کر رہا ہے تو گویا یہ تمام



فائدے اس کو وہاں بھی مل رہے ہیں۔ سنت کے اندر یہ سارے سائنسی فائدے انسان کو مل رہے ہیں۔ لہذا محسنِ انسانیت کے طریقوں میں انسانیت کے لیے فائدے ہی فائدے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے محبوب ﷺ کی ایک ایک سنت پر عمل کریں تاکہ اللہ کے یہاں بھی سرخرو ہو جائیں اور دنیا کے فائدے بھی حاصل کر لیں۔

مختلف اوقات کی نمازوں کی رکعات کی تعداد میں فرق کا ایک فائدہ:

اس کے بعد حضرت جی دامت برکاتہم نے نماز کی رکعتیں اور ان کے متعلق بھی کچھ سائنسی باتیں بتائیں۔ فرمایا کہ جب انسان رات کو سوتا ہے تو اسکی نبض کی رفتار کم ہو جاتی ہے، اور صبح اٹھتا ہے تو اس کے جسم کا شوگر لیول کم ہوتا ہے اور بلڈ پریشر بھی کچھ ڈاؤن ہوتا ہے۔ تو اس لیے چونکہ صبح شوگر لیول ڈاؤن تھا اللہ تعالیٰ نے آدمی کو ایکسرسائز کرنے کا حکم دیا۔ اس ایکسرسائز کا نام کیا ہے؟ نماز فجر۔ اس نماز کی رکعتیں کتنی بنائی گئیں؟ چار یعنی مختصر سی، کیونکہ لیول تو پہلے ہی ڈاؤن ہے لہذا زیادہ ایکسرسائز کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ لیکن جب دن ہو اور ہم نے ناشتہ بھی کر لیا اور دوپہر کے وقت ہم نے خوب ٹکا کے کھانا بھی کھایا تو دوپہر کے وقت شوگر بھی بڑھ گئی اور کولیسٹرول لیول بھی بڑھ گیا تو دوپہر کے کھانے کے بعد کتنی رکعتیں بتائیں؟ بارہ، کیونکہ اب اس کو زیادہ ایکسرسائز کی ضرورت ہے۔ اسکے تھوڑی دیر بعد ہم نے جناب! آنسکریم بھی کھالی، فائنا بھی پی لی تو اب دوبارہ پھر نماز کا وقت آ گیا تو اللہ تعالیٰ نے عصر کی نماز رکھ دی تو کتنی رکعات بتائیں؟ بتایا کہ چار تو کمپلسری ہیں یہ تو کرنی ہی کرنی ہیں، لیکن اگر آٹھ پڑھ لو گے تو تمہارا ہی زیادہ فائدہ ہے۔ تو بارہ رکعات کی اب ضرورت نہیں چار سے بھی گزارا ہو سکتا ہے، آٹھ پڑھ لو تو چلو اچھی بات ہے اوپشنل (Optional) ہے۔ پھر عصر کے بعد ہم



لوگوں نے عصرانہ بھی کھانا ہوتا ہے کوئی بسکٹ اور چائے لینی ہوتی ہے، پھر شوگر لیول بڑھ جاتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ نے مغرب میں سات رکعتیں پڑھنے کا حکم دیا۔ اب اتنی رکعتیں کیوں پڑھائی گئیں کہ تم نے چائے بھی پی تھی انگلش بسکٹ بھی کھائے تھے تو تمہارا لیول پھر اونچا ہو گیا شوگر اور کولیسٹرول کا، تو بھی تم ایکس سائز کرو نماز پڑھو۔ پھر مغرب کے بعد رات کے کھانے کا وقت ہو گیا کیونکہ مغرب پڑھ چکے ہیں، اور رات کا کھانا مغرب کے بعد ہی سنت ہے عشاء کے بعد نہیں۔ تو مغرب کے بعد ہم نے ڈنر کیا اس میں دوستوں کو بھی بلایا، خوب ٹکا کے ہم نے کھانا کھایا، لہذا پروردگار عالم نے ہماری صحت کو دیکھتے ہوئے کتنی رکعتیں رکھیں عشاء کی نماز میں؟ سترہ رکعتیں کہ بھی! اس کے بعد تم نے آرام کرنا ہے سونا ہے تو تم زیادہ ایکس سائز کر لو، جو تم نے کھایا ہوا ہے وہ سارا ہضم ہو جائے اور تمہارا ہی فائدہ ہے۔ دوپہر کو بھی ہم نے کھانا کھایا ہوتا ہے لیکن وہاں بارہ رکعتیں رکھیں کہ ابھی کچھ دن باقی ہے کچھ کام بھی کرنا ہے کچھ کھانا پینا بھی ہے، پھر انسان نے کچھ محنت بھی کرنی ہوتی ہے۔ اب رات کو سترہ رکعتیں اس لیے رکھ دیں کہ تم سترہ پوری کر لو تو تمہاری یہ ایکس سائز خود بخود ہو جائے گی اور تمہیں اس کے فائدے مل جائیں گے۔

اور رمضان مبارک میں کیا ہوتا ہے جی؟ ہم سارا دن تو روزے سے رہتے ہیں۔ سحری کر لی روزے میں آگئے، سارا دن ہم نے کچھ نہیں کھایا اور جب مغرب کا وقت آیا افطاری کے وقت جناب! خوب کھجوریں کھائیں، اور روح افزا بھی خوب پیو، خوب کباب کھائے، خوب پیٹ بھر کے کھانا کھایا تو لہذا پیٹ بھرنے کے بعد پروردگار عالم نے کیا فرمایا: دیکھو! تم نے سارا دن کی کسر تو نکال لی ہے اب عشاء کی سترہ رکعتوں سے تمہارا گزرا نہیں ہوگا تو عشاء کی سترہ الگ پڑھو اور تم تراویح کی بیس لمبی لمبی رکعتیں پھر



پڑھتا کہ تمہارا شوگر لیول اور کولیسٹرول دوبارہ ٹھیک ہو جائے۔ تو کیا معلوم ہوا کہ جو آدمی فقط یہ ذہن میں بٹھالے گا کہ نبی ﷺ کی سنتوں پر عمل کرنا ہے اور ہر حال میں کرنا ہے تو یہ انسان (Automatically) یہ صحت کے، میڈیکل فائدے لیتا چلا جاتا ہے۔

حدیث پر عمل کرنے کا واقعہ:

ایک میں اپنی ذاتی تجربہ بھی بتا دوں۔ مجھے ایک مرتبہ مسئلہ ہو گیا، مسئلہ تو بچپن سے تھا۔ (Diagnose) کب ہوا؟ جب میں شادی کے بعد 1999 میں پہلی مرتبہ اپنے کزن عادل بھائی کے ساتھ بارہ تیرہ دن کے لیے دیہی گیا۔ وہ ٹوائٹ جاتا تو آدھا گھنٹہ کبھی پندرہ منٹ کبھی پانچ منٹ، میں جاتا دو منٹ میں باہر آ جاتا۔ ایک دن مجھے کہنے لگا کہ آپ اتنی جلدی کیسے آ جاتے ہیں؟ تو میں نے کہا کہ مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہوتا میں جاتا ہوں، خالی پیشاب کرنا ہوتا ہے واپس آ جاتا ہوں۔ اس نے کہا کہ یہ تو آپ کے ساتھ کوئی مسئلہ ہے۔ لاہور واپس آ کر ڈاکٹر کو چیک اپ کروایا تو ڈاکٹر صاحب کہنے لگے کہ آپ کے ساتھ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ چند دن ہی گزرے تھے کہ مجھے قبض کا شدید مسئلہ کھڑا ہو گیا تو پتا چلا کہ میری قبض کا معاملہ 8 سے 9 دن تک رہتا تھا کہ دو تین دن نہیں آٹھ دن یا نو دن میری قبض ہوتی تھی۔ آٹھ دن اور نو دن تک مجھے قضائے حاجت کی ضرورت ہی نہیں ہوتی تھی، بس خالی پیشاب، پھر بالآخر اس نے بگڑنا تو تھا۔ یہ بگڑا تو مجھے بہت سارے مسائل پیش آنا شروع ہو گئے۔ پھر یہ پوزیشن بوا سیر اور پائلز کی طرف چلی گئی۔ پھر کیا ہوتا تھا کہ جب میں فلش پر بیٹھتا تو اسٹول پاس (Stool Pass) ہونے کے ساتھ، قضائے حاجت کے ساتھ خون بھی نکلتا، اور میں نے خود اپنی آنکھوں سے کئی مرتبہ دیکھا کہ پور فلش خون سے بھرا ہوتا تھا۔ خون اتنا نہیں ہوتا تھا



خون تھوڑا ہی ہوتا تھا لیکن وہ پھیل کر اتنا ہو جاتا تھا کہ نیچے سفیدی کی جگہ پورا لال نظر آتا تھا۔ اس کو خود میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا پھر اس کے علاج کروائے۔ ایلوپیتھی کا علاج بھی کروایا۔ حضرت جی دامت برکاتہم کے خلیفہ ہیں حضرت ڈاکٹر شہزاد اویس صاحب سرجن بھی ہیں، ان کے پاس بھی گیا انہوں نے اس کام کے لیے ایک مائٹرسا آپریشن بھی کیا اور دوائیاں بھی دیں تو وہ بھی پورا علاج کیا۔ پھر ہومیو پیتھی علاج بھی خوب کیا، اس کے علاوہ حکمت کا علاج جو گھریلو ٹولکے ہوتے ہیں وہ بھی سارے کیے اور کئی مہینے میں بستر پر رہا۔

حضرت ڈاکٹر شہزاد اویس صاحب دامت برکاتہم (یہ سرجن ہیں اور ڈاکٹر شاہد اویس صاحب کے بھائی ہیں جو پیٹھ لوجسٹ ہیں) انہوں نے جب میرا آپریشن کیا تو اس آپریشن کے بعد میرا مسئلہ اور بڑھ گیا، تین چار مہینے میں بستر پر رہا اور پراسٹیٹ (Prostate) جو ہے میرا (Enlarge) ہو گیا۔ اب الٹراساؤنڈ کروایا تو اس میں یہ پراسٹیٹ انلارج ہو گیا تھا۔ اتفاق ہاسپٹل میں ڈاکٹر کے پاس گیا وہ کہتا ہے: جی! یہ آپکی رپورٹ ہی نہیں ہے، سنٹیس اڑتیس سال کی عمر میں پراسٹیٹ بڑھ ہی نہیں سکتا۔ میں نے کہا کہ یہ رپورٹ میری ہے۔ دوبارہ بھی کروایا تو بہر حال علاج کیا کئی مہینے اس میں لگے لیکن تمام علاج کے بعد کیا ہوتا رہا کہ ہر علاج سے مجھے وقتی فائدہ ہوتا پانچ دن کا آٹھ دن کا یا ایک مہینے کا یا ڈیڑھ مہینے کا، دوائی چلتی رہتی۔ پھر عادت ہے کہ بیگم صاحبہ دوائی نہ کھلائیں تو مجھے دوائی کھانے کا شوق ہی نہیں، بھول جاتا ہوں تو کچھ دنوں کے بعد دوبارہ وہ مسئلہ کھڑا ہو جاتا۔ کافی حد تک معاملہ اسی طرح رہا۔

پھر ایک دن حدیث پڑھی کہ حضور ﷺ کی تھالی میں ایک انجیر بطور ہدیہ پیش کی گئی۔



آپ نے اہل مجلس کو کہا کہ کھاؤ اور آپ نے خود کھایا اور یہ فرمایا کہ یہ کہوں کہ جنت سے کوئی پھل اترتا ہے تو یہی وہ پھل ہو سکتا ہے، کیونکہ جنت کے پھلوں میں گٹھلی نہیں ہوتی۔ ایک اور حدیث میں تھا کہ انجیر میں پیٹ اور قبض وغیرہ کا علاج ہے تو میں نے یہ کھانی شروع کر دی۔

الحمد لله ثم الحمد لله کوئی ایک مہینہ ڈیڑھ مہینہ اس کو پابندی سے کھایا وہ دن اور آج کا دن مجھے قبض نہیں ہے اور کوئی پریشانی نہیں ہے۔ اس بات کو تقریباً دو اڑھائی سال ہو گئے ہیں۔ اللہ کی شان پچھلے رمضان میں کیا ہوا کہ میں بیت الخلاء گیا تو پھر بلڈ آیا اور اچھا خاصا آیا، میں حیران ہو گیا کہ یہ دوبارہ کیسے آ گیا۔ پھر خیال آیا کہ جی ڈیڑھ مہینہ ہو گیا ہے کہ انجیر نہیں کھائی۔ پھر فوری طور سے پتا چلا کہ انجیر ختم ہو گئی تھی یا کیا ہوا تھا پھر انجیر کا انتظام کیا انجیر منگوائی اور کھانی شروع کر دی۔ اسی دوران حضرت جی کے خلیفہ حضرت شیخ ظفر السلام دامت برکاتہم جو سب لوگوں کو حضرت جی کے ساتھ حج عمرے پہ لے کے جاتے ہیں۔ یہاں کثرت سے ان دنوں آتے تھے، موجود تھے رمضان میں میں نے ان کو بتایا تو انکو بھی یہی معاملہ تھا قبض کا تو انہوں نے مجھے ہومیوپیتھی کی دو دوائیاں نکال کے دیں اور کہا: بیٹا! یہ کھاؤ اور یہ بہت اچھی اور بہت زود اثر ہیں اور اس کا تمہیں فائدہ بہت ہوگا۔ میں نے کہا کہ حضرت! میں ڈیڑھ دو سال سے انجیر کھا رہا ہوں آپ کی پیشکش بہت اچھی ہے لیکن میں معذرت چاہتا ہوں میں انجیر کو ہی استعمال کروں گا چند دن میں ان شاء اللہ ٹھیک ہو جاؤں گا۔ میرا گزشتہ تجربہ بہت اچھا رہا تو انکی دوائی میں نے نہ کھائی بلکہ انجیر انکو بھی پیش کی کہ حضرت! آپ بھی یہ کھائیں تو انہوں نے بھی انجیر کھائی اور میں نے بھی اس رمضان میں سات آٹھ دن دوبارہ جب انجیر کھائی الحمد للہ! تو وہ مسئلہ ٹھیک ہو گیا۔ اور اب کوئی مسئلہ نہیں انجیر کھا لیتا ہوں ایک دانہ دو دانہ تین دانہ بغیر کسی خاص ترتیب کے۔ اب اگر کسی ڈاکٹریا حکیم نے اس کی



ترتیب بنائی ہو تو وہ میرے علم میں نہیں ہے، میں نے ایسی کوئی ترتیب کہیں نہیں پڑھی۔ حدیث کے اندر اس کا فائدہ پیٹ کے لیے پڑھا تھا تو انجیر کو پابندی سے کھانا شروع کیا اور میرا قبض کا یہ مسئلہ اللہ رب العزت نے ایسا حل کیا الحمد للہ! اب طبیعت بہت ہلکی پھلکی رہتی ہے۔ اس کے بعد بہت سارے لوگوں کو بتایا الحمد للہ! ان میں سے جن لوگوں نے کیا تو فیڈ بیک بھی دیا کہ ہمارا یہ مسئلہ حل ہو گیا۔ چھوٹے بچوں کو بھی پچیوں کو بھی انجیر استعمال کروائی تو ان کا بھی یہ مسئلہ حل ہو گیا۔ اور اس کی قرآن مجید میں اللہ نے قسم کھائی ہے انجیر کی بھی، زیتون کی بھی۔ ہمیں بھی چاہیے کہ ہم اپنی غذا کو سنت کے مطابق بنانے کی کوشش کریں۔

وَ اخِزْ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ





کھانے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پسند

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفَى وَسَلَّمَ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى. اَمَّا بَعْدُ:

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (الاحزاب: 21)

سُبْحٰنَ رَبِّيْكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلٰى الْمُرْسَلِيْنَ ۝

وَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَتَبَارِكْ وَسَلِّمْ

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَتَبَارِكْ وَسَلِّمْ

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَتَبَارِكْ وَسَلِّمْ

اللہ کا محبوب بننے کا نسخہ:

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم اللہ رب العزت کے محبوب ہیں اور جو انسان حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر عمل کرے گا یہ انسان اللہ رب العزت کا محبوب بن جائے گا۔ یہ سنتیں کیا ہیں؟



اصل میں حضور پاک ﷺ کی اداؤں کا دوسرا نام سنت ہے۔ اگر ہم سنتوں کو اپنائیں گے تو اللہ رب العزت کے پیارے بن جائیں گے۔ جس طرح یہ بات پکی اور سو فیصد سچی ہے کہ جو انسان نبی ﷺ کے طریقوں پر عمل کرے گا اللہ تعالیٰ کا محبوب بن جائے گا، اسی طرح یہ بات بھی پکی اور سچی ہے کہ جس کام کو جس طریقے سے حضور ﷺ نے کیا اس سے بہتر طریقہ اس کام کو کرنے کا کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا، یہ بھی پکی اور سچی بات ہے۔ گذشتہ اتوار کو سنت اور سائنس کے موضوع پر جو بات ہوئی، اس میں اس کو تفصیل سے بیان کیا گیا تھا۔ تو کچھ باتیں ذہن نشین کر لیجئے کہ نبی ﷺ کے طریقوں میں کامیابی ہے، اور دوسری بات آپ ﷺ کا ہر طریقہ سب سے بہتر ہے اس سے بہتر کوئی طریقہ ہو ہی نہیں سکتا۔

آپ ﷺ کی پسند سب سے بہتر:

اور اس کے بعد تیسری بات اس کے ساتھ جوڑ لیجئے کہ نبی ﷺ کی پسند بھی سب سے بہتر ہے۔ ابھی کھانے پینے کے بارے میں کافی تفصیلات ہو چکی ہیں اور آج بھی کھانے پینے کے بارے میں ہی بیان ہے، تو یہاں ساری باتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ کھانے کی جس چیز کو نبی ﷺ نے پسند کیا وہ سب سے بہتر کھانا ہے، سب سے بہتر چیز ہے، اس سے بہتر کوئی چیز ہو نہیں سکتی۔ اس کو جتنا مرضی سائنسی طور پر دیکھ لیا جائے، میڈیکل دیکھ لیا جائے جیسے مرضی دیکھ لیا جائے، قیامت تک کے لیے یہ اصول ہے اور ہمارا یقین ہے الحمد للہ۔ نبی ﷺ کی گوشت سے متعلقہ سنتوں کے بارے میں تو پچھلی دفعہ بات ہو گئی تھی کہ باربی کیو کھانے، پائے کھانے، مچھلی کھانے، مرغی کھانے میں کیا سنت ہے اور کیا نہیں۔ اس کے بارے میں گذشتہ جمعہ آپ نے تفصیلات سن لی تھیں، اور آج دوسرے مرغوب کھانوں کا بیان ہے۔ کھانوں کے بارے میں اس



کتاب شائل کبریٰ میں بہت تفصیلات ہیں۔ اور الحمد للہ! آپ لوگوں کی دعائیں ہیں اور آپ لوگوں کا اخلاص کہ اللہ نے اس سلسلہ کو قبول کیا۔ جو Whats App پر کلپ جارہے ہیں، کئی لوگوں نے بتایا کہ فلاں سنت پہلے ہماری زندگی میں نہیں تھی اب شروع کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ اور ایک عالم پرسوں رات گھر پر آئے تو ان سے بات ہوئی، بیعت بھی ہیں سلسلے میں داخل ہیں۔ انہوں کہا کہ مجھے شائل کبریٰ آپ منگوا کے دیں۔ بلکہ انہوں نے کہا: کتنے کی آئے گی، میں نے لینی ہے۔ میں نے کہا کہ آپ کو ہم ہدیہ دیں گے۔ کیونکہ انہوں نے ارادہ پہلے ظاہر کر دیا تھا کہ ہم دن میں دو مرتبہ صبح بھی اور رات بھی شائل کبریٰ کی تعلیم لوگوں کو دیا کریں گے، سنئیں لوگوں کو سکھائیں گے۔ تو یہ بہت اچھی بات ہے کہ یہ سلسلہ جتنا آگے بڑھے گا اور ہم نبی ﷺ کی سنتوں پر عمل کریں گے تو یقیناً دنیا و آخرت میں کامیابی ہمارے قدم چومے گی۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور آپ سب کو بھی یہ سن کر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

شہد اور میٹھا:

ہماری بات نبی ﷺ کے کھانوں کے متعلق ہو رہی تھی۔ امی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کو شہد اور میٹھا پسند تھا۔ (بخاری جلد 2 صفحہ 817، ابن ماجہ جلد 1 صفحہ 244)

فائدے میں لکھتے ہیں: بظاہر حلوے سے مراد ہر میٹھی چیز ہے یعنی نبی ﷺ کو ہر میٹھی چیز پسند تھی، لیکن ایک خاص قسم کا حلوہ جو ہمارے یہاں بنتا ہے گھی وغیرہ سے بنایا جاتا ہے یہ بھی نبی ﷺ کو پسند تھا۔ اور کہتے ہیں کہ سب سے پہلے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حلوہ بنا کر حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تھا اور آپ ﷺ نے اسے پسند فرمایا تھا اور وہ حلوہ آٹے اور گھی سے بنایا گیا تھا۔ (خصائل صفحہ 126)



اسی طرح اگر کوئی کسی میٹھی چیز کا ہدیہ کرے تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ اسے کھا لو، واپس نہ کرو۔ اور اگر کوئی خوشبو کا ہدیہ کرے تو واپس نہ کرو، اس کو سونگھ لو، لے لو جتنی دینا چاہ رہا ہے، جو بھی ہے اس کو انکار مت کرو۔ میٹھے کو انکار نہ کرو البتہ شوگر والے انکار کر سکتے ہیں۔ (سیرۃ جلد 7 صفحہ 534)

ہریرہ:

اس کے علاوہ ایک اور کھانا ہے اس کو کہتے ہیں ہریرہ۔ اس کے بارے میں بڑی عجیب بات حضرت حدیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے ہمیں ہریرہ کھلایا جس سے رات کی نماز میں پیٹھ مضبوط ہوتی ہے۔
(مجمع الزوائد جلد 5 صفحہ 41)

یعنی دن میں ہریرہ کھائیں رات کو تہجد کی نماز پڑھیں۔ اس سے کیا معنی نکلا کہ ہم اچھے اچھے کھانے کھائیں اور اچھے اچھے کام کریں۔ حضرت ام ایوب رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں آپ ﷺ کے لیے ہریرہ بناتی تھی اور میں دیکھتی کہ آپ ﷺ اسے بہت پسند کرتے تھے۔ اور ایک صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب کچھ لگواتے تو آپ ﷺ کے لیے ہریرہ بنایا جاتا۔ (سیرۃ الشامی جلد 7 صفحہ 302)

اسی طرح ایک اور واقعہ تفصیل سے ملتا ہے کہ حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے لیے کبھی کبھی ہریرہ بنا کے بھیجتے رہتے تھے۔ اور عجیب اللہ کی شان کہ جس رات کو ہریرہ آنا ہوتا تھا تو نبی ﷺ اپنے گھر والوں سے یوں پوچھا کرتے تھے: کیا اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے کوئی ہریرہ کا برتن آیا ہے؟ تو گھر والے کہتے: جی ہاں! آیا ہے۔ فرماتے: اچھا ٹھیک ہے پھر لے کے آؤ۔ گھر والے کہتے



ہیں کہ اس سے ہمیں پتا چلا کہ ہریسہ آپ ﷺ کو پسند ہے۔ (سیرۃ العباد جلد 7 صفحہ 302)
ہریسہ عرب کا ایک کھانا ہے جو گوشت اور کوٹے ہوئے گیہوں کو ملا کر بنایا جاتا ہے اور
یہ لذیذ بھی ہوتا ہے اور مقوی جسم بھی ہوتا ہے۔

مقوی غذاؤں کا استعمال:

آپ کو ان تمام سنتوں میں ایک چیز کا منظر آئے گی۔ پہلے بھی سنی آج بھی سنیں گے
کہ نبی ﷺ کی پسند کے اندر کیا چیز کا منظر تھی؟ جو مجھے محسوس ہوئی کہ آپ ﷺ ہر وہ چیز
کھاتے تھے جو جسم کے لیے فائدہ مند تھی، قوت کے حساب سے، اعصابی قوت کے
حساب سے، ہر لحاظ سے فائدہ مند چیز ہوتی تھی۔ سنت میں ہمیں ایک چیز یہ بھی ملی کہ
نبی ﷺ ان چیزوں کو نہیں کھاتے تھے جو صحت کے لیے نقصان دہ ہوتی تھیں۔ آج کل ہم
کتنی ایسی چیزیں کھاتے ہیں جن کے بارے میں خود جانتے ہیں کہ ان کا نقصان ہے۔
خود مانتے ہیں کہ ان کا نقصان ہے۔ مثلاً بہت سے ایسے مشروب آتے ہیں معلوم ہے کہ
ان کا نقصان زیادہ ہے، فائدہ کوئی نہیں۔ اب چائے ہی کو لے لیجئے، چائے کے علماء
نے 35 نقصانات لکھے ہیں اس کے مقابل ایک چیز ہے دودھ، یہ ہم سے پیا نہیں جاتا
حالانکہ دودھ پینا تو سنت بھی ہے۔ بہر حال اگر ہم سنت کی نگاہ سے غذاؤں کو دیکھتے ہیں تو
ساری غذائیں ایسی ہیں جو ہماری صحت کے لیے بہتر ہیں۔

حیس:

ایک اور چیز اس کا نام ہے حیس۔ یہ کھجور کا ملیدہ ہوتا ہے۔ امی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں
کہ نبی کریم ﷺ گھر میں تشریف لائے اور پوچھا کہ کچھ کھانے کو ہے؟ میں نے کہا:
ہاں۔ اور پھر میں نے کھجور کا ملیدہ پیش کیا جسے میں نے آپ ﷺ کے لیے رکھا تھا،



آپ ﷺ نے اسے تناول فرمایا۔ (مسند حمیدی، سیرۃ خیر العباد جلد 7 صفحہ 303)

ایک اور صحابی حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ میرے ابو کے پاس گھر میں تشریف لائے اور انہوں نے نبی ﷺ کے لیے کھجور کا ملیدہ رکھا اور آپ ﷺ نے اس کو نوش فرمایا۔ (مسلم، ترمذی، سیرۃ خیر العباد جلد 7 صفحہ 303)

حیس عربوں کا اور حضور ﷺ کا مرغوب طعام تھا، امی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کو حیس بہت پسند تھا۔ (سیرۃ خیر العباد جلد 7 صفحہ 303)

علامہ عینی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ یہ کھجور پنیر اور گھی سے بنایا جاتا تھا، اور کبھی پنیر کے بجائے آنا ڈال دیتے یعنی کھجور آنا اور گھی اور پھر اسے آپس میں ملا لیا جاتا اس کو ہم لوگ ملیدہ کہتے ہیں۔ (فتح، عمدۃ القاری جلد 21 صفحہ 57)

خنزیرہ:

ایک اور چیز ہے اس کو خنزیرہ کہتے ہیں۔ حضرت عتبہ بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ! میری آنکھوں میں تکلیف ہے آنسو گرتے رہتے ہیں مجھے مسجد میں آنا مشکل ہو جاتا ہے، اگر آپ مناسب سمجھیں تو میرے عذر کی وجہ سے آپ ﷺ میرے گھر تشریف لائیں اور میرے گھر میں کسی جگہ آپ ﷺ نماز پڑھ دیں تاکہ میں اسی جگہ کو اپنی نماز کی جگہ بنا لوں، اور پھر میں وہاں نماز پڑھتا رہا کروں گا اور برکت حاصل کروں گا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں ٹھیک ہے۔ دوسرے ہی دن نبی ﷺ نے دن چڑھنے کے بعد ظہر سے پہلے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ساتھ لیا اور عتبہ بن مالک رضی اللہ عنہ کے گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔ Knock کیا، اجازت چاہی۔ فرماتے ہیں کہ میں نے دروازہ کھولا، اندر بٹھایا،



کھانے میں نبی ﷺ کی پسند

آپ ﷺ اندر تشریف لائے اور ابھی آپ ﷺ بیٹھے بھی نہ تھے، بیٹھنے سے پہلے ہی فرمایا کہ عتبہ کیا چاہتے ہو؟ میں کہاں نماز ادا کروں؟ پھر میں نے نماز پڑھنے کی اپنی پسندیدہ جگہ کا بتا دیا تو نبی ﷺ نے وہاں نماز ادا کی تو پھر میں بعد میں وہاں نماز پڑھتا تھا۔ اور پھر نماز پڑھنے والی جگہ ہی اکرام کے لیے نبی ﷺ کو بٹھایا کیونکہ ان کے لیے میں نے خزیرہ بنوایا ہوا تھا۔ آپ ﷺ کو اس کے کھانے کے لیے میں نے روک لیا تھا۔
(بخاری جلد 2 صفحہ 813)

حدیث مبارکہ سے حاصل ہونے والے اسباق:

یہ بخاری شریف کی روایت ہے۔ فائدے میں لکھتے ہیں کہ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث پاک کی روشنی میں کئی باتیں نکالی ہیں:

① گھر میں کسی جگہ کو خاص نماز کے لیے مخصوص کر لینا عورتوں کے لیے یہ بات زیادہ بہتر ہے، مرد تو مسجد میں جا کر نماز پڑھیں گھر میں نماز پڑھنے کی عادت مردوں کے لیے ٹھیک نہیں۔ جماعت واجب ہے، جماعت کو چھوڑنا گناہ ہے۔ اور گھر میں کسی جگہ کو نماز کے لیے خاص کر لینا کہ اس میں نقلی نمازیں پڑھیں گے تو یہ اچھی بات ہے۔ دیکھیں! آپ گھر میں کمرہ بناتے ہیں کہ یہ امی ابو کا کمرہ، یہ میاں بیوی کا کمرہ، یہ بچوں کا کمرہ، یہ مہمان کا کمرہ، تو کوئی اللہ کی عبادت کے لیے بھی جگہ ہونی چاہیے۔ اللہ کی یاد کی جگہ تو ہمارے اکابرین پہلے بناتے تھے۔ بہر حال ہمارے پاس بھی عبادت کے لیے مخصوص جگہ ضرور ہونی چاہیے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ بارہ فٹ کی جگہ ہو، بلکہ ایسی جگہ جہاں ایک عورت آسانی سے پردے میں عبادت کر سکے، ایسی جگہ مخصوص ہو جائے تو زیادہ بہتر ہے۔



② فرماتے ہیں کہ تبر کا کسی نیک صالح آدمی کو بلوا کے ان سے نماز پڑھوانا اور اس جگہ سے تبرک حاصل کرنا۔

③ لکھتے ہیں کہ بڑوں اور بزرگوں کو برکت کے لیے اپنے گھر بلانا۔

④ اس سے پتا چلتا ہے کہ بڑوں کو بھی ایسی بات قبول کر لینی چاہیے۔

⑤ لکھتے ہیں کہ محلے یا گھر میں کوئی نیک اور صالح بزرگ آئیں تو دوسرے لوگوں کا وہاں جانا، ان کی صحبت میں بیٹھنا، زیارت و ملاقات کرنا۔

⑥ صاحب خانہ اگر کسی نیک آدمی کو بلائیں اور جماعت کا موقع آجائے تو صاحب خانہ کو چاہیے کہ اس نیک آدمی سے نماز کی درخواست کریں کہ امامت کروائیں۔

⑦ اور ساتواں فائدہ لکھتے ہیں کہ معذور آدمی کا گھر میں ہی نماز پڑھنا عذر پہ Depend کرتا ہے کہ ایسے کھانسی وانسی کا عذر نہیں چلتا، ہاں اگر کوئی بہت بڑا عذر ہو تو گھر پہ نماز پڑھ سکتے ہیں۔ جیسے وہ فرماتے تھے کہ ہر وقت آنکھوں سے پانی گرتا ہی رہتا ہے ورنہ مسجد میں جانا مردوں کے لیے ضروری ہے۔

⑧ اور آٹھواں فائدہ لکھتے ہیں کہ اہل علم اور فضل کو گھر بلا کر ان کا کھانے سے اکرام کرنا،

یعنی نیک لوگوں کو کھانا کھلانا بھی سنت کے درجہ میں ہے۔ (عدۃ القاری جلد 4 صفحہ 170)

خبیص:

اچھا ایک چیز اور بھی لکھی یعنی خبیص۔ یہ ایک حلوہ تھا جو آٹے اور میدے سے بنتا تھا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے گھی، گیبوں اور شہد کو ملا کر خبیص بنایا۔ اور فرماتے ہیں: میں وہ پیالہ لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عثمان! یہ کیا ہے؟ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یہ وہ کھانا ہے اے اللہ



کے رسول ﷺ! جسے عجمی لوگ کھاتے ہیں شہد اور گیہوں اور گھی کو ملا کر بنایا جاتا ہے، اور اسے خبیص کہتے ہیں تو نبی ﷺ نے اسے نوش فرمایا۔ (مطالب عالیہ جلد 2 صفحہ 324)

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کھجور کو خشک کرنے کی جگہ تشریف لائے تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ایک اونٹنی ہے کہ جس کو کھینچ کے لے جا رہے ہیں اور اونٹنی کے اوپر میدہ بھی ہے، گھی بھی ہے، شہد بھی ہے۔ آپ ﷺ نے ان کو فرمایا عثمان! ٹھہر جاؤ، چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ رک گئے۔ آپ ﷺ نے برکت کی دعا دی اور اس کے بعد ایک ہانڈی منگوائی اور ہانڈی کو چولہے کے اوپر چڑھا دیا گیا اور پھر کہا کہ بھئی! اس میں گھی، شہد اور آٹا ڈالو۔ یہ ڈال دیا گیا۔ پھر فرمایا کہ چولہے کو جلاؤ، پھر چولہا جلا دیا گیا یہاں تک کہ پک گیا، یا پکنے کے قریب ہی تھا کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اتار دو۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ کھاؤ۔ پھر نبی ﷺ خود نے بھی کھایا اور اوروں نے بھی کھایا پھر آقا ﷺ نے فرمایا: یہ وہ کھانا ہے جس کو اہل فارس یعنی عجمی لوگ خبیص کہتے ہیں۔ (طبرانی، حاکم، سیرۃ جلد 7 صفحہ 310)

یہ خبیص آٹے کے میدے کا حلوہ کہلاتا ہے کبھی اس میں کھجور بھی ڈال لی جاتی ہے اور کبھی شہد بھی ڈال دیا جاتا ہے، اگر آج شہد سے نہ بنایا جائے چینی سے بنالیا جائے تب بھی یہ وہی قسم کہلائے گی۔

استو:

ایک اور چیز ستو ہمارے یہاں بھی معروف ہے۔ حضرت سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضور ﷺ کے ساتھ خیبر کی جانب نکلے یہاں تک کہ ہم مقام صہبا یا روحہ کے قریب پہنچے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ دیکھو! ساتھ کھانے پینے کے لیے کیا ہے؟ تو



سب نے دیکھا کہ سوائے ستو کے اور کچھ بھی نہ ملا، فقط ستورہ گیا تھا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اسے کھایا اور ہم نے بھی حضور پاک ﷺ کے ساتھ بیٹھ کر اس کو کھایا، پھر آپ ﷺ نے کلی کی اور مغرب کی نماز پڑھی۔ (بخاری جلد 2 صفحہ 812)

یہ ستو جو کا تھا جو نبی ﷺ نے استعمال فرمایا گندم کا نہیں۔ اس حدیث میں جو لکھا ہے وہ جو کا ستو تھا۔ اور جو کا ستو گرم مزاج والوں کے لیے گرمی کے ایام میں بہت نفع بخش ہے یعنی عورتوں کو چاہیے کہ گرمی میں اپنے خاندنوں کو جو کا ستو پلا دیا کریں تاکہ مزاج ٹھنڈا ہو جائے اور اگر بیگم صاحبہ کا مزاج گرم رہتا ہے تو خاندن صاحبہ منگوا کر انہیں پلا دیا کریں۔

دشیشہ:

ایک اور چیز یہاں (شامل کبریٰ کتاب میں) لکھی ہوئی ہے دشیشہ۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے لیے ہم نے مٹی کے برتن میں دشیشہ بنایا اور آپ ﷺ نے اس کو تناول فرمایا۔ (سیرۃ جلد 7 صفحہ 304)

دشیشہ اور حشیشہ ایک کھانے کا نام ہے جو آٹے، گوشت اور کھجور کو ملا کر پکایا جاتا ہے۔ چلیں یہ تو کچھ میٹھی میٹھی باتیں تھیں، اب کچھ مصالحوں کے بارے میں بھی ہو جائیں کہ مصالحوں کے دار کھانا، کالی مرچ ڈالنا بھی سنت ہے۔ اللہ اکبر کبیر!

کالی مرچ:

سلمی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم یہ تینوں نوجوان تھے۔ یہ سلمی رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور کہا کہ حضور ﷺ کو جو کھانا پسند تھا اور جو آپ ﷺ رغبت سے کھایا کرتے تھے وہ ہمیں پکا کر کھلائیں۔ تو حضرت سلمی رضی اللہ عنہا نے کہا: پیارے بچو! اب تمہیں وہ کھانا پسند نہیں آئے گا، وہ کھانا تو تنگی



میں لوگ کھایا کرتے ہیں تم کیسے کھاؤ گے۔ انہوں نے کہا: نہیں، ضرور پسند آئے گا کیونکہ ہمارے پیارے نبی ﷺ کی پسند ہے۔ چنانچہ وہ انھیں اور تھوڑا سا چوکر لے کر ہانڈی میں ڈالا اور اس میں تھوڑا سا زیتون کا تیل ڈالا پھر کچھ مرچیں زیرہ وغیرہ مسالہ پیس کر ڈالا اور پکا کر کہا کہ حضور ﷺ کو یہ بہت پسند تھا۔ (شامل ترمذی صفحہ 12)

فائدے میں لکھتے ہیں: اس سے معلوم ہوا کہ مصالحوں کے دارکھانا آپ ﷺ کو مرغوب تھا۔ اس حدیث کی تشریح میں علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ کھانا بسہولت عمدہ اور مزے دار کرنا یہ زہد کے منافی نہیں۔ (شرح مناوی صفحہ 223)

اسی حدیث کے دوسرے طریق میں ہے کہ حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا نے کہا: ان لوگوں کے کہنے پر جب کھانا بنایا تو اس کے لیے میں نے ”جو“ لیا اور چھان کے روٹی بنائی، پھر روٹی کو ایک ہانڈی میں ڈال دیا اس پر زیتون کا تیل ڈالا اور اوپر کالی مرچ چھڑک دی اور ان کے قریب کر کے کہا کہ بچو! اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شوق اور رغبت سے کھاتے تھے۔ (ترمذی، سیرۃ صفحہ 308)

چنانچہ اس سے معلوم ہوا کہ کالی مرچ کا استعمال کرنا سنت ہے۔ نیز کھانے وغیرہ میں اس کو ڈالنا بہت نفع رکھتا ہے، بہت نافع ہے، البتہ لال مرچ کا استعمال آپ ﷺ کے زمانے میں نہیں تھا، نہ اہل عرب اس کو پسند کرتے تھے ویسے بھی طبی اعتبار سے لال مرچ کی کثرت نقصان دہ ہے۔

سرکہ:

ایک اور چیز جس کو کہتے ہیں سرکہ Vinegar۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: سرکہ کیا ہی بہترین سالن ہے۔ (ترمذی جلد 2 صفحہ 6)



نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس گھر میں فاقہ نہیں جس گھر میں سرکہ ہو۔

(ترمذی جلد 2 صفحہ 6، ابن ماجہ)

امی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سرکہ ہم سے پہلے نبیوں کا

سالن رہا ہے۔ (ابن ماجہ جلد 2 صفحہ 243)

ایک مرتبہ نبی ﷺ ام بانی رضی اللہ عنہا کے یہاں تشریف لے گئے اور فرمایا کہ بھئی! تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے؟ تو ہم نے کہا کہ ہمارے پاس تو ابھی کچھ نہیں ہاں خشک روٹی کے ٹکڑے اور سرکہ ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو موجود ہے وہی ہمارے سامنے لے آؤ۔ جس گھر میں سرکہ ہو، اس گھر کو فاقہ والا گھر نہیں کہا جاتا۔

(ترمذی جلد 2 صفحہ 6، سیرۃ خیر العباد صفحہ 311)

اور پچھلی اتوار کو سرکہ کے بارے میں تفصیل آپ سن چکے ہیں کہ اس کے فوائد کی وجہ سے یورپ کے بہت سے ممالک اور وہاں کے لوگ اس کے استعمال کو بہت کثرت سے شروع کر چکے اور ہم اس کو چھوڑ چکے ہیں۔ لیکن ایک سرکہ تو آرٹیفیشل سرکہ ہے، اس کا تو سننے میں آیا ہے شاید نقصانات بھی ہوں لیکن صحیح سرکہ کہیں سے ملے تو یہ صحت کے لیے بہت بڑی نعمت ہے۔

آپ ﷺ کا مہمان کو گھر لانے کا انداز:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا تو نبی ﷺ اپنے گھروں میں سے کسی گھر میں داخل ہوئے۔ اولاً آپ ﷺ خود داخل ہوئے پھر میرے لیے اجازت چاہی۔ گھر والوں کو کہا کہ پردہ کرو۔ Point to be noted جب آقا ﷺ اپنے گھر میں داخل ہوئے تو پیچھے تھے، پہلے خود داخل ہوئے، گھر والوں کو کہا کہ پردہ کریں پھر کو بلا یا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے پوچھا کہ بھئی! کھانے کو کچھ ہے؟



انہوں نے کہا کہ جی ہے، تین روٹیاں ہیں۔ تو نبی ﷺ نے ان روٹیوں کو دسترخوان پر رکھا، پھر آپ ﷺ ایک روٹی خود لی اور ایک روٹی حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے سامنے رکھی اور تیسری روٹی لی اور اسے دو ٹکڑے کیا آدھا اپنے سامنے اور آدھا میرے سامنے رکھا، یعنی برابر تقسیم کیا۔ پھر آپ ﷺ نے گھر والوں سے پوچھا کہ سالن بھی ہے؟ تو انہوں نے کہا سر کے کے سوا کچھ نہیں۔ تو آپ ﷺ ارشاد فرمایا کہ ٹھیک ہے، سر کے بھیج دو۔ اور کھانے لگے اور کھاتے ہوئے فرما رہے تھے کہ سر کے کیا ہی بہترین سالن ہے، سر کے کیا ہی بہترین سالن ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے آپ ﷺ کی مبارک زبان سے یہ سنتا ہے میں سر کے سے محبت کرنے لگا۔ اللہ اکبر! (سیرۃ خیر العباد جلد صفحہ 310)

ایک اور صحابی حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی آیا کہ انہوں نے بھی یہی کہا کہ جب سے میں نے سنا کہ نبی ﷺ کو سر کے محبوب ہے مجھے سر کے سے محبت ہو گئی۔ اللہ اکبر!
(آداب بتقی صفحہ 314)

سر کے کے فوائد:

سر کے کے فوائد بھی بہت ہیں: بھوک لگاتا ہے، پیٹ کے کیڑوں کو مارتا ہے، بلغم کے لیے بھی اچھی چیز ہے، کھانا ہضم کرنے میں بھی مفید ہے۔ (خصائل صفحہ 119)
ایک حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے اس میں برکت کی دعادی۔
(خصائل صفحہ 119)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی آپ ﷺ سے محبت:

صحابہ رضی اللہ عنہم کو نبی ﷺ سے کتنی محبت تھی، آپ نے پچھلی دفعہ سنا کہ آپ ﷺ ایک جگہ کدو کھا رہے تھے۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ نبی ﷺ کدو کو تلاش کر کر کے کھا رہے



ہیں، تو وہ فرماتے ہیں کہ تب سے کدو مجھے بھی محبوب ہو گیا۔ یہ ہوتی ہے محبت کہ جو چیز محبوب کو محبوب ہو وہ آج سے ہمیں محبوب ہو جائے مزہ تو تب ہے۔

ثرید:

ایک اور کھانا جسے ثرید کہتے ہیں، نبی ﷺ کو بہت پسند تھا۔ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس طرح عائشہ رضی اللہ عنہا کو تمام عورتوں پر فضیلت حاصل ہے اسی طرح ثرید کو تمام کھانوں پر فضیلت حاصل ہے۔ (شمائل صفحہ 11)

ایک صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک درزی نے حضور ﷺ کی دعوت کی۔ کھانے پر اپنے گھر بلایا، نبی ﷺ تشریف لے گئے تو اس نے ثرید پیش کیا جس میں لوکی یعنی گھیا ڈالا ہوا تھا اور آپ ﷺ کو کی کھا رہے تھے۔ آپ ﷺ کو لوکی بہت پسند تھی گھیا بہت پسند تھا۔

(آداب بیہقی صفحہ 311)

سحری میں برکت ہے:

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: سحری میں برکت ہے۔ ایک تو ہم رمضان میں سحری کرتے ہیں، یقیناً برکت کی بات ہے لیکن حضرت مرشد عالم مولانا حبیب الرحمن کے بارے میں میری چچی نے مجھے بتایا انھیں ماشاء اللہ چالیس سال سے زیادہ ہو گئے۔ علمائے کرام اور مشائخ کرام کی خدمت کرتے ہوئے۔ اب بھی کراچی جاتا ہوں تو شرمندہ ہو جاتا ہوں، وہ کھلاتی پلاتی ہی اتنا ہیں، عمر بھی بہت زیادہ ہو گئی لیکن ان کا بس نہیں چلتا کہ کسی طرح وہ سب کچھ کھلا دیں۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ ہمارے دادا جی کی ترتیب تھی اور ترتیب کی وجہ کیا تھی کہ مرشد عالم مولانا غلام حبیب الرحمن تہجد کے وقت سارا سال کچھ نہ کچھ کھا لیا کرتے تھے چاہے پانی کا گلاس، کھجور یا تھوڑی سی چیز ہی کیوں نہ ہو۔ اور دلیل کیا دیتے تھے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ سحری کے کھانے میں برکت ہے، تو رمضان



میں سحری تو سارے کھا لیتے ہیں لیکن جن کو برکت والے کھانے کھانا ہوتے ہیں وہ نبی ﷺ کی باتوں میں سے نکتے نکال لیتے ہیں، تلاش میں رہتے ہیں کہ آقا ﷺ کا فرمان کیا ہے۔ وہ سارا سال تہجد میں کچھ کھا لیا کرتے تھے چاہے روزہ رکھنے کا ارادہ ہو چاہے نہ ہو کہ برکت کو کیوں ضائع کریں۔ اللہ والوں کی سوچ بہت اونچی ہوتی ہے اللہ ہمیں ان لوگوں کی قدر کی توفیق عطا فرمائے۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ سحری میں برکت ہے، ترید میں برکت ہے اور جماعت میں برکت ہے۔ (مجمع الزوائد جلد 5 صفحہ 21)

آپ ﷺ نے فرمایا کہ ترید بناؤ خواہ پانی سے ہی بناؤ۔ (مجمع الزوائد جلد 5 صفحہ 22)
تو بھئی! نبی ﷺ کی خواہش بھی پتا لگ گئی اور حکم بھی پتا لگ گیا، تو اب چاہیے کہ ہم اتباع سنت کی نیت سے ترید بنا لیا کریں۔

ترید بنانے کا طریقہ:

ترید بنانا بے حد آسان ہے۔ گوشت کے شوربے میں روٹی کے بھیکے ہوئے ٹکروں کو ترید کہا جاتا ہے، خواہ ٹکروں کو شوربے میں ڈال کر پکایا جائے، یا ایسے ہی ڈال دیا جائے۔ ترید کے ٹکڑے پیٹ کے لیے مفید ہیں، آسانی سے ہضم ہو جاتے ہیں، نگلنا بھی آسان ہو جاتا ہے، جلدی تیار بھی ہو جاتا ہے۔ لذیذ اور مقوی بھی ہوتا ہے۔

جلدی تیار ہونے والی چیزیں:

یہ آپ جلدی کے لفظ سے پھر ایک پوائنٹ نوٹ کریں کہ نبی ﷺ کے لیے وہ کھانے بنائے جاتے تھے جو جلدی تیار ہو جاتے تھے، پانچ پانچ گھنٹے کھانے کو نہیں لگائے جاتے تھے کہ کھانے پکانے میں گھنٹوں کچن میں لگے ہوتے ہیں۔ تو بھئی! ایسا کھانا جو جلدی تیار ہو جائے۔ لیکن اس سے آج کل کی فاسٹ فوڈ مراد نہیں ہے، اس کی بات نہیں ہو رہی بلکہ بات یہاں سنت کے مطابق سادہ کھانوں کی ہو رہی ہے۔ یہ جو نبی قسم کے کھانے ہیں



یہ تو جس سے مرضی پوچھ لیں، ڈاکٹرز بتاتے ہیں کہ یہ سب کے سب انسان کے لیے نقصان دہ ہیں۔ یہود و نصاریٰ کی تقلید میں جتنے کھانے ہم کھاتے ہیں ان کے کھانے سے ہماری صحت کا بہت نقصان ہے، جبکہ حضور اکرم ﷺ کے پسندیدہ کھانوں کو کھا کر ہماری صحت میں ان شاء اللہ اضافہ ہی ہوگا اور اس سے بہتر کسی کی پسند ہو ہی نہیں سکتی۔ اور اگر کسی کو ان ناموں پر اعتراض ہو کہ یہ تو بڑے پرانے نام ہیں اچھا بھی! اب آپ کوئی نیا نام رکھنا چاہیں تو نیا رکھ لیں لیکن کھانے وہی کھائیں جو نبی ﷺ نے کھائے، نام بھی وہی رکھیں اور کھانے بھی وہی کھانے کی کوشش کریں پھر دیکھیں نبی ﷺ کی محبت کیسے بڑھتی ہے۔

پنیر اور دودھ:

اس کے علاوہ نبی ﷺ پنیر بھی کھاتے تھے۔ ایک صحابی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کو میری خالہ نے گوہ، دودھ اور پنیر کا ہد یہ بھیجا۔ گوہ ایک جانور ہے آپ ﷺ اسے پسند نہیں فرماتے تھے۔ عرب میں اگر چہ کھایا جاتا تھا۔ تو جب دستر خوان پر یہ چیزیں رکھی گئیں۔ تو آپ ﷺ نے دودھ کو نوش فرمایا اور پنیر کھایا اور گوہ کو نہیں کھایا، کیونکہ وہ پسندیدہ چیز نہیں تھی۔ تو نبی ﷺ نے دودھ بھی نوش فرمایا اور پنیر بھی کھایا۔ دودھ کے بارے میں امی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو دودھ پینے کے لیے دیا جاتا تو آپ ﷺ برکت کی دعا فرماتے۔ (ابن ماجہ جلد 2 صفحہ 243)

دودھ آپ ﷺ کی بہت مرغوب غذا تھی آپ ﷺ بہت خوش بھی ہوتے اور برکت کی دعا بھی فرماتے تھے۔ تو بھئی! بچوں کو چاہیے کہ وہ پیسی اور مرنڈا کی جگہ دودھ کی عادت ڈالیں۔ اور کچھ دن پہلے ایک خاتون جن کی عمر 82 سال کی ہے، کافی بیمار ہیں ان کے بیٹے تشریف لاتے رہتے ہیں تو انہوں نے بتایا کہ والدہ کے بہت سارے ٹیسٹ



ہوئے تو کیشیم کے ٹیسٹ کی رپورٹ بہت ہی اچھی آئی۔ ڈاکٹر بڑے حیران ہوئے اور ساتھ میں لیبارٹری والے بھی اور ڈاکٹرز کے ساتھ ساتھ اسپیشلسٹ ڈاکٹر بھی تھیں۔ وہ کہنے لگے کہ کیشیم کی رپورٹ ان کی ہو ہی نہیں سکتی 82 سال کی عمر اور ان کو اتنی بیماریاں لگی ہوئی ہیں تو اتنی اچھی ان کی کیشیم کی رپورٹ آ ہی نہیں سکتی۔ جتنے نوجوانوں کے ٹیسٹ کیے گئے اتنی اچھی رپورٹ تو ان کی بھی نہیں آتی تو یہ ان کی رپورٹ نہیں ہو سکتی۔ بلال بٹ صاحب نے بتایا کہ میری والدہ سے ڈاکٹر نے پوچھا کہ آپ کا یہ کیشیم اتنا اچھا ہے مجھے تو یقین نہیں آ رہا، تو کیا آپ اس کی وجہ بتانا پسند کریں گی؟ انہوں نے بتایا کہ بچپن سے لے کر آج تک روزانہ دودھ کا گلاس لیتی ہوں۔ تو 82 سال کی عمر میں بھی کیشیم کی کمی نہیں تھی۔ اور آج پچیس تیس سال کی عمر میں ہی ہم سے ڈاکٹر کہہ دیتے ہیں کہ کیشیم کی گولی کھاؤ، وٹامن سی کھاؤ آپ کے اندر کیشیم کم ہو گیا ہے، کیونکہ ہم نے دودھ کا استعمال چھوڑ دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سنت پر بھی ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مشروب بھی غذا بھی:

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دودھ کے علاوہ کوئی مشروب ایسا نہیں جو غذا کے طور پر بھی کافی ہو جائے۔ (ابن ماجہ جلد 2 صفحہ 243 مختصراً)

آپ پیتسی پی لیں یا کوئی اور مشروب پی لیں تو وہ غذا بیت نہیں پوری کر سکتا۔ آپ ﷺ نے فرمادیا اب اس کو میڈیکلی سائنسدان اور ڈاکٹرز جتنا مرضی چیک کرتے چلے جائیں آقا ﷺ نے جو فرمایا وہی سچ ہے۔ اور بچوں کی نشوونما بھی خالص دودھ سے ہو جاتی ہے اور مریض کے لیے بھی بہترین غذا دودھ ہے، تو آقا ﷺ نے خالص دودھ بھی نوش فرمایا اور پانی ملا کے بھی نوش فرمایا اس لیے ڈرنے کی ضرورت نہیں کہ دودھ پانی ملا آتا ہے۔ تو کوئی بات نہیں یہ بھی سنت سمجھ کر پی لیا کریں۔ حضرت عبداللہ بن



عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہما دونوں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر گئے وہ ایک برتن میں دودھ لے کر آئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں نوش فرمایا۔ (مختصراً، حصائل صفحہ 155)

بکری کے دودھ کے بارے میں فرمایا کہ بکری کے دودھ میں برکت ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس گھر میں بکری کا دودھ ہو اس کے لیے دن میں دو برکتیں ہیں۔ (کشف الاستار جلد 3 صفحہ 338)

اور چھوٹے بچوں کے لیے تو بکری کا دودھ بہت بابرکت ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بکری کا گھر میں ہونا برکت ہے، دو بکریاں دو برکتیں ہیں، تین بکریاں تین برکتیں ہیں۔ امی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سے پوچھا کہ بھئی! تمہارے گھر میں کتنی برکت ہے یعنی تمہارے گھر میں کتنی بکریاں ہیں؟ (مطالب عالیہ صفحہ 303)

روٹی کا بیان:

اسی طرح روٹی کھانا بھی سنت ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ روٹی کا اکرام کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کا اکرام کیا ہے۔ جو شخص روٹی کا اکرام کرے گا اللہ تعالیٰ اس کا اکرام کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے آسمان کی برکتوں سے نازل کیا ہے اور اس میں زمین کی برکات بھی رکھ دی ہیں۔ جو دسترخوان کے گرے ہوئے ٹکڑوں کو تلاش کر کے کھائے گا اس کی مغفرت ہو جائے گی۔ (مجمع الزوائد جلد 5 صفحہ 37)

روٹی کے اکرام کا مطلب:

روٹی کا اکرام یہ ہے کہ اس کو ضائع نہ کیا جائے، اس کے ٹکڑوں کو پھینکا نہ جائے۔ اور جب دسترخوان پر روٹی آجائے تو سالن کا انتظار نہ کیا جائے اور روٹی سے شروع کر دیا جائے۔ امی عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ تمہارا بہترین کھانا روٹی ہے اور بہترین پھل



انگور ہے۔ (کنز العمال جلد 19 صفحہ 207)

اب ہمارے یہاں ایک کامن سی بات ہے کہ جو لوگ دعوت وغیرہ پر جاتے ہیں اور شادی وغیرہ میں بہت کھانا ضائع کرتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمتوں کے رک جانے کا سبب ہے۔ اور گھروں میں بھی جب کھانا کھاتے ہیں تو روٹی کے ٹکروں کا خیال نہیں کرتے ہیں۔ علماء نے لکھا کہ گھروں کے اندر تنگدستی، غربت، قرض اور پریشانیاں آنے کی ایک وجہ یہ بھی ہوتی ہے کہ ہم لوگ کھانے کا اکرام نہیں کرتے۔ کھانا بچا ہوا چھوڑ دیتے ہیں اور پلیٹ صاف نہیں کرتے کھانا ضائع کر دیتے ہیں، پھینک دیتے ہیں۔ اب اکرام والی چیز کا جب ہم نے اکرام نہیں کیا تو Ultimately ہمیں اس کے نقصانات اٹھانے پڑیں گے۔

جو کی روٹی:

اسی طرح جو کی بنی ہوئی روٹی کھانا بھی سنت ہے، اور آپ ﷺ کی اکثر و بیشتر غذا جو کی روٹی ہوتی تھی۔ (مختصر اشکال ترمذی)

ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کے گھر میں جو کی روٹی کبھی نہیں بچتی تھی۔ (شامل صفحہ 10)

یعنی اگر پکتی تھی تو مقدار میں اتنی ہوتی نہیں تھی کہ بچ جائے، اس لیے کہ وہ تھوڑی ہوتی تھی، خود پیٹ بھرنے کے لیے بھی کافی نہیں ہوتی تھی۔ اور اگر کبھی زیادہ بھی ہوتی تو نبی ﷺ کے یہاں مہمانوں کی کثرت کی وجہ سے ختم ہو جاتی ورنہ اہل صفحہ تو موجود ہی ہوتے تھے، وہاں اسے استعمال کر لیا جاتا تھا۔ (نصائل صفحہ 115)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کی ایک درزی نے دعوت کی، نبی ﷺ نے دعوت کو قبول فرمایا۔ آپ ﷺ وہاں گئے اور انہوں نے جو کی روٹی پیش کی اور لو کی



گوشت پیش کیا یعنی گوشت ایسا بنایا جس میں گھیا ڈالا ہوا تھا، گھیا، گوشت کا سالن اور جو کی روٹی پیش کی۔ (بخاری جلد 2 صفحہ 817)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ جو کی روٹی کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیسے پکاتے تھے؟ تو فرمایا: آٹے میں پھونک مار دیا کرتے تھے تاکہ جو موٹے موٹے تنکے ہوں وہ اڑ جائیں باقی کو گوندھ لیا کرتے تھے۔ (بخاری صفحہ 815، شہائل صفحہ 10 مختصراً)

ایک روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چھلنی نہیں ہوتی تھی اور وہ اس کو پھونک لیا کرتے تھے۔ (سیرۃ العباد جلد 7 صفحہ 273)

اور پھر اس کے بعد روٹی بنا لیا کرتے تھے۔ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما یہ دونوں حضرات بھی جو کی روٹی کو پنا چھانے کھایا کرتے تھے۔ (سیرۃ خیر العباد جلد 7 صفحہ 288)

آٹا چھنا ہوا نہیں ہوتا تھا۔ خصائل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے کہ آج کل گیہوں کی روٹی بھی بغیر چھنے کھانا مشکل سمجھا جاتا ہے حالانکہ بغیر چھنے آٹے کی روٹی جلد ہضم ہوتی ہے۔ (خصائل صفحہ 116)

گیہوں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل و عیال کو مسلسل تین دن گیہوں کی روٹی کھانے کی نوبت نہیں آئی یہاں تک کہ دنیا سے جانے کا وقت آ گیا۔ (بخاری جلد 2 صفحہ 956)

آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں کبھی ایسا نہ ہوا کہ تین دن روز کھانا ہو، فاقہ ہوتا تھا۔ بہر حال آج کل کے رواج میں آٹا چھنا ہوا آتا ہے، تو ہم کم سے کم اتنا ضرور کر لیں کہ گیہوں کی روٹی تو ہم کھاتے ہیں الحمد للہ! یہ بھی کھائیں، لیکن ساتھ جو کی بھی شروع کر دیں تاکہ سنت کا ثواب ہمیں مل جائے۔ اب جو کی روٹی بعض اوقات پکانا مشکل ہوتی ہے تو ہمیں بعض



عورتوں سے معلوم ہوا، ہمارے گھر میں بھی تجربہ کیا گیا کہ گندم اور جو کو مکس کر کے بنائی۔ بہر حال جس طرح سے بھی آسانی ہو خالص جو کی بھی بنا لیں چند دفع تو بنا ہی لیں تاکہ اتباع سنت کا ہمیں ثواب مل جائے۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ حضور ﷺ نے کبھی سفید میدے کی روٹی کھائی ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ حضور ﷺ نے آخر عمر تک میدہ نہیں دیکھا یعنی میدہ یا اس کی روٹی کھانے کی نوبت نہیں آئی۔ (شامل مختصر صفحہ 10)

حالات کی تنگی کی وجہ بھی اس میں شامل ہو سکتی ہے۔

روٹی اور کھجور:

اس کے علاوہ ایک چیز ہے روٹی اور کھجور۔ حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے جو کی روٹی لی اور اس پر کھجور کو رکھا اور فرمایا: روٹی تو جو کی ہو گئی اور اس کا سالن یہ کھجور ہو گئی۔ (شامل، مجمع جلد 5 صفحہ 43)

روٹی کے طور پر جو کی روٹی استعمال ہوئی اور سالن کے طور پر کھجور استعمال ہوئی، کھجور کے ساتھ روٹی کو آپ ﷺ نے کھایا۔ ٹھیک ہے ہم الحمد للہ! سالن کے ساتھ کھاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بہت نعمتیں دی ہیں لیکن اگر کبھی ایک مرتبہ یا زیادہ مرتبہ ہم روٹی کے ساتھ کھجور کھالیں گے تو اتباع سنت کا ثواب مل جائے گا۔

گوشت اور روٹی:

اسی طرح آپ ﷺ نے گوشت کو بھی روٹی کے ساتھ تناول فرمایا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کی خدمت میں روٹی اور گوشت پیش کیا گیا اور آپ ﷺ نے اس کو تناول فرمایا۔ (ابوداؤد جلد 1 صفحہ 25)



ابن قیمؒ نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ نے روٹی کو چربی، گھی، سرکہ اور زیتون کے ساتھ بھی تناول فرمایا۔ (زاد المعاد جلد 1 صفحہ 54)

روٹی کتنی بڑی ہونی چاہیے؟

ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ روٹی چھوٹی رکھی جائے، اس میں برکت ہوگی۔

(مسند بزار جلد 3 صفحہ 333)

روٹی کا سائز بہت زیادہ بڑا نہ کیا جائے۔ ایک جگہ روٹی بننے ہوئے دیکھی ماشاء اللہ ایسی تھی کہ 8 سال کا بچہ اس کو کھل بنا کے اوڑھ کے سو سکتا تھا۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ روٹی کا چھوٹا ہونا بہتر ہے، سنت کے قریب ترین معاملہ ہے۔

اجتماعیت میں برکت:

اب کچھ پراٹھوں کی باتیں بھی ہو جائیں، کیونکہ کبھی کبھی ناشتے میں پراٹھے کا بھی دل کرتا ہے، تو دیکھیں کہ پراٹھوں کے معاملے میں ہمیں نبی ﷺ کا کیا عمل ملا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری والدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے روٹی پکائی، پھر کہا کہ نبی ﷺ کے پاس جاؤ اور آپ ﷺ کو دعوت دو۔ فرماتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پاس گیا اور جا کے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ! میری والدہ آپ ﷺ کو بلاتی ہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور جتنے صحابہ رضی اللہ عنہم ساتھ تھے، سب کو کہا: چلو بھئی میرے ساتھ چلو۔ فرماتے ہیں: پہلے میں گیا اور امی کو بتایا کہ پوری جماعت آرہی ہے۔ آپ ﷺ تشریف لائے سب ساتھی بھی تشریف لائے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: انس! جو کچھ پکا ہے اسے لے آؤ۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے صرف آپ ﷺ کے لیے پکایا ہے، اتنا نہیں ہے کہ سارے لوگ کھا سکیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اچھا بھئی! جو کچھ بھی پکایا ہے وہی لاؤ۔ اس کو دسترخوان پر لگوا لیا۔ پھر نبی ﷺ کے حکم سے دس دس آدمیوں



کی جماعت کو حضرت انس رضی اللہ عنہ بلاتے تھے۔ دس آدمیوں کو بلاتے وہ کھانا کھا لیتے پھر دس کو اور بلاتے۔ فرماتے ہیں کہ میں دس دس کو بلاتا رہا، چنانچہ سب نے سیر ہو کر کھایا اور وہ ٹوٹل 80 آدمی تھے۔ (ابن ماجہ جلد 2 صفحہ 247)

یہ آپ ﷺ کا معجزہ ہے کہ اتنی کم مقدار میں کھانا ہونے کے باوجود 80 افراد نے کھالیا اور کئی دفعہ ایسے واقعات پیش آئے۔

گھیا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کو سبزیوں میں گھیا بہت پسند تھا۔

(ابن ماجہ جلد 2 صفحہ 240)

حضرت جابر بن طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو کدور کھا ہوا تھا۔ میں نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ لوکی ہے اس سے سالن میں اضافہ کیا جائیگا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ لوکی کے ٹکڑے کٹے ہوئے رکھے تھے۔ (سیرۃ ابن ماجہ جلد 2 صفحہ 240)

لوکی کے فوائد:

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم پر لوکی لازم ہے، یہ دماغ کو قوی کرتی ہے۔ اور ایک روایت میں ہے لوکی کھاؤ اگر اس سے زیادہ نفع دینے والا کوئی درخت ہوتا تو اللہ تعالیٰ یونس علیہ السلام کے دور میں اسی کو اگاتے، اگر تم میں کوئی شور بہ بنائے تو اس میں لوکی کا اضافہ کرے یہ عقل اور دماغ کو قوی کرتی ہے۔ (شرح مواہب جلد 4 صفحہ 333)

ایک حدیث میں ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اور یہ خادم رسول ﷺ بھی ہیں کہ نبی ﷺ لوکی بہت کھاتے تھے اور فرماتے تھے: یہ دماغ کو تیز کرتی ہے اور عقل میں اضافہ کرتی ہے۔ (سیرۃ جلد 7 صفحہ 331)



حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک درزی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی میں بھی ساتھ گیا۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جو کی روٹی اور ایسا شوربہ پیش کیا جس میں لوکی یعنی گھیا تھا تو میں نے آقا علیہ السلام کو دیکھا کہ پیالے کے اطراف میں تلاش کر کے لوکی کھا رہے تھے، چنانچہ اس دن سے مجھے بھی گھیا محبوب ہو گیا۔ اب محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم تو یہ ہے کہ اتنی باتیں سن کر یہ چیزیں ہمیں بھی محبوب ہونی چاہئیں۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ لوکی یعنی گھیا سے عقل کی زیادتی ہوتی ہے۔ اس میں ایسی خوبی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کی پرورش اسی درخت کی بیل کے نیچے کی۔ نیز حدیث سے معلوم ہوا ہے کہ اپنے سے کم تر کی دعوت بھی قبول کرنی چاہیے، اس میں کسی قسم کا کوئی عار محسوس نہیں کرنا چاہیے، نیز یہ کہ لوکی سے رغبت رکھنا سنت ہے۔ اور فرماتے ہیں کہ نگاہ کو بھی تیز کرتی ہے اور دماغ کو گرم کرتی ہے اور دل کو نرم رکھتی ہے۔ اللہ اکبر!

(مواہب جلد 4 صفحہ 333)

لوکی غم کا علاج ہے سبحان اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امی عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ جب تم شوربہ پکاؤ تو اس میں لوکی زیادہ ڈال لو یہ غمگین دل کو طاقت پہنچاتی ہے۔

(سیرۃ صفحہ 33، مسند احمد، شرح مواہب جلد 4 صفحہ 333)

چقدر:

ایک سبزی جسے چقدر کہتے ہیں، یہ کھانا بھی سنت ہے۔ حضرت ام منذر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام میرے گھر تشریف لائے ہمارے یہاں کھجور کے خوشے آویزاں تھے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تناول فرمانے لگے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھے، آپ علیہ السلام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو روک دیا کہ ابھی تم کو بیماری سے آفاقہ ہوا ہے اور تم ابھی فی الحال کھجور نہ کھاؤ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیٹھے رہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کھجور کے خوشے اٹھا کے کھاتے رہے،



یہاں سے پتا چلا کہ پرہیز کرنا بھی سنت ہے۔ ایک آدمی کو کوئی چیز تکلیف دیتی ہے تو نبی ﷺ نے خود روکا حالانکہ کھجور نعمت ہے اور آپ ﷺ کھا بھی رہے تھے اور اخلاق کریمانہ نبی ﷺ سے بڑھ کر کسی میں نہیں ہو سکتے، تو آپ ﷺ نے ان کی صحت کا خیال کرتے ہوئے فرمایا کہ اپنی صحت کا خیال رکھو یہ چیز تمہارے لیے ٹھیک نہیں ابھی بیماری سے اٹھے ہو، اور توانائی واپس آنے میں ٹائم لگتا ہے۔ انسان کو نارمل ہونے میں وقت لگتا ہے، یہ ابھی تمہارے لیے ٹھیک نہیں مت کھاؤ تو یہاں سے پرہیز بھی ثابت ہوا۔

اگر ڈاکٹر نے شوگر منع کی ہوئی ہے تو ہم شوگر کھاتے ہیں اور شوگر کی وجہ سے بیماری بڑھ گئی یا موت ہی آگئی تو اس میں سنت کا ثواب نہیں ملے گا کہ میٹھا آپ ﷺ کو پسند تھا، اس میں اپنے آپ کو نقصان پہنچانے کا گناہ بھی مل سکتا ہے، بد پرہیزی کا گناہ بھی مل سکتا ہے۔ اس کا خیال کرنے کی ضرورت ہے کہ پرہیز کرنا بھی سنت ہے تو نبی ﷺ نے خود تو کھجوریں تناول فرمائیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان کی بیماری کی وجہ سے ان کی صحت کا خیال رکھتے ہوئے منع فرمایا۔ ام منذر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے چقندر اور جو لیا اسے پکایا اور آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے علی! تمہارے لیے یہ مناسب ہے یہ کھاؤ۔ (جمع الوسائل صفحہ 227)

پرہیز کرنا توکل کے منافی نہیں:

اس سے معلوم ہوا کہ پرہیز کرنا توکل کے منافی نہیں اور چقندر کھانا بھی نبی ﷺ کی سنت ہے۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ جمعہ کے دن بہت خوش ہوتے تھے کہ جب ہم لوگ نماز جمعہ سے فارغ ہوتے تو ایک ضعیفہ تھی اس کے پاس ملاقات کو چلے جاتے۔ وہ چقندر لیتی اسے بانڈی میں ڈالتی اور کچھ جو لیتی اور اسے بھی بانڈی میں ڈال دیتی، نماز جمعہ کے بعد ہم لوگوں کو وہ پیش کرتی، اس وجہ سے ہم لوگ



جمعہ کے دن خوش ہوتے تھے۔ اور ہم لوگ جمعہ کے دن نماز جمعہ کے بعد ہی کھانا کھاتے اور اسکی چقندر کھانے کے بعد قیلولہ کیا کرتے تھے۔ (بخاری جلد 2 صفحہ 813)

اس سے معلوم ہوا کہ جن سے بے تکلفی ہو ان کے یہاں کھانا کھانے میں کوئی قباحت نہیں۔ اور یہاں سے یہ بھی پتا چلا کہ جمعہ کے دن جمعہ کے بعد ہی کھانا کھائیں یعنی جلدی نماز جمعہ کے لیے چلے جانا اور بعد میں کھانا کھا لینا بھی مناسب ہے۔

تکلف کرنا خلاف سنت ہے:

بعض لوگ تکلف کرتے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ میں تکلف کرنے والوں میں سے نہیں ہوں، تو تکلف کرنا خلاف سنت ہے۔ انسان کو سادہ اور بے تکلف ہی رہنا چاہیے۔

اروی:

اسی طرح سبزیوں کے اندر ایک سبزی ہے اروی۔ ایلہ کے بادشاہ نے نبی ﷺ کی خدمت میں اروی کا ہدیہ پیش کیا۔ نبی کریم ﷺ نے اس کو تناول فرمایا اور خوب پسند کیا اور پوچھا: یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ زمین کی چربی ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: زمین کی چربی اروی تو بہت خوب ہے۔ (سیرۃ جلد 7 صفحہ 330)

نبی ﷺ نے اس کو پسند کیا ہے اور طبی اعتبار سے بھی اس کے فوائد بہت ہیں، اور گوشت میں پکائی جائے تو اس کی لذت اور بھی زیادہ بڑھ جاتی ہے۔

پیاز:

اسی طرح پیاز کو پکانا اور پکا ہوا پیاز کھانا بھی سنت ہے۔ امی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: نبی ﷺ نے جو آخری کھانا کھا یا وہ پیاز میں پکا ہوا تھا۔ (مشکوٰۃ صفحہ 367، ابوداؤد)

امی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے آخری کھانا جمعے کے دن کھا یا تھا اس میں



بھنا ہوا پیاز تھا۔ (ادب المفرد میرۃ جلد 7 صفحہ 329)

ہم نے دیکھا کہ گھر میں عورتیں پیاز کو تیار کر کے رکھتی ہیں کہ کھانا پکا میں گی، تو اس میں سنت کی نیت شامل کر لیں تو آپکا کام بھی ہو گیا اور کھانا بھی پک گیا اور سنت کا ثواب بھی مل گیا۔ لیکن آپ ﷺ نے کچا پیاز کچا لہسن کبھی استعمال نہیں کیا، البتہ پیاز کو پکا دیا جاتا جیسے سالن وغیرہ میں یا اسے تل دیا جاتا تو آپ ﷺ بد بو نہ ہونے کی وجہ سے اسے تناول فرما لیتے۔ اور آپ ﷺ نے کچا پیاز کھا کر مسجد جانے سے سختی سے منع فرمایا ہے۔ بہت سے لوگ افطاری میں کچا پیاز استعمال کرتے ہیں جیسے سلاد کے طور پر استعمال کر لیا، پھر نماز کو جاتے ہیں یہ بات درست نہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حضور پاک ﷺ کی ایک ایک سنت کو شوق اور محبت سے عمل میں لانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اس گلدستہ سنت کی ہماری اس محنت کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ قیامت کے دن نبی کریم ﷺ کی شفاعت نصیب فرمائے۔ اور ہم کو اپنی رحمتوں میں شامل فرمائے، اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

وَ أَخِذْ عَوَانَا إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ



مکتبہ عشق الہی کی کتب ملنے کے پتے

- 1 جامعہ قیہ للبنات: انبالہ ہاؤس، 1-31A پیکور روڈ ٹاؤن شپ لاہور 0301-4496600
- 2 مکتبہ سید احمد شہید لاہور: اردو بازار لاہور 042-37228272
- 3 ادارہ اسلامیات: 190 انارکلی لاہور 042-37353255
- 4 مکتبہ رحمانیہ: اردو بازار 042-37224228
- 5 نیشنل الیکٹرونس علی سنٹر: 16-A مین روڈ شاہ عالم مارکیٹ لاہور 0423-7632902
- 6 یادگار خانقاہ امدادیہ اشرفیہ: بالمقابل چڑیا گھر، شاہراہ قائد اعظم لاہور، 0300-0321-0334-0313-9489624
- 7 ادارہ تالیفات اشرفیہ: فوارہ چوک ملتان 0322-6180738, 061-4540513
- 8 مکتبہ امدادیہ: ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان 061-544965
- 9 مکتبہ دارالاحیاء: قصہ خوانی بازار پشاور 091-2567539
- 10 مکتبہ عمر فاروق: قصہ خوانی بازار پشاور 0301-8845715
- 11 مکتبہ سید احمد شہید: جی ٹی روڈ اکوڑہ خٹک 0923-630946
- 12 دارالمطالعہ: نزد پرانی ٹینکی، حاصل پور 0622442059, 0300-7853059
- 13 مکتبہ التفیہ: بالمقابل رنگون ہال، بہادر آباد کراچی 0345-2331375 (انجاز)
- 14 عادل ٹیکسٹائل بہادر آباد کراچی 0300-2001060, 181
- 15 دارالاشاعت: اردو بازار کراچی 021-2213768
- 16 حضرت مولانا گل رئیس صاحب: حضرت قاری سلیمان صاحب (مدظلہم) دارالہدی بنوں
- 17 علمی کتاب گھر: اوجاروڈ اردو بازار کراچی 021-32634097
- 18 جامعۃ الصالحات: محبوب شریف ڈھوک مستقیم روڈ، پیر ودھائی موڑ پشاور روڈ، راولپنڈی 051-5462347
- 19 احسن محمود: امام خطیب جامع مسجد طیبہ داستاز: جامعہ دارالعلوم کراچی مکان نمبر 125-K15 ایریا کراچی فون نمبر: 0321-2660180

گلدستہ سنت

انفس قدم نبی ﷺ کے ہیں جنت کے راستے
اللہ سے ملاتے ہیں سنت کے راستے

- کھانا کم کھانے کے فائدے
- پینے میں نبی ﷺ کی سنتیں
- سنت برتن اور مسنون دعائیں
- نبی کریم ﷺ کے پسندیدہ پھل اور میوے
- کھانے پینے میں میانہ روی کا بیان
- مریض کی دیکھ بھال
- میزبانی اور مہمانی کے آداب
- لباس
- سنت اور سائنس
- کھانے میں نبی ﷺ کی پسند

ISHQEILAH.COM

Facebook.com/ishqeilahi1

Dailymotion.com/ishq-e-ilahi